شری کرشنائے نمہ

از شش جہتم رو نمودی آخر | در ہر سوئے دلم ربودی آخر
بیرون و درون جلوہ گرت مے دیدم | بر تحقیق آمدم تو بودی آخر

ترجمہ مؤلف

جہوں دشا میں آپ سمایا | جیت نت سوں کیر من بہایا
اندر باہر ڈہونڈت پہریا | ڈہونڈ تنکے تج آیا پایا

جس نے پیکر انسانی میں نزول فرما کر عالم کون و مکان کو ظہور دیا ہے اور اپنے ظہور کے جلوے کو آپ ہی تماشا بنایا ہے اوس کے ادراک سے غافل رہنا اور اوس کی حقیقت سے آگاہ ہوئے بغیر اس کالبد عنصری کو چھوڑ تا آخر الامر ہزاران ہزار حسرت اور ناکامی دلاتا ہے

شعر

یکدم کہ یار مست بخفت است در کنار | بیدار باش تا نرود عمر بر فسوس

ترجمہ مؤلف

حسبدم پیتم پائیاں جیتن رہیئے جاگ | جو سووت نہیں جیتیاں کہوئے تنکے بہاگ

اوس عطیہ عظمیٰ کی جو زیور عقل و حواس سے آراستہ کر کے صرف ادراک علم ذات کے لئے بخشا گیا ہے۔ قدر نہ جاننا اور اِس کے فرائض لازمی ادا کئے بغیر راہی ملک عدم ہونا اور اپنی ہستی موہوم کا پندار علم الیقین میں لیجانا کیسی جہالت اور نادانی ہے۔

رُباعی

در خود از خود بگو چہ چیزی و چہ | ہر گاہ سوائے حق نباشد چیزے
خود را در خود بجو چہ چیزی و چہ | تو خود از خود بگو چہ چیزی و چہ

ترجمہ مؤلف

آپے میں ڈھونڈ رہے کون
جب آ تم آ تم سے پیارے

ڈھونڈ ڈھانڈ سے پرے ہے جون
آپی آپ پکارے کون

جبکہ وید ویدانت اور سب مذہبوں نے اوس کو ادویت اکھنڈ انبا شی نرانجن نرآکار مانا ہے تو پھر اِس کے ایسا ہونے میں کیوں شک پیدا ہوتا ہے۔ اور کس وجہ سے وحدت واجب الوجود عین الیقین نہیں ہوتی اور کس سبب سے پاک علم خود شناسی مخفی ہو گیا ہے دریافت کرنا چاہیئے کہ کس طریقہ سے زنگ جہل رفع ہو کر آفتاب معرفت کا جلوہ آئینہ دلمیں نظر آسکتا ہے طلب اور صدق ارادت کے بغیر حصول مُدعا یعنی دیدار معشوق حقیقی کا ناممکن ہے بھگتی کے (جو ایک مشہور لفظ ہے) لُغوی اور اِصطلاحی معنی میں فرق ہے لغوی معنی تو وہی ہیں جو عوام نے سمجھ رکھے ہیں مگر اِس کے اِصطلاحی معنی عشق حقیقی اور ارادت صادق کے ہیں۔ اور عارفوں نے اِس کے یہی معنی لئے ہیں **مصرع** مگس رفتند و پروانہ بر آتش۔ لُغوی معنی بھگتی کے مگس تمثال ہیں اور اِصطلاحی معنی بھگتی کے پروانہ جلال کا نشان دیتے ہیں جو دولت سرمدی کے طلبگار ہیں اور شمع معرفت پر پروانہ وار بے بیم درجا جان نثار ہیں وہی مستحق وصال یار ہیں اور جو عالم بوالہوسی میں گرفتار ہیں مگس وار چندے شور و غل مچا کر انجام کار معدوم ہونے کے سزاوار ہیں۔

رباعی

سرمد غم عشق بوالہوس را ندہند
عُمرے باید کہ یار آید بکنار

سوز دل پروانہ مگس را ندہند
اِیں دولتِ سرمد ہمہ کس را ندہند

ترجمہ مؤلف

بھگتی ماںہہ دو بدھا نہیں کوئی
ماکھی نائیں جو بھن بھن گا دے

پتنگ ماںہہ جرے سو ہوئی
نائیں پدارتھ ہاتھ نہ آوے

اُصول صرف بارہ مہا واک ہیں یعنی تین تین الفاظ ہر ایک کی ندائے اولین ہیں اور یہ
چاروں کتب سماوی انہو پرمان یعنی بموجب علم اشراق اُوپنیس کی تفسیر میں لکھی گئی
ہیں۔ جن مختلف اوقات میں یہ کتب سماوی قلمبند ہوئیں اُنکا تحقیق کے ساتھ دریافت کرنا
مشکل ہے کہ اوس سے بیشتر اِن کا علم سینہ بسینہ منتقل ہوتا چلا آتا تھا ان کے مطالعہ
سے یہ تو صاف ثابت ہے کہ اُوس زمانہ کا رواج اور طریقہ بودوباش اِس وقت کے
رسم و رواج سے بہت ہی مختلف تھا۔ چنانچہ جو اِستعارات اوس زمانہ میں مروّج تھے وہ
اِس وقت کی فہم سے بہت دُور ہو گئے ہیں اور اون کے معنی حل کرنے سخت دشوار
ہو گئے ہیں چونکہ اوس زمانہ میں اسباب معیشت اور ضروریات دینوی کی اِحتیاج
بہت کم تھی اور راستی کی پابندی کی وجہ سے طوالت قانونی درکار نہ تھی اسلئے یہ
کتب وید تحقیقات ظاہر و باطنی کے کافی مجموعہ کے پیرایہ میں ایک ہدایت نامہ ربّانی
تھیں جسمیں علم توحید۔ علم معقولات۔ علم حکمت۔ اور قانون عدالت مشمول تھے اور علم معاش
علم معاد کے مطیع رکھا گیا تھا۔ جب اسباب دینوی اور نیرنگی عالم نے ترقی و تبدل اختیار
کیا اوس وقت اون میں سے ہر ایک کی تفسیریں اور تشریحیں ہوئیں اور عالمان روشن ضمیر
نے وقتاً فوقتاً سمرتی یعنی چھہ شاستر (فلسفے) پران وغیرہ تصنیف کئے اور وہ مکتوب ہو کر
ہند کے مختلف حصوں میں پھیل گئے تب علم کو اس قدر وسعت ہو گئی کہ اوس کی شاخوں
کی تعداد اِس وقت معلوم نہیں ہو سکتی کیونکہ اُن میں سے ہزارہا بلکہ بےشمار صحیفہ
ہندوستان میں انقلاب آنے کے وقت کشتیوں میں بھر بھر کر دریا میں غرق
کر دیئے گئے اور انبار کے انبار آگ میں جلائے اور برباد کئے گئے اب جو کچھ بحال
پریشان جا بجا رہ گئے ہیں اون کی حالت ایسی ہے جیسے کسی چراغ کی ہوتی ہے
جبکہ اس کا تیل قریب ختم ہونے کے ہوتا ہے اور ہوا چاروں طرف سے اوسے
جھکولے دیتی ہے۔

کے مبتلاشی کی شاخوں اور پتوں وغیرہ کے گننے سے مطلب برآری نہیں ہوتی ثمر کا حاصل کر لینا ہی کافی ہے۔ دورانِ فلکی اور گردشِ زمانہ ہر وقت اور ہر آن جاری ہے اور یہ نیرنگی کے اسباب لازمی ہیں پس جب رفتار زمانہ و انقلاب طبایع سے علم صفات کا ابر علم ذات کے آفتاب کو مستور و محجوب کر دیتا ہے اُس وقت کوئی قدرتی سبب پیدا ہو کر پھر علم ذات کی روشنی سے عالم کی تاریکی رفع کر دیتا ہے چنانچہ شری کرشن بھگوان اور شری وید ویاس جہامُنی کے متبرک وجود اِسی غرض کے پُورا کرنے کے واسطے ایک زمانہ میں پیدا ہوئے اور اونھوں نے وید کے اون باریک رموز کو جو دنیوی تعلقات کے بڑھ جانے کی وجہ سے اِنسانی طبایع پر منکشف نہ ہوتے تھے اور جن تک لوگوں کے فہم کی رسائی ناممکن ہو گئی تھی نہایت مختصر اور آسان طریقہ سے تلقین کیا اور انھیں بطرزِ حسنہ ایک صحیفہ میں جمع کر کے علوم باطنی کا چراغ روشن کر دیا اور رہروان طریقت و معرفت کے واسطے شاہراہ بےخوف و خطر بنا دیا۔ یہ صحیفہ موسوم بہ شری مد بھگوت گیتا جو جزو کتاب مہابھارت ہے مقدّس و متبرک اور کلجگ میں اودھار کرنیوالا تسلیم ہو چکا ہے اور کل وید اور مذاہب دنیا کا سار یعنی اصلِ اصول ہے اور امر حق ہے یہی آبِ حیات کلب برچھ اور کامدھینو ہے اور اسی کے سدھانت پر وید میں اکثر مقامات پر اِن الفاظ سے اشارہ ہوا ہے۔

رُباعی

آں آبِ حیاتے کہ ہمہ می جویند	وز ہر طرفش نشان راہش پویند
پیوستہ بدریا بمثالِ ماہی	گر در نگرند لائے دلی در اوبیند

جو لوگ بنظر قدامت وید کو کُل اور شری مد بھگوت گیتا کو اُس کا جزو سمجھتے ہیں۔ غلطی پر ہیں یہ جزو نہیں ہے بلکہ ویدوں کا سار یعنی عطر ہے اور ویدوں کے وہ مخفی رموز اور عالی اِسرار جنکے معنی اونکے مطالعہ سے اِسوقت کے عُلما حل نہیں کر سکتے ہیں یہ

ترتیب مناسب وبکمال اختصار اِس صحیفہ عالیہ میں درج ہوئے ہیں اور اِس کے دائرہ علم میں کل علوم مثل ذرّوں کے نظر آتے ہیں یعنی یہ علم ذات مثل آفتاب کے ہے اور کل علوم اِس کی شعاع ہیں۔ سب کی روشنی کا مبدا یہی ہے صرف دل دانا وچشم بینا چاہیئے جو اِس نکتہ کا مطلب دریافت کرسکے اور اوس کی حقیقت سے آگاہ ہووے۔

رباعی

یارے کہ ترا ز خود رہاند دگر است	کارے کہ زتو ہیچ نماند دگر است
ما منکر راہِ مسجد و کعبہ نہ ایم	راہے کہ بمقصود رساند دگر است

یہ بات عام طور پر مشہور ہے کہ شری بھگوت گیتا کی بادن ٹیکا یعنی تفسیریں زبان سنسکرت میں ہوچکی ہیں اون کے علاوہ دیگر زبانوں میں بھی اِسکے ترجمے موجود ہیں چنانچہ ایک فارسی ترجمہ مؤلفہ حضرت فیضی وزیر ظلِّ اکبر بادشاہ اور دوسرا مرتبہ پنڈت ٹیکارام صاحب کشمیری میرے مطالعہ سے گذرا ہے اور چند سال ہوئے کہ بمقام کوچھبیر منشی کنہیالعل صاحب الکھہ دہاری نے پنڈت ٹیکارام صاحب کے اوسی فارسی ترجمہ سے اُردو میں ترجمہ کیا ہے اور اوس کا نام گیان پرکاش رکھا ہے۔ زبان بھاشا میں بھی ایک ٹیکا سری سوامی آنند گری جی نے تیار کی ہے جو آجکل ناگری خوانوں کے مطالعہ میں اکثر دیکھی جاتی ہے اور ٹیکا زبان بھاشا میں چت گھن سوامی کی بنائی ہوئی بمبئی میں چھپی ہے انکے علاوہ چند ترجمے انگریزی اور اردو میں اور ہوئے ہیں متقدمین کے اِن ترجموں کی موجودگی میں ایک نئی تفسیر لکھنے کی کوئی ضرورت نہ تھی مگر مندرجہ ذیل وجوہات کے باعث اوس کا لکھنا مناسب بلکہ انسب خیال کیا گیا اوّل یہ کہ جو ٹیکا سنسکرت میں ہوئی ہیں وہ عوام کے لئے زبان سنسکرت سے ناواقف ہونیکی وجہ سے کارآمد نہیں ہیں دوم ٹیکاؤں کی سنسکرت عموماً بھگوت گیتا کے منتروں سے بھی زیادہ دقیق اور مشکل ہے اور اون کے سمجھنے کے لئے بہت اِستعداد درکار ہے علاوہ بریں حضرت فیضی نے حرف لفظی

ترجمہ کیا ہے شاید اس وجہ سے کہ ضمیر کلام کا دوسری زبان میں پورے طور پر ادا کرنا محال ہے اصلی ضمیر و انشگاف پائی نہیں جاتی انگریزی زبان میں ترجمہ کرتے ہوئے یہ سخت دقت پیش آتی ہے کہ اکثر اون سنسکرت الفاظ کے لئے جو زمانہ قدیم میں مستعمل تھے اور فلسفہ اہل ہند کی اصطلاح تھے ٹھیک ٹھیک ہم معنی الفاظ زبان انگریزی میں نہیں ملتے منشی کنھیا لال صاحب نے بجائے اصلی کتاب سے ترجمہ کرنے کے ترجمہ سے ترجمہ کیا ہے اس وجہ سے اونکے ترجمہ کے مضمون کا بھگوت گیتا کی ضمیر سے بہت جگہ اختلاف واقع ہو گیا ہے۔ البتہ اوس میں مؤلف نے ذاتی خیالات کو آزادی اور دلائل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ شری آنند گری جی کی ٹیکا زبان بھاشا میں مرتب ہوئی ہے اور بیشک عمدہ ہے وہ عالم اور عامل دونوں صفتوں سے موصوف پائے جاتے ہیں مگر بعض مقامات پر اونہوں نے رو جلپ بھیانک یعنی بیم و رجا کے کلام اپنی ٹیکا میں داخل کردیئے ہیں اور بہت جگہ سنسکرت الفاظ کو بجنسہ رکھکر تشریح کو پورا کردیا ہے جس کے معنی سمجھنے کیواسطے سنسکرت لغات کے دیکھنے کی ضرورت ہوتی ہے بھگوت گیتا کا ماحصل علم خود شناسی اور توحید خالص ہے اس میں بیم و رجا کا کب دخل ہو سکتا ہے۔

رباعی

صانع بجہاں کہنہ ہمچوں ظرفیست	آنیست بمعنی و بظاہر ظرفیست
بازیچہ کفر و دیں بطفلاں بسپار	بگذر زِ مقامے کہ خدا ہم حرفیست

دوئیت بھاؤ اور نظر دوئی رکھنے سے اِس کلام کا لطف و مذاق حاصل نہیں ہو سکتا یعنی جب تک نظر مو و رسے اوس کے معنی سمجھنے کی کوشش نکیجاوے وہ سمجھ میں نہیں آسکتے زمانۂ حال میں جو زبان سنسکرت کے علما ہیں وہ بیم و رجا کے خیالات کے پابند ہوئے اور مذہبی رسوم کے بیوپار میں مشغول ہونیکی وجہ سے اِس صحیفۂ متبرک کے معنی و مطلب کو دلائل کے ساتھ طالب کے دل پر نقش نہیں کرا سکتے اور اوس کے شکوک کا

شافی جواب نہیں دے سکتے ہیں۔ کہ اِس کے اُصول سمجھنے کے لئے نہایت غور و فکر درکار ہے اور نیز ایک خاص شغل سے واقف ہونا ضروری ہے۔ محض قیل و قال سے معنی حل نہیں ہو سکتے جو اِس وقت کے فقرا اور بھیک دہا رہی ہیں اور جبکا یہ اصلی ترکہ ہے وہ زبان سنسکرت اور دیگر علوم رائج الوقت سے واقف نہونیکی وجہ سے گو بعض بباطن اِس حصّہ کے شریک ہوں اصلی مطلب زبان سے ادا نہیں کر سکتے۔ سنسکرت کے الفاظ جو اِس خطہ کی قدیم زبان ہیں وہ زمانہ دراز گذر جانے اور اہل ہند کے طریق بود و باش بدل جانے کی وجہ سے آجکل اِس طرح پر گفت و شنود میں آتے ہیں کہ اُنکے معنی اور مُراد ضمیر سابق سے بہت دور ہو گئے ہیں اور چونکہ زبان سنسکرت بہت وسیع ہے اور ہر لفظ کے معنی کثیر ہیں اِسلئے چاہے کسی لفظ کے ایک معنی دریافت بھی ہو جاویں تاہم جو اوسکی مراد خاص موقع کلام پر ہونی چاہیے بوجہ کم علمی و ناواقفیت ثابت نہیں ہو سکتی ایسے ہی اسباب سے جو باون تفسیریں ہوئیں ہیں اون میں کچھ نہ کچھ ایک کو دوسرے سے اِختلاف ہے۔

شعر

جنگ ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ	چون ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند

کلام ربانی میں ہمیشہ قلت الفاظ اور کثرت معنی ہوتے ہیں اور اوس میں سے ہر ایک شخص بقدر اپنی اِستعداد اور قابلیت کے معنی نکالتا ہے مگر وہ کلام ہمیشہ قوت ادراک سے برتر اور افزوں ہوتا ہے اور اوسکا سمجھنا ضمیر موحد میں محدود ہے بلکہ موحد بھی اوسکی حقیقت اپنے قلب میں مشاہدہ کرتا ہے کلیتاً اوسکے اظہار سے عاجز و قاصر ہے البتہ بطور استعارہ بیان کر سکتا ہے تاکہ آئندہ جب اِس طریقہ کے پیرواں اور یابندان کے قلوب پر ویسا ہی ظہور حقیقت ہو تب وہ کلام شہادت اوسکے اِستقلال کا سبب ہو سکے۔

شعر

سرِ خدا کہ عارف سالک بکس نگفت	در حیرتم کہ بادہ فروش از کجا شنید،

جو کلمات اُردو زبان میں اِس پانچ۔ چھ صدی گذشتہ کے عارفوں مثل سوامی کبیر صاحب بابا نانک صاحب گوشائیں ولی رام جی معروف بہ بنواری داس و تلسی داس جی و سور داس و چرنداس و سندرداس و داوو دیال و کرشن داس بہٹ وغیرہ کے اب موجود ہیں وہ سب اوس درخت کی شاخ اور شگوفہ ہیں جو سرزمین بھگوت گیتا میں لگا ہوا ہے یعنی اونہیں سات سروں (دساتپرکرتی) میں مختلف راگ راگنیاں گا رہے ہیں کلمات تصوّف و توحید و کلام معرفت و عشق حقیقی عارفان گذشتہ مثل حضرت حافظ شیرازی شمس الدّین تبریز مولانا روم بو علی شاہ قلندر۔ حضرت دارشکوہ۔ امیر خسرو۔ خواجہ معین الدین چشتی۔ شاہ نیاز احمد صاحب بریلوی۔ مغربی و صائب و مولانا جامی و عراقی وغیرہ اگر لفظی بحث کو چھوڑ کر اصلی معنی پر نظر کیجا وے تو سب زمزمہ توحید سے وہی سرود ترنم کر رہے ہیں حکمائے یونان مثل افلاطون۔ سقراط۔ ارسطاطالیس وغیرہ نے جو فلسفہ بعد فکر کامل و تحقیقات معقولات کے لکھا ہے غور کرنے والے کو اِسمیں اِختلاف معنی معلوم نہیں ہوتا کیونکہ اپنے اپنے الحان سے یہ سب اوسی افسانۂ توحید کو سناتے ہیں۔

یک نغمہ تراود ز لب قمری و بلبل
قانون وفا مختلف آہنگ ندارد

کرشن سمایو آپ ہی چیتن اور استھول
ڈال پات پھل پھول میں ہی بیج ہی مول

جس عاصی ہیمید ان عاجز جسم کو بنام رائے بہادر جانکی ناتھ مدن کشمیری پنڈت دہلوی سوامی مدگلیہ گوتر کہتے ہیں وہ کوئی استعداد و قابلیت نہیں رکھتا کہ تسریمدبھگوت گیتا کی جس میں اسرار اشراقی اور رموز مخفی ہیں تشریح معانی کر سکے مگر جو چیتن اوسمیں محرک ہے

در خود غلطم کہ من چہ نامم
معشوقم و عاشقم کدامم

من چشم بہ بستہ ام ز اغیار
در خوبی خویش مبتلا یم

وہ بعد مطالعہ اصل سنسکرت شری مدبھگوت گیتا کے اِس امر کا محرک ہوا کہ جو رموز بستہ اِس وقت کی زبان اُردو میں اب تک نہیں کھلے ہیں اور جن کے معنی شایقین کی

سمجھ میں صاف نہیں آتے ہیں اونکے معنی واضح طور پر ظاہر کردیے جاویں اور اس کشش نے بے اختیار اس طرف توجہ دلائی پس جو معنی منتروں کے غور اور فکر سے سمجھ میں آئے صاف صاف بے بیم و رجا لکھدئے جاتے ہیں جو صاحبان شوق اور طالبان صادق اس کو غور سے بغرض خود شناسی ملاحظہ فرمائینگے اور اوس کی اصلی مراد کو پہونچینگے البتہ لطف حاصل کرینگے۔

رباعی

نے غم ز امید و فارغ از یاس و ہراس
از خود رستند و با حقیقت بستند
این است عبادت فقیران لشناس
نے خطرہ و نے تفرقہ و نے وسواس

شری بھگوت گیتا کے سات سو منتر اٹھارہ ادھیا پر منقسم ہیں اونکی تفصیل نقشہ مشمولہ میں درج ہے بعض ٹیکا لکھنے والوں نے بیان کیا ہے کہ اس کی چند ادھیا متعلق کرم و چند متعلق اوپاسنا و چند متعلق گیان یوگ ہیں گو اونکا یہ خیال کسی درجہ تک صحیح ہو مگر در اصل کلام ویدانت و سانکھ یعنی توحید و عرفان کا سلسلہ جو دوسرے ادھیا کے گیارھویں منتر سے شروع ہوا ہے آخیر تک مثل زنجیر کے سوال و جواب کے پیرایہ میں رموز کھولتا ہوا چلا گیا ہے اس ترجمہ میں منتروں کے معنی جلی قلم اور تشریح باریک حروف میں اوس کے نیچے لکھی گئی ہے ہر ادھیا کے آخر میں اوس کا خلاصہ لکھدیا گیا ہے اور بعض مقامات پر ادن اونیشدوں کا حوالہ جہاں سے کہ مضمون گیتا میں اختصار ہو کر آیا ہے دیا گیا ہے تاکہ ناظرین کو جو شکوک پیدا ہوں انکے مطالعہ سے رفع ہو جائیں بھگوت گیتا کل اونیشدوں کا خلاصہ ہے اور جو مضامین اونیشدوں میں مختلف مقامات پر مکرر آئے ہیں وہ اس صحیفہ میں بموقعہ مناسب ترتیب دئے گئے ہیں چونکہ اہل ہنود میں سے کوئی شخص بید اور اونیشدوں کے احکام سے انکار نہیں کرسکتا پس جہاں کہیں ضمیر مفہومہ عام اور اصلی ضمیر میں فرق واقع ہوا ہے اونیشدوں کی شہادت کی مہر اوس جگہ لگادی گئی ہے تاکہ اوسے دیکھکر رفع شک

ہوسکے یا دن اونشپدوں کا ترجمہ شاہزادہ بے حزن واندوہ محمد دار اشکوہ نے فارسی
میں کیا تھا اور اوس کا نام سرّ اکبر رکھا تھا چونکہ فارسی کا شوق اب کم ہوگیا ہے اور علم
معرفت و توحید کے طالب کم رہ گئے ہیں بدیں وجوہات وہ اب تک طبع نہیں ہوا
اور قلمی بھی مشکل سے دستیاب ہوتا ہے اِس کا ترجمہ منشی کنہیالال صاحب الکھہ دہاری
نے بمہ اہم لدصیانہ اردو میں چھپوایا ہے اور اوس کو الکھہ پرکاش موسوم کیا ہے

دیباچہ شری مدبھگوت گیتا

بھگوت گیتا کی اٹھارہ ادھیائیں کتاب مہابھارت مصنفہ شری وید ویاس کے
بھیشم پرب میں واقع ہوئی ہیں جس زمانہ میں عارفوں نے توحید وعرفاں کا لُب لباب
اُن میں موجود پاکر اون کو اوس کتاب سے منتخب کیا تھا اوس وقت اونہوں نے
ذیل کا سنسکرت دیباچہ اون پر بڑہایا تھا۔

ॐ अस्य श्री भगवद्गीता माला मंत्रस्य भगवान वेदव्यास ऋषिः अनुष्टुप् छन्दः श्री कृष्णः परमात्मा देवता ॥

اوم مہاواک یعنی اِسم اعظم ہے جو عالم کا تخم اور مبدا ر مانا گیا ہے اور وید او نپشد
اور ہر کتاب متبرک کے آغاز میں ہے اِس کی فضیلت اونپشدوں میں مفصّل لکھی ہوئی
ہے اور اس شری مدبھگوت گیتا کی آٹھویں ادھیا کے تیرہویں منتر میں اِسکے شغل کا
طریقہ مختصر طور پر بیان کیا گیا ہے اور پندرہویں ادھیا میں اوسکی تصریح کی گئی ہے۔
اِس شری مدبھگوت گیتا کے منتروں کی لڑی کے شری بھگوان وید
ویاس رشی ہیں انشٹپ چھند ہے اور شری کرشن پرماتما دیوتا ہیں۔
بھگوت گیتا کے ۰۰ے منتر بمنزلہ مالا کے دانوں کے ہیں اور ذیل کے تین منتر مثل

دانہ سمیر کے ہیں گیتا جی کے کل اُصول اِنہیں بصورت تخم موجود ہیں۔ زمانہ قدیم میں رواج تھا کہ کتاب کی ابتدا میں رشی یعنی مصنّف کا نام چھند یعنی وزن بحر اور دیوتا یعنی موصوف الیہ کا نام درج کیا کرتے تھے یہ بات وید اور دیگر پُرانی تصانیف سے ظاہر ہے۔

अशोच्यानन्वशोचस्त्वं प्रज्ञावादांश्च भाषस इति बीजं ॥ १॥

(۱) بیج منتر (لُب لُباب کلام) افکار باطل کرتا ہے اور دانائی کی باتیں کہتا ہے۔ جیسے بیج میں درخت کی شاخ پتّے پھول پھل وغیرہ سب اجزا چھپے موجود ہوتے ہیں اور بونے سے نشو و نما پاتے ہیں ویسے ہی بیج منتر اُن الفاظ کو کہتے ہیں جن کے معنی میں کل علم خودشناسی پوشیدہ طور پر موجود رہتا ہے اور ترکیب علمی سے ظاہر ہو جاتا ہے یہ بیج منتر ایک تنبیہ ہے جو حالت جہل کو دکھلاتی ہے خواب سے بیدار کرتی ہے اور جتاتی ہے کہ پندار خودی کی ہستی موہوم ہے یعنی انسان غلطی میں پھنسا ہے اور غلطی کو صحت سمجھتا ہے جب وہ غلطی رفع کرنے کی کوشش کرے گا تب اِس کے معنی اوس کو بخوبی حل ہو جائینگے یہ منتر بھگوت گیتا کے دوسرے ادھیاے کے گیارھویں منتر کا نصف حصّہ ہے اور وہاں سے اِنتخاب کرکے اِس دیباچہ میں لایا گیا ہے۔ ادس جگہہ اِسکے معنی بالتصریح بیان کئے جائینگے۔

सर्व धर्मान्परित्यज्य मामेकं शरणं व्रजेति शक्ति: ॥२॥

(۲) شکتی منتر (قوت طلب یا صدق ارادت) جس طرح اوپر بیج منتر میں سب علوم پوشیدہ بیان کئے گئے ہیں اوسی طرح شکتی منتر وہ منتر ہے جس میں عشق عرفان زہد ریاض وغیرہ طلب کے ساری قوتوں کے معنی مشمول ہیں۔

سب دھرموں کو چھوڑ کر میری ہی شرن میں آؤ

یہ منتر نصف حصّہ اِس شری مدبھگوت گیتا کے اٹھارھویں ادھیاے کے ۶۶ منتر کا ہے جو کتاب کے آخیر سے انتخاب کرکے یہاں لایا گیا ہے۔ سب دھرموں کا تیاگ جیسا کہ

تیسرے ادھیا میں بیان کیا جاویگا بحالت حیات ناممکن ہے دہرم کے معنی خاصہ طبعی کے ہیں۔ جب تک انسان زندہ رہتا ہے انتھ کرن اور گیان اندری اور کرم اندری اپنا اپنا دہرم یعنی فعل متعلقہ کرتے رہیں گے اُن سب کا معطل ہونا غیر ممکن ہے جب یہ امر ناممکن ثابت ہے اور شرط پوری نہیں ہو سکتی تو پھر شرن میں آنا کیونکر ہو سکتا ہے مُراد کلام یہ ہے کہ جس غلط فہمی سے تونے اپنا آپا مان رکھا ہے اور جسکو اہنکار یعنی انانیت کہتے ہیں اوسے چھوڑ دے جب تونے اوسے چھوڑ دیا وہ ہی میری شرن میں آتا ہے یعنی جب تیرے اہنکار کا حجاب اوٹھ گیا تو میں ہی میں باقی رہا

شعر

خانہ خالی کُن دلا تا منزلِ جاناں شود	کین ہوسناکان دل وجان جاے دیگر کردہ اند

دیگر

دردل مکشاید چشم از اغیار پوشیدن	کلید قفل دل باشد نگہ برخویش دزدیدن

مگر اہنکار کا جو خاصہ طبعی سے پیدا ہوا ہے بغیر ابھیاس یعنی شوق کے دُور ہونا محال ہے اور ابھیاس بھی ایک قسم کا دہرم یعنی عمل ہے پس اب دریافت کرنا چاہیے کہ وہ کونسا عمل ہے جسے عمل نہ کہنا چاہیے وہ حرکت پران یعنی نفس کی ہے جو خود بخود ہر انسان میں بلا کوشش جاری ہے اور جسکو پران واپان یعنی نفس بالا و پایئں کہتے ہیں وہ کسی کا فعل نہیں ہے قدرت کا فعل ہے اسی کی تحقیقات کے لئے وید اور کتب دیگر مذاہب تصنیف ہوئیں اور قواعد جگ تپ کرم اوپاسنا دہیان جوگ اور سانکھ قایم کئے گئے اور وردو وظائف مقرر کئے گئے مگر اس کا عقدہ بغیر اس عمل کے جو عمل نہیں کہا جا سکتا اور جس کی ضمیر کا یہ منتر شاہد ہے حل نہوا۔ وید اور اونپشدوں میں اسی رمز کی تشریح میں طوالت کے ساتھ طرح طرح کے بیانات درج ہوئے ہیں مگر نکتہ کے سمجھ میں نہ آنے سے عقل حیران ہو جاتی ہے اسواسطے اس صحیفہ متبرک میں جو حیرانی کا دور کرنیوالا ہے

یہ منتر شکتی منتر قرار پایا ہے یہی انتہائے ادراک انسانی ہے اور حل کرنے والا سربستہ عقدوں کا ہے۔ اسکی طریقیت سرت ہے۔ سادھنا اجپا جاپ سن دھیان ناساگر درشٹی دھیان وغیرہ اگلے ادھیاؤں میں بیان کئے جائینگے گو اور طریقوں سے آخر میں اسی کمال پر پہونچتے ہیں مگر بہت سرگردانی و پریشانی کے بعد آخر منزل سب کی یہی قدرتی طریقہ ہے چونکہ یہ رمز باریک ہے اہل دانش کے سمجھنے کے لئے ایک روایت توضیحاً درج کی جاتی ہے

ایک راجہ واسطے تحصیل کرنے برہم وِدّیا کے ایک رکھشیشر کے پاس گیا رکھشیشر نے پوچھا کہ اگر میں برہم ودیا بتاؤں تو تو اوسکے عوض مجھے کیا دیگا راجہ نے جواب دیا کہ میرا راج لیجیو رکھشیشر نے کہا راج دراصل تیرا نہیں۔ اوسکے قابض گذشتہ راجگان تھے اور آئندہ تیری اولاد کا حق ہے اور وہ بھی ایک خدمت ہے اوسے لیکر میں کیا کرونگا جو مال و اسباب ہے وہ سلطنت کا سامان اور رعایا کی بہبودی کا سرانجام ہے۔ تب راجہ نے کہا کہ میرا جسم لیجیو رکھشیشر نے کہا کہ اوّل تو یہ جسم حرک گوشت اور استخواں وغیرہ کا بنا ہوا اور ناپائدار ہے دوم ماں باپ کو اس پر دعوئ فرزندی اور اولاد کو دعوئ ولدیت اور بیوی کو دعوئ شوہری ہے۔ یہ تو مجھے کیونکر دیسکتا ہے تب راجہ خواب **غفلت** سے بیدار ہوا اور اس نے خیال کیا کہ میرا تو کچھ بھی نہیں ہے (یعنی ترک انانیت ہوا) تب اس نے کہا کہ مجھے اپنا کچھ بھی نہیں معلوم ہوتا بعد ازاں رکھشیشر نے کہا کہ تیرا کچھ ہے بشرطیکہ وہ مجھے دیدے اور پھر اوس کا استعمال نکرے تو میں برہم وِدیا بتاؤنگا راجہ نے کمال شوق سے کہا جو مانگو دینے کو تیار ہوں۔ رکھشیشر نے کہا اپنا **چت** مجھے دیدے راجہ نے حسب قول فوراً چت کا سنکلپ کر دیا تب رکھشیشر او ٹھکر وہاں سے چلدیا۔ راجہ کو دل میں حیرت ہوئی کہ میں نے تو حسب اقرار اپنے چت کو سنکلپ کر دیا مگر رکھشیشر نے برہم ودیا نہ بتائی مگر بفور پیدا ہونے اس خیال کے راجہ نے سوچا کہ بغیر چت کے خیال پیدا ہونا ممکن نہیں اور چت میں دیچکا ہوں اب اس سے کوئی فعل کرنا خلاف معاہدہ ہے پس

خاموش بیٹھ گیا اور ایسے سکون کی حالت میں رہا کہ خیال کو وسعت پیدا ہونیکی نہ ملی جب تین دن اِسی طرح پر گذر گئے تب رکھشیشر جس کا یہ فعل صرف راجہ کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کے واسطے تھا وہاں پر آیا اور اوس نے راجہ کو مستقل و مطمئن بیٹھا پایا اور وہ آفریں کر کے لب کُشا ہوا مگر راجہ بہ سبب معاہدہ جواب دینے سے معذور رہا کہ چت سے فعل کرنا جائز نہ تھا تب رکھشیشر نے اوسکے بطون سے آگاہ ہو کر یوں کہا کہ اے راجہ تو اپنا چت مجھے دے چکا ہے اور اب وہ میرا ہے میرے چت سے میرے سوال کا جواب دے زبان بعد برہم ودیا تلقین کی فی الحقیقت "سب دھرموں کو چھوڑ کر میری شرن میں آؤ" اسی کیفیت قلب کا بیان ہے یعنی چت کی حرکت روکنے سے دھرم کا تیاگ ہو جاتا ہے -

अहं त्वां सर्व पापेभ्यो मोक्षयिष्यामि माशुचेति कीलकम् ॥३॥

(۳) **کیلک منتر (کلید معرفت) میں تجھے سب پاپوں سے آزاد کردونگا تو فکر نکر**

جب حسب ہدایت بیج منتر کے اپنی جہل ونادانی کی حالت سے آگاہ و واقف ہو کر طالب بموجب شکتی منتر عامل ہوگا تب وہ واہمات سے رہائی پا کر ذات میں وصل ہوگا یہ قرار واجب الوجود کا ہے جو اِس میں شک و شبہ کریگا بیشک گرفتار واہمات رہے گا

رباعی

تا آنکہ سوائے حق بدانی خود را — غافل ز بقائے حق بدانی خود را
در ظاہر و باطنت نیابی جز حق — ہرگاہ کہ جائے حق بدانی خود را

अथ न्यासः

ذیل کے چھ منتر کرنیاس کے ہیں - کرنیاس کا اشارہ طرف اون تصورات کے ہے جو شاغل کو اپنے انتہ کرن یعنی قلب میں قایم کرنے چاہئیں اور جنکا بیان ذیل میں درج ہے

नैनं छिंदंति शस्त्राणि नैनं दहति पावकः अंगुष्ठाभ्यां नमः ॥१॥

नचैनं क्लेदयं त्यापो नशोषयति मारुतः इति तर्जनीभ्यां नमः ॥२॥

अच्छेद्यो ऽयमदाह्यो ऽयमक्लेद्यो ऽशोष्य एवच इति मध्यमाभ्यांनमः ॥३॥
नित्यः सर्वगतः स्थाणुरचलोऽयं सनातनः इत्य नामिकाभ्यांनमः ॥४॥
पश्यमे पार्थ रूपाणि शतशोऽथ सहस्रश इति कनिष्ठकाभ्यां नमः ॥५॥
नाना विधानि दिव्यानि नानावर्णाकृतिनि चेति करतल कर पृष्ठा-
भ्यांनमः ॥६॥

(۱) اس جان کو نہ ہتیار کاٹتے ہیں نہ آگ جلاتی ہے — شمار انگوٹھ پر
(۲) نہ اس کو پانی گلاتا ہے اور نہ ہوا خشک کرتی ہے — ,, انگشت سبابہ پر
(۳) یہ نہ کٹ سکتی ہے نہ جل سکتی ہے نہ گل سکتی ہے اور نہ خشک ہو سکتی ہے — ,, وسطی پر
(۴) یہ لازوال محیط - قایم بالذات ساکن اور قدیم ہے — ,, بنصر پر
(۵) ارجن دیکھ میرے روپ سیکڑوں بلکہ ہزاروں — ,, خنصر پر
(۶) طرح طرح کے عجائبات اور رنگارنگ کے جلوے — ,, دست بر دست پر

شروع کے چار منتر دوسری ادہیا کے منتر نمبر ۲۳ و ۲۴ کے نصف نصف حصے ہیں اور آخر کے دو منتر گیارہویں ادہیا کے پانچویں منتر میں مشمول ہیں۔ اور وہاں سے اختصار کرکے بصورت کرنیاس یہاں لائے گئے تاکہ انکے اصول روزمرہ کے ورد و مزاولت سے طالب کے قلب پر نقش ہو کر اخلاقی ہمت اور عقل سلیم پیدا کرتے رہیں اور علم معاد کی طرف اسکی توجہ دلاتے ہیں۔
اوپر کے چھ منتروں کے اول نصف حصے بطور انگناس ذیل میں مکرر لکھے جاتے ہیں۔

नैनं छिंदंति शस्त्राणि इति हृदयाय नमः ॥१॥
न चैनं क्लेदयंत्यापो इति शिरसे स्वाहा ॥२॥
अच्छेद्यो ऽयम दाह्योऽयमिति शिखायै वषट् ॥३॥
नित्यः सर्व गतः स्थाणु रिति कवचाय हुं ॥४॥
पश्यमे पार्थ रूपाणि इति नेत्र त्रयाय वौषट् ॥५॥

नाना विधानि दिव्यानि इत्यस्त्राय फट्॥६॥

(۱) اس کو ہتیار نہیں کاٹتے ہیں	ہردے یعنی قلب میں تسلیم
(۲) اور نہ اِسکو پانی گلاتا ہے	پیشانی میں "
(۳) یہ نہ کٹ سکتی ہے اور نہ جل سکتی ہے	امام الدماغ میں "
(۴) لازوال محیط اور قایم بالذات ہے	دونوں بازو پر "
(۵) ارجن دیکہہ میرے روپ کو	آنکھوں سے "
(۶) طرح طرح کے عجائبات	جذبہ اشراق میں "

آجکل جو عملی کارروائی کرن نیاس اور انگیاس کی پوجا کرتے ہوئے ہوتی ہے اوس میں بموجب اِن اشاروں کے پوجا کرنے والے کو منتر پڑھنے کے وقت ہدایت اِن اعضاء پر ہاتھ رکھنے کی ہوتی ہے اور اِس فعل کی غرض اور مُراد مطلق دریافت نہیں کہ کیا ہے جبوقت علمِ توحید کی ہند میں روشنی تھی اور علوم باطنی کا چرچا تہا اوس زمانہ میں یہ مختصر عمل ظاہری طالبا نکے واسطے قایم کیا گیا تہا تاکہ اِس کے مزاولت سے اونکو کشایش باطنی حاصل ہووے اِن علامات کا شمار انگوٹھے وغیرہ پر بجائے مالا کے دانوں کے ہے اور اشارہ طرف تصور باطنی کے سے ہے جو اندرونی قوتوں سے متعلق ہے یعنی جب جب منتر کو پڑہے ساتھ ہی اوسکے اندر اوس مقام پر وہ تصور قایم کرتا جاوے۔ جو مختلف مقامات قلب پیشانی امام الدماغ وغیرہ اوپر بیان ہوئے ہیں اِسوقت کے رہگا اب صرف وہان پر ہاتھ رکھا دیتے ہیں معنی و مراد اُسکی نہیں جانتے۔

ہردے۔ اکاس یعنی خلا نہ ہے جسکو تلوار قابلیت قطع کرنے کی نہیں رکھتی ہے وہاں پر یہ صفت خلا کی تمیز ہوتی ہے۔

پیشانی۔ بھی جائے تصور ہے چونکہ پانی مادہ افزایش و تولید خیالات کا ہے وہاں پر تصور قایم کرنے والے کو اثر اوس کا نہیں ہوتا یعنی سلسلہ خیالات اور واہمات کا بند ہوجاتا ہے

اَمام الدماغ جائے تصور خاص ہے اِسکی علمی بلندی اِسقدر ہے کہ وہاں نہ ہتیار اور نہ

آگ کا اثر پہونچ سکتا ہے۔

دونوں بازو علامت قوت کے ہیں اور جانکی صفت فنا سے برتر اور محیط اور قائم بالذات ہونا ثابت کرتی ہیں۔

آنکھہ بنیش کا آلہ ہے اِس سے جان کے کرشمے محیط اور بسیط نظر آتے ہیں۔

جذبہ اشراق کا مقام سب سے اعلیٰ ہے اِس میں نادر جلوے انہو کے جو کہ ایک کیفیت حال ہے نظر آتے ہیں ہندوستان اور دیگر ملکوں میں طالبان حق تصورات خاکی آبی بادی آتشی شمسی اور نیز شونیہ دہیان کا شغل کیا کرتے تھے تاکہ صفائی قلب بنا بر حصول علم معرفت حاصل ہو اس طریقت میں جو اوپر بیان کی گئی ہے اون سب طریقوں کا اصل اُصول آگیا ہے اِسکے عامل کو اون اشغال کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی ہے کہ وہ تصورات بصورت جلی ہیں اور یہ بصورت خفی ہے۔

श्री कृष्ण प्रीत्यर्थे जपे विनि योगः ॥ अथ ध्यानम्

شری کرشن کی صدق محبت کے لئے جپ کرنیکا ارادہ کرکے تصور (مندرجہ ذیل کرنا چاہیے)

पार्थाय प्रति वोधिता भगवता नारायणे न स्वयं।
व्यासे न ग्रथितां पुराण मुनिना मध्ये महाभारते॥
अद्वैतामृत वर्षिणीं भगवती मष्टादशा ध्यायिनी ॥
मंवत्वा मनसा दधामि भगवद्गीते भवद्वेषिणीम ॥ १॥

(۱) جس (بھگوت گیتا) کے اُصول کرشن بھگوان نے خود ارجن کو تلقین کئے اور جسکو پُراچین منی بیاس نے کتاب مہابھارت میں منسلک کیا۔ توحید کا آبِ حیات جس سے برستا ہے اور جو اٹھارہ ادھیا پر منقسم ہے اور سنسار کا گیان دور کرتی ہے ایسی نادر مہربان کو میں اپنے دل میں جگہ دیتا ہوں۔

شری مد بھگوت گیتا کے اُصول شری کرشن بھگوان نے آپ جنگ مہابھارت کے موقعہ پر

ارجن کو تلقین کئے اور شری بید ویاس مہاراج نے اونھیں ضمیروں کو تصریح کے ساتھ منظوم کرکے کتاب مہابھارت میں منسلک کیا چونکہ اِن اٹھارہ ادھیاؤں میں پچھلے محققوں نے علم حقیقت کا لبِّ لُباب بھر ا پایا تھا لہذا اون کو اوس کتاب سے منتخب کرکے یہ دیباچہ اوس پر لکھا تھا اور علمی طریقت تصوّر وشغل کی لکھی ہی تھی ادھیاؤں کے استعارے اور محاورے دیباچہ سے مختلف پائے جاتے ہیں یعنی اون میں قدامت زمانہ اور دیباچہ سے زمانہ حال کا کلام ہونا ثابت ہوتا ہی جسمیں لکھنے والا شری وید ویاس مصنف کی اِسطور پر تعریف کرتا ہے۔

नमो ऽस्तुते व्यास विशालबुद्धे फुल्लारविंदायत पत्र नेत्र ॥
येनत्वया भारत तैल पूर्णः प्रज्वालितो ज्ञानमयः प्रदीपः ॥२॥

(۲) نمسکار ہے آپ کو ویاس روشنضمیر جنکی آنکھیں کِھلے ہوئے کنول کے دراز برگ کی مانند ہیں اور جنہوں نے کتاب مہابھارت کے روغن سے بھرا ہوا معرفت کا چراغ روشن کیا ہے۔

شری وید ویاس کی بزرگی اور عُظمت نہ صرف ہندوستان میں تسلیم ہوئی ہی بلکہ مُلک یونان کے فلسفہ دانوں نے اُنکے شاگردوں سے علم الٰہی وفلسفہ حاصل کیا ہے حضرت دارا شکوہ لکھتے ہیں ”کلام راحت انجام حق اساس حقیقت شناس معرفت بیقیاس وحدت مماس محرم اسرار خاص الخاص سوامی بیاس تعریفش از ہرچہ گویند افزوں و توصیفش از ہرچہ نویسند خارج و بیروں است چنانچہ حکیم اوّل افلاطون کہ شہرۂ آفاق و ممتاز حکمائے عرب وعجم بودہ باوجود انواع حکمائے بحکمت اشراقیہ سرفرازی داشت در شاگردی کمترین شاگردان تمیم ہندی کہ حکیم بس بزرگ گذشتہ است و افلاطون در کتب مولفۂ خود وصعت کمالاتش را بدرجہ کمال بالاکمل مفصل بقلم آوردہ و ایں مرشدش مریدے از سلسلہ مریدان سوامی بیاس است درجہ بزرگیش ازینجا تصوّر نمایند کہ بچہ درجہ خواہد بود“

اُنکی تصنیف کتاب مہابھارت بمنزلہ روغن کے ہے اور صحیفہ شری مدبھگوت گیتا چراغ معرفت

ہے جسکو اونہوں نے فلسفہ ویدانت کی آتش سے روشن کردیا ہے۔

प्रपन्न पारिजाताय तोत्र वेत्रैक पाणये ॥

ज्ञान मुद्राय कृष्णाय गीतामृत दुहे नमः ॥३॥

(۳) شری کرشن مہاراج کو نمسکار ہے جو کہ بمنزلہ درخت طوبیٰ ہیں تازک چھڑی جنکے ایک ہاتھ میں ہے جو اشارات سے گیان سمجھاتے ہیں اور گیتا کا آب حیات جنھوں نے نکالا ہے۔ طوبیٰ ایک فرضی درخت ہے جسکا مقام سُرگ میں بتاتے ہیں۔ سُرگ وہ مقام ہے جہاں وسوسات نہوں جہاں وسوسات نہیں وہ قلب بے پندار ہے جس قلب سے پندار جاتا رہا اوسکی ہر وقت ہر مُراد حاصل ہے پس جو طالب صادق اور اہل ارادت ہیں وہ ہرگز نامُراد نہیں رہتے کرشنؑ مہاراج کل عالم کو برہم ودیا تلقین کرنے والے اور گردہیں اور کل علوم مثل ے دائروں کے ہیں جو اونکے نقطہ علم کے گرد کھنچے ہیں اور وہ کل دائرہ علم پر محیط ہیں۔ گیتا بیشک وہ امرت ہے جس کا پینے والا حیات ابدی پاتا ہے اور خوف مرگ سے آزاد ہوجاتا ہے۔

सर्वो पनिषदो गावो दोग्धा गोपाल नन्दनः ॥

पार्थो वत्सः सुधी र्भोक्ता दुग्धं गीता मृतं महत् ॥४॥

(۴) سب اوپنشد (بمنزلہ) گئوکے ہیں۔ کرشن دوہنے والے۔ ارجن تیز فہم بچھڑا پینے والا اور گیتا کا عمدہ آب حیات دودھ ہے۔

اِس سے ثابت ہے کہ بھگوت گیتا ویدونکے تمام اوپنشدوں کا خلاصہ اور اوّل منتر سے ظاہر ہے کہ کرسن بھگوان نے انہیں اوپنشدوں کا خلاصہ اُصول ارجن کو بوقت جنگ مہابھارت تلقین کیا تھا پس اوپنشد اور تلقین کرشن بھگوان اور شری وید دیاس کی منظوم گیتا ایک ہی ضمیر اور اُصول رکھتے ہیں۔ گویا اوپنشد بمنزلہ گئو۔ گیتا بمنزلہ اوسکے دودھ اور تلقین کرشن بھگوان بمنزلہ گھی کے ہے۔

वसुदेव सुतं देवं कंस चाणूर मर्दनम् ॥

देवकी परमानन्दम् कृष्णं वन्दे जगद्गुरुम् ॥५॥

(۵) وسُودیوجی کے فرزند دیوتا۔ کنس اور چانور کے مارنے والے۔ دیوکی کو راحت دینے والے۔ جگت کے گرو کرشن کو نمسکار کرتا ہوں۔

भीष्म द्रोणतटा जयद्रथजला गांधारनीलोत्पला।

शल्य ग्राहवती कृपेण वहनी कर्णेन वेलाकुला ॥

अश्वत्थाम विकर्ण घोर मकरा दुर्योधनावर्तिनी।

सोत्तीर्णा खलु पांडवैः करुनदी कैवर्तकः केशवः ॥६॥

(۶) بھیشم اور درون جسکے کنارے ہیں اور جیدرتھ جل ہے۔ گندھاری کے بیٹے جس میں نیلے کنول ہیں اور شلیہ ناکہ ہے کرپاچاری جسکی سیلانی اور کرن تلاطم ہے اشوتھاما اور وکرن جس میں خوفناک مگر ہیں اور دریودہن بھنور ہے اُس کوروں کی ندی سے کرشن جی کی ملاحی کی بدولت پانڈو کی کشتی پار ہوئی۔

اِن منتروں میں مصنف نے طاقت کوروان کو ایک ندی فرض کیا ہے اور اونکے لشکر کے سرداروں کو اوس کا شاعرانہ تلازمہ باندھا ہے۔

पाराशर्य्य वचः सरोज ममलं गीतार्थ गंधोत्कटं।

नानाख्यानक केसरं हरि कथा संबोधिना बोधितं ॥

लोके सज्जन षटपदै रहरहः पेपीयमानं मुदा।

भूयाद्भारत पङ्कजं कलिमलः प्रध्वासनःश्रेय से ॥७॥

(۷) جو پراشر جی کے فرزند وید ویاس جی کے کلام کے تالاب میں لگا ہوا اور آبدار ہے گیتا جی کی معنی جسکی تیز خوشبو ہیں طرح طرح کے بیانات جس میں مثل کیسر کے ہیں۔ توصیف ذات کے الفاظ سے جو کھلا ہوا ہے اور دُنیا میں نیک اِنسان مثل بھونروں

کے شوق سے جسکے (رس)، کو روز مرہ پیتے ہیں وہ مہابھارت کا کنول کلجگ کی تاریکی کا دُور کرنے والا ہماری بہتری کا سبب ہو

مخفی نہ ہے کہ جو طریقے واسطے حصُول علم الوہیت کے زمانہ سابق میں تھے اونکا اِس زمانہ میں تکمیل پانا مُحال ہے۔ تپ جگ اوپاسنا کرم کانڈ اور یوگ تریتا اور دواپر تک محدود رہے کلجگ میں صرف بھکتی یعنی عشقِ حقیقی سب سے بہتر وسیلہ ہے معقولہ کبیر صاحب

تیارا ینار اہوت ہے جگ جگ کا بیوہار سیوا ہوم اوپاسنا عمل تریتا بیچ	چرچا تپ ست جگ بکھے دواپر جگ ادہار کلجگ میں بھکتی بہتی کیا ادتم کیا بیچ

اوتار شری کرشن جی کا یعنی نزول واجب الوجود کا جسم اِنسانی میں اِسی غرض سے ہوا تہا کہ علم ذات کو جو بوجہ انقلاب زمانہ مستور ہو گیا تہا پھر ظاہر کر دیا جاوے چنانچہ یہ بھگوت گیتا کا فرمان خاص ذات نامتناہی سے جاری ہوا ہے تاکہ زمانہ آیندہ میں جو طالبان حق ہوں وہ اِس منشور عالی کو حرز جان بناکر ذاتُ بحت کے ادراک سے حیات ابدی پاویں۔

मूकं करोति वाचालं पंगु लंघयते गिरिम्॥
यत्कृपा तमहं बन्दे परमानन्द माधयम् ॥ ८॥

(۸) جس کی قدرت گونگے کو بولنا سکہاتی ہے اور لنگڑے سے پہاڑ عبور کراتی ہے اوس پرمانند روپ کرشن بھگوان کو نمسکار کرتا ہوں۔

نفس گونگا تہا قوت نطق نے اوسکو ناطق بنایا عقل کے پاؤں نتھے علم کی قوت نے اوسکو تمام مشکلات پر عبور کرایا۔

यं ब्रह्मा वरुणेन्द्र रुद्र मरुत स्तुन्वंति दिव्यैस्तवै।
वैदैः सांगपद क्रमोप निषदैर्गायंतियं सामगाः॥
ध्याना नस्थित तद्गते न मनं सापश्यंतियं योगिनो।
यस्यातं नविदुः सुरा सुरगुणा देवाय तस्मैनमः॥९॥

(۹) جسکی برہما - ورون - اندر - رودر - مرت عمدہ عمدہ تعریفوں سے استوتی کرتے ہیں اور سام وید کے گانے والے انگ پد - کرم کے ساتھ وید اور اوپنشد جسکی (حمد میں) گاتے ہیں اور یوگی دہیان میں قایم ہوکر اور اوس میں دل لگاکر جسکو مشاہدہ کرتے ہیں جسکی حقیقت نیک کردار اور بدکردار انسانوں نے نہیں جانی ہے اُس (کرشن) دیو کو نمسکار ہے

اِن اسماء سے اُن قوتوں کی طرف اشارہ ہے جنکو عارفوں نے علم اشراق سے دریافت کیا ہے یہ سب ذات ناتناہی کی صفات ہیں جنکو لوگوں نے اپنے خیال کے موافق مجسم قرار دے رکھا ہے انگ - پد اور کرم - اصطلاحی الفاظ ہیں - انگ کے معنی جزو وید - پد کے معنی کلمہ اور کرم کے معنی قرات یعنی خاص الحان سے پڑھنا ہے -

شری وید ویاس منی علم توحید میں ایسے زبردست ہوئے ہیں کہ اونکی تشبیہ کے واسطے کوئی دوسرا وجود نظر نہیں آتا - وسشٹ جی مہارشی اونکے دادا اور شری پراشر سوامی انکے والد بزرگوار دونوں عارف کامل تھے - تخم علم موروثی نے ان میں آکر تکمیل پائی تھی انکا کلام عین معقولات ہے اور کتب وید کا اصلی منشاء ہے اونکے اصول کو اپنے خیالات سے مجوب کرنا انصاف سے بعید ہے اور اوسمیں روچک وبہیانک کو دخل دیکر معنی کو بدل دینا خلاف عقل ہے یہ صحیفہ فیض عام ہے جو اونہوں نے نہ صرف اہل ہند بلکہ تمام دنیا کے واسطے بخشا ہے اور کلام علوی وہی ہو سکتا ہے جو سب جگہ اور سب پر حاوی ہو اور ہمیشہ یکساں رہے

رباعی

قومے بہ نماز و روزہ حق میجویند	جمعے بر ہِ کعبہ رہے مے پویند
بعضے گویند ماسوا چیزے نیست	حق جانب آنہاست کہ حق میگویند

ادہیائے اوّل ارجن وشاد (۴۷ منتر)

धृतराष्ट्र उवाच - धर्म क्षेत्रे कुरु क्षेत्रे समवेता युयुत्सवः॥

मामकाःपांडवाश्चैवाकिमकुर्वत संजयः१।

دہرتراشٹر نے سوال کیا (۱) اے سنجے ہمارے اور پانڈو (کے طرف والوں) نے

دہرم بہومی کورچھیتر میں بارادہ جنگ جمع ہو کر کیا گیا۔

ترجمہ نظم

جنگ کوروچھیتر کا سنجے بیان کرماجرا ‖ پانڈو کوروں نے اُس بہومی میں جا کر کیا کیا

راجہ دہرت راشٹر اور راجہ پانڈو دو بھائی تھے مگر راجہ دہرت راشٹر نابینا تھے پس راجہ پانڈو کو سلطنت ملی تھی راجہ پانڈو کی وفات کے بعد دریودہن دہرت راشٹر کا بڑا بیٹا کاروبار سلطنت کیا کرتا تھا اوس نے حق اپنے چچازاد بھائیون یعنی اولاد پانڈو کا جو کہ اصلی حقدار تھے دغا سے چھین لینا چاہا اور اونکو اذیت پہونچائی اِس بنا سے حق پر مخاصمت پیدا ہو کر جنگ مہابھارت وقوع میں آئی اِس موقعہ پر دہرت راشٹر کا سوال اپنے رتھبان بوجہ نابینا ہونے کے ہوا ہے۔

संजय उवाच- दृष्ट्वातु पांडवानीकं व्यूढं दुर्योधनस्तदा।

आचार्यमुपसंगम्यराजावचनमब्रवीत ॥२॥

سنجے نے بیان کیا (۲) کہ پانڈو کی فوج کو آراستہ دیکھکر راجہ دریودہن نے جا کر اوستاد سے اوسوقت یہ الفاظ کہے۔

دیکھتے ہی پانڈو کی فوج کو آراستہ ‖ راجہ دریودہن نے چھیڑا اوردوں سے یہ تذکرہ

पश्यैतां पाण्डु पुत्राणा माचार्य महतींचमूं ॥

व्यूढां द्रुपद पुत्रेण तव शिष्येण धीमता ॥ ३॥

(۳) اے اوستاد پانڈوں کے اِس لشکر عظیم پر نظر کیجئے جس کو دروپد کے پسر آپکے خود شاگرد نے آراستہ کیا ہے۔

لشکر خونخوار کو ان پانڈوں کے دیکھئے ‖ منتظم ہیں جس کے عالی فہم شاگرد آپکے

अत्र शूरा महेष्वासा भीमार्जुन समायुधि।

युयुधानो विराटश्च द्रुपदश्च महारथः ॥४॥

धृष्टकेतुश्चेकितानः काशिराजश्च वीर्यवान् ॥
पुरुजित् कुंतिभोजश्च शैब्यश्च नरपुंगवः ॥५॥
युधामन्युश्च विक्रांत उत्तमौजाश्च वीर्यवान् ॥
सौभद्रो द्रौपदेयाश्च सर्व एव महारथाः ॥६॥

(۴) اس پانڈوں کے لشکر میں. دلاور اور بڑی بڑی کمان رکہنے والے اور جنگ میں بھیم
اور ارجن کے ہم پایہ یویو دہان- ویراٹ- مہارتھی دروپد
(۵) دہرشٹ کیتو- چیکتان- زبردست کاشی راج- پورجیت- کنتی بہوج- شیوی-
منتخب دلاوران-
(۶) دلیر یدہامینو- زور آور اتم اوجا- سوبھدر- اور دروپد کے بیٹے جو سب مہارتھی
ہیں دشامل ہیں-

بھیم اور ارجن کے ہمسر ہیں اودہر اتنے جوان	یویو دہان ویراٹ دروپد کا معزز خاندان
دہرشٹ کیتو- کاشی راج اور چیکتان صف شکن	شیتو- کنتی بہوج- پورجیت نام آور تیغ زن
اوتم اوجا صاحب ہمت- یدہامینو جری	درو پدو سو بھدر کی لکنے کے سب مہارتھی

अस्माकंतु विशिष्टाय तान्निबोध द्विजोत्तमः ॥
नायका मम सैन्यस्य संज्ञार्थं तान्ब्रवीमि ते ॥७॥

(۷) اے واجب التعظیم برہمن جو ہم میں سے معزز ہیں اور میری فوج کے سردار ہیں
اُنسے واقف ہوجئے آپ کی واقفیت کے لئے اونکے (نام) بیان کرتا ہوں-

جو دلاور میرے لشکر میں بہت مشہور ہیں	اُنکے اسمائے گرامی ذیل میں مذکور ہیں-

भवान् भीष्मश्च कर्णश्च कृपश्च समितिंजयः ॥
अश्वत्थामा विकर्णश्च सौमदत्तस्तथैव च ॥८॥

(۸) آپ بھیشم- کرن- کرپاچاری- سنگہہ اشوتھاما- وکرن- اور نیز پسر سومدت

آپ بھیشم سمتنجے اور کرپا چاریہ کرن
اشو تھاما سومدت عالی خرد راجہ وکرن

अन्येच वहवः शूरा मदर्थे त्युक्त जीवन्ता ः॥
नाना शस्त्र प्रहरणाः सर्वे युद्ध विशारदाः॥९॥

(۹) (انکے علاوہ) اور بہت سے جوانمرد ہیں جو میرے واسطے جان دینے والے اور ہرطرح کے ہتیار چلانے والے ہیں اور تمام فنون جنگ میں طاق ہیں۔

اور بہت سے جان نثاری کے ہنر میں طاق ہیں
اسلحہ ہائے مختلف کے جنگ میں مشاق ہیں

अपर्याप्तं तदस्माकं वलं भीष्माभि रक्षितं ॥
पर्याप्तं त्विद मेतेषाम वलं भीमाभि रक्षितं ॥१०॥

(۱۰) ہماری فوج زیر حکم بھیشم کے زبردست ہے انکی فوج ماتحت بھیم کے زیردست ہے

میری اعلی فوج کا بھیشم سپہ سالار ہے
بھیم اونکی پست ہمت فوج کا سردار ہے

अयनेषु च सर्वेषु यथा भाग मवस्थिता ः॥
भीष्म मेवाभि रक्षन्तु भवंतः सर्व एवहि ॥११॥

(۱۱) تم سب جو جہاں کہڑے ہو اور جس صف میں ہو بھیشم کا ساتھ دو۔

جو دلاور آج صف آرا ہیں میری فوج کے
اونکو بھیشم کی مدد واجب ہے دل اور جان سے

तस्य संजयन्हर्षे कुरु वृद्धः पितामहः॥
सिंह नादं विनद्योच्चै: शंखं दध्मौ प्रतापवान् ॥१२॥

(۱۲) کوروں کے بزرگ جد امجد صاحب جلال بھیشم نے زور سے شیر کی سی بلند آواز رکھنے والا سنکھ بجایا جو کہ اوس (دریودھن) کے دل میں جوش ہمت پیدا کرتا تہا۔

بوڑھے بھیشم نے اب اوسکا جی بڑہانے کے لئے
سنکہ کا نعرہ سنایا مثل غرّاں شیر کے

ततः शंखाश्च भेर्यश्च पणवानक गोमुखाः॥
सह सैवाभ्य हन्य न्त सशब्दस्तु मुलोभवत् ॥१३॥

(۱۳) تب شنکھ - نقارہ - پکہاوج ڈہول اور بگل کے ایک دفعہ ہی بجنے سے بڑا شور برپا ہوا -

بہانج نقارے - بگل - ناقوس ودف بجنے لگے ‖ ایکدم وہ دونوں لشکر شور وغل سے گونج اوٹھے

तत: श्वेतैर्हयैर्युक्ते महति स्यंदने स्थितौ ॥

माधवः पांडवश्चैव: दिव्यौ शंखौ प्रदध्मतु:॥१४॥

(۱۴) اوسکے بعد کرشن اور ارجن نے ایک ایسے رتھ پر جس میں سفید گھوڑے جتے تھے سوار ہوکر اپنے اپنے نادر سنکھ بجائے -

بعد ازاں سبز وسنگے عالیشان رتھ میں بیٹھ کے ‖ کرشن وارجن ہوگئے دمساز ایک ایک تھے

पांचजन्यं हृषीकेशो देवदत्तं धनंजय: ॥

पौंड्रं दध्मौ महा शंखं भीम कर्मा वृकोदर:॥१५॥

(۱۵) کرشن نے پانچ جن (سنکھ) ارجن نے دیودت اور مہیب الافعال بھیم نے پونڈر مہا شنکھ بجایا -

نام جنکا پانچ جن اور دیودت مشہور تھا ‖ ایک طرف بجنے لگا پونڈر بہادر بھیم کا

अनंत विजयं राजा कुंती पुत्रो युधिष्ठिर:॥

नकुल: सहदेवश्च सुघोष मणि पुष्प कौ ॥१६॥

काश्यश्च परमेष्वास: शिखंडी च महारथ:॥

धृष्ट द्युम्नो विराटश्च सात्य किश्चा पराजित:॥१७॥

द्रुपदो द्रौपदेयाश्च सर्वश: पृथिवी पते

सौभद्रश्च महाबाहु: शंखान्दध्मु: पृथक पृथक ॥१८॥

(۱۶) راجہ یدہشٹر پسر کنتی نے اننت بجے (شنکھ) نکل اور سہدیو نے سگہوش اور منی پشپک (شنکھ)

(۱۷) کاشی راج دراز کمان مہارتھی شکھنڈی - درشٹ دیومن - وراٹ - ساتکی فاتح دشمنان

(۱۸) دروپدی کے بیٹوں اور قوی بازو پسران سوبھدر نے ہر چہار طرف اے راجہ دہرت راشٹر) اپنے اپنے شنکھ بجائے -

خوب گونجنے لگی اور سہدیو کی پشپک سگہوش گونجنے والا شکھ تھی سیتر بازو کاشی راج دروپد و سوبھدر کی کنبہ کے چھوٹے اور بڑے		بھر گیا کانوں میں ناقوس یدہشٹر کا خروش ساتکی - ویراٹ اور درشٹدومن اکس مزاج شاد مان تھے اپنے اپنے سنکھ کی آواز سے

सघोषो धार्त्तराष्ट्राणां हृदयानि व्यदारयत् ॥

नभश्च पृथिवीं चैव तुमुलो व्यनुनादयन् ॥

(۱۹) وہ شور و غل پسران دھرت راشٹر کا سینہ چاک کرتا تھا اور زمین و آسمان میں
گونج گیا تھا۔

شور و غل سُن سُن کے کوروں کا جگر پھٹنے لگا۔		یک بیک ارض و سماں میں تہلکہ برپا ہوا

अथ व्यवस्थितान्दृष्ट्वा धार्त्तराष्ट्रान्कपिध्वजः ॥

प्रवृत्ते शस्त्र संपाते धनुरुद्यम्य पांडवः ॥२०॥

हृषीकेशं तदा वाक्य मिद माह मही पते ॥

अर्जुनउवाच - सेनयोरु भयोर्मध्येरथं स्थापयमे ऽच्युत ॥२१॥

(۲۰) اوسوقت دھرت راشٹر کے لشکر کو ایستادہ دیکھکر جنگ کے شروع ہونے پر
کمان اوٹھاکر ارجن نے ۔

دیکھکر کوروں کو اپنے سامنے صف میں کھڑا		ہاتھ میں لیکر کمان جب کشت و خون ہونے لگا

(۲۱) کرشن سے یہ الفاظ کہے کرشن تم میرے رتھ کو درمیان دونوں لشکروں
کے ٹھیرا دو

کرشن سے اے مہربان اُسوقت ارجن نے کہا		وسط میں فوجونکے میرے رتھ کو ٹھیرا دو ذرا

यावदेतान्निरीक्षे ऽहं योद्धुकामान वस्थितान् ॥

कैर्मया सह योद्धव्यमस्मिन्रण समुद्यमे ॥२२॥

(۲۲) تاکہ میں اِن جنگجوؤں کو جو کھڑے ہوئے ہیں دیکھکر معلوم کروں کہ اس معرکہ جنگ

میں مجھے کن کن کے ساتھ مقابلہ کرنا ہے۔

تاکہ مجھکو بھی خبر ہو کون ہیں وہ سورما
معرکے میں آج ہوگا جن سے میرا سامنا

योत्स्य माना नवेक्षे ऽहं यएते ऽत्र समागता: ॥
धार्त राष्ट्रस्य दुर्बुद्धेर्युद्धे प्रिय चिकीर्षव: ॥ २३ ॥

(۲۳) اور اون بہادروں کو دیکھوں جو اس معرکہ میں تیرہ عقل دریودہن کے مددگار بنکر آئے ہیں

میں بھی اون زور آوروں کو ایک نظر سے دیکھ لوں
جنکو دریودہن کی حشمت پر سمایا ہے جنوں

संजय उवाच - एवमुक्तो हृषीकेशो गुडाकेशेन भारत ॥
सेनयो रुभयो र्मध्ये स्थापयित्वा रथोत्तमम् ॥ २४ ॥
भीष्म द्रोण प्रमुखत: सर्वेषां च महीक्षिताम् ॥
उवाच पार्थ पश्यैता न्समवेता न्कुरूनिति ॥ २५ ॥

(۲۴) سنجے نے کہا اے فرزند بھرت (دہرت راشٹر) جب ارجن نے کرشن سے یہ بات کہی تب اونہوں نے عالیشان رتھ کو دونوں لشکروں کے بیچ میں کھڑا کرکے
(۲۵) بھیشم درون اور سب راجاؤں کے سامنے ارجن سے کہا کہ تو اب اس کوروؤں کی جماعت پر نظر کر۔

کرشن اتنی بات سنکر اے شہ والا گہر
درون بھیشم اور سرداروں کے صف کے سامنے
دونوں فوجوں کے مقابل اسکے رتھ کو روک کر
بولے ارجن وہ ہے کوروؤں کی جماعت دیکھ لے

तत्रा पश्यत्स्थिता न्पार्थ: पितॄनथ पितामहान् ॥
आचार्या न्मातुला न्भ्रातॄ न्पुत्रा न्पौत्रा न्सखींस्तथा ॥ २६ ॥
श्वशुरा न्सुहृदश्चैव सेनयो रुभयो रपि ॥
तान्समीक्ष्य सकौंतेय: सर्वा न्बन्धून वस्थितान् ॥ २७ ॥

(۲۶) ارجن نے باپ - دادا - گرو - ماموں - بھائی بیٹے - پوتے - دوست

(۲۷) خسرا ور پیارونکو جو طرفین کی فوج میں اوس موقع پر موجود تھے دیکھا اور اُن سب یگانوں کو موجود دیکھکر وہ پسر کنتی

اوس نے دوڑا کر نظر دیکھا کہ یار و اقربا	باپ - دادا - بیٹے - پوتے - سمدھی - گرو اور آشنا
دونوں جانب بے محابہ مستعد ہیں جنگ پر	اور وہ اپنے گھر کی ساری صورتین پہچانکر

कृपया परया विष्टो विषीदन्निद मब्रवीत ॥

अर्जुन उवाच- दृष्ट्वेमं स्वजनं कृष्ण युयुत्सं समु पस्थितं ॥२८॥

(۲۸) داونکی غایت اُلفت کے سبب غمگین ہو کر کہنے لگا - اے کرشن اِن اقربا کو جو جنگ پر آمادہ ہیں دیکھکر -

اُنس کے جذبے میں گھبرایا ہوا کہنے لگا -	دیکھکر اے کرشن اپنوں کا ارادہ جنگ کا

सीदंति मम गात्राणि मुखं च परि शुष्यति ॥

वेपथुश्च शरीरे मे रोम हर्षश्च जायते ॥२९॥

(۲۹) میرے عضو سست ہوئے جاتے ہیں - مُنہ خشک ہوتا ہے بدن کانپتا ہے اور رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں -

میرے اعضا ٹوٹتے ہیں خشک ہوتا ہے دہن	رونگٹے ہوتے کھڑے ہیں تھرتھراتا ہے بدن

गांडीवं स्त्रंसते हस्ता त्वक् चैव परिदह्यते ॥

नचशक्नोम्य वस्थातुं भ्रम तीव च मेमनः ॥३०॥

(۳۰) گانڈیو (کمان) ہاتھ سے گری پڑتی ہے خون جوش کھاتا ہے کھڑا نہیں رہا جاتا اور دِل بیقرار ہے -

خونِ اُلفت جوش زن ہے چھوٹی جاتی ہے کمان	بیٹھا جاتا ہے یہ دِل بھرتا ہے آنکھوں میں جہاں

निमित्तानि च पश्यामि विपरीतानि केशव ॥

नच श्रेयो नुपश्यामि हत्वा स्वजन माहवे ॥३१॥

(۳۱) کرشن مجھے آثار مخالف نظر آتے ہیں اور یگانوں کو جنگ میں مار کر کوئی فائدہ نہیں دیکھتا

کرشن آثارِ مخالف صاف آتے ہیں نظر		فائدہ حاصل نہو گا - بھائیوں کو مار کر

नकांक्षे विजयं कृष्ण नच राज्यं सुखानि च ॥

किंनो राज्येन गोविन्द किं भोगै जीवितेन वा ॥३२॥

(۳۲) کرشن میں فتح سلطنت اور عیش و آرام کی تمنا نہیں رکھتا - اے گوبند ہمارے نزدیک سلطنت لذاتِ دنیا اور حیات ہیچ ہیں

مجھکو تو خواہش نہیں سامان فتح و عیش کی		ہیچ ہیں میری نظر میں مال و جاہ و زندگی

येषामर्थे कांक्षितं नो राज्यं भोगाः सुखानि च ॥

तइमे ऽवस्थिता युद्धे प्राणांस्त्यक्त्वा धनानि च ॥३३॥

(۳۳) جن کے لیے ہم نے سلطنت اور عیش و آرام چاہا تھا وہ تو جان اور مال سے ہاتھ دھو کر اس معرکہ جنگ میں کھڑے ہیں۔

سلطنت کے ٹھاٹھ جنکے واسطے درکار تھے		وہ کھڑے ہیں ہاتھ دھو کر اپنی جان و مال سے

आचार्याः पितरः पुत्रास्तथैव च पितामहाः ॥

मातुलाः श्वशुराः पौत्राः श्यालाः संबंधिनस्तथा ॥३४॥

(۳۴) یہاں پر گرو - باپ - بیٹے اور دادا - ماموں - خسر - پوتے - سالے اور قرابت مند موجود ہیں۔

باپ - دادا - بیٹے - پوتے - اقربا ماموں - گورو		سالے اور سسرے ہیں دونوں لشکروں میں جنگجو

एतान्न हन्तु मिच्छामि घ्नतोऽपि मधुसूदन ॥

अपि त्रैलोक्य राज्यस्य हेतोः किंनु महीकृते ॥३५॥

(۳۵) اے کرشن - ہر چند وہ مجھے قتل کر ڈالیں میں روئے زمین کے بلکہ ترلوکی کے

راج کی طمع سے بھی اون کا قتل روا نہیں رکھتا۔

مارنا اُنکا نہیں منظور مرنا ہے قبول ہا مجھکو دُنیا اور عقبیٰ کا نہیں شوقِ حصول

नि हत्य धार्तराष्ट्रान्न : का प्रीतिः स्याज्जनार्दन॥
पाव सेवा श्रये दस्मान हत्वै ता नात तायिनः॥३६॥

(۳۶) دہرت راشٹر کی اولاد کو مارکر ہمیں راحت تو کیا حاصل ہوگی۔ اِن بدکرداروں کو مارکر ہم بھی آلودۂ گناہ ہونگے۔

کوروُں کی جان لینے کا یہی ہوگا ثواب اپنی گردن پر رہیگا بھائی بندوں کا عذاب

तस्मान्नार्हा वयं हंतु धार्तराष्ट्रान्स्व बांधवान्॥
स्वजनंहि कथं हत्वा सुखिनः स्याम माधव ॥३७॥

(۳۷) بس ہم کو دہرت راشٹر کی اولاد کو جو اپنے عزیز ہیں قتل کرنا لازم نہیں اسکر شن ہم اپنے بھائی بندوں کو قتل کرکے لطف زندگی کیا خاک اوٹھائینگے۔

بھائیونکو قتل کرنا ہے سراسر نا روا جب نہوں اپنے یگانے زندگی کا لطف کیا

यद्यप्येते न पश्यंति लोभो पहत चेतसः॥
कुलक्षय कृतं दोषं मित्र द्रोहे च पातकम्॥३८॥

(۳۸) یہ طمع سے اندہے ہوکر خاندان کے برباد کرنے کے عذاب اور محبّوں کی ایذا رسائی میں گناہ نہیں دیکھتے۔

حیف اون لالچ کے اندہوں کو نہیں آتا نظر اقربا کے مارنے اور دل دکہانیکا ضرر

कथं न ज्ञेय मस्माभिः पापा दस्मान्नि वर्तितुम्॥
कुलक्षय कृतं दोषं प्रपश्यद्भि जनार्दन॥३९॥

(۳۹) اے کرشن ہم خاندان کے برباد کرنیکے گناہ کو سمجھا کر بھی اِس گناہ سے کیوں نہ بچنا چاہیں۔

کیوں نہ ہم ایسی سمجھ ہوتے بُرائی سے بچیں صاف ظاہر ہے تباہی بھائیوں کے قتل میں

कुल क्षये प्रणश्यन्ति कुल धर्माः सनातनाः॥
धर्मे नष्टे कुलं कृत्स्नमधर्मोऽभि भवत्युत॥४०॥

(۴۰) خاندان کے (ذکور کی) ہلاکت سے خاندان کی قدیم نیک افعالی جاتی رہتی ہے اور نیک افعالی کے غارت ہونے پر بدافعالی ضرور کل خاندان میں پھیل جاتی ہے -

باعثِ ترکِ رسوم نیک ہو قتل ذکور		بدشعاری سے بپا ہوتے ہیں نازیبا فتور	

अधर्माभि भवात्कृष्ण प्रदुष्यंति कुलस्त्रियः॥
स्त्रीषु दुष्टासु वार्ष्णेय जायते वर्ण संकरः॥४१॥

(۴۱) اے کرشن افعال ذمیمہ کے پھیلنے سے خاندان کی عورتیں بدافعال ہو جاتی ہیں اور بدافعال عورتوں سے اولاد ناجایز پیدا ہوتی ہے -

عورتیں بیخوف ہو کر چھوڑ دیتی ہیں چلن		خیرگی کے فعل سے مخلوط ہوتی ہیں رن	

संकरो नरकायैव कुलघ्नानां कुलस्य च॥
पतंति पितरोह्येषां लुप्त पिंडोदक क्रियाः॥४२॥

(۴۲) اولاد ناجایز خاندان کے قتل کرنیوالوں کو اور اون کی اولاد کو دوزخ میں پہونچاتی ہے اور اون کے متوفیان بھی بسبب پنڈ اور جل کے کارروائی نہوسکنے کے پستی میں گرتے ہیں -

نرک میں گرتا ہے مخلوط النسب کا خاندان	پنڈو جل ملتے نہیں مٹتا ہے پتر و نکا نشان	

दोषैरेतैः कुलघ्नानां वर्णसंकर कारकैः॥
उत्साद्यंते जाति धर्माः कुलधर्माश्च शाश्वताः॥४३)

(۴۳) خاندان کے قتل کرنیوالوں کے اون گناہوں سے جو اولاد ناجایز کے پیدایش کے باعث ہوتے ہیں قدیم قومی اور خاندانی نیک طریقے غارت ہو جاتے ہیں

اون کے فعلوں کا ثمرہ ناخلف اولاد ہے	ایسی قوم اور خاندان کی حیثیت برباد ہے	

उत्सन्न कुल धर्माणां मनुष्याणां जनार्दन॥

नरके नियतं वासो भवतित्यनु शुश्रुम ॥४४॥

(۴۴) اے جناردن ہمنے سُنا ہے کہ اون لوگوں کا جن کے خاندان سے نیکی جاتی رہتی ہے ضرور دوزخ میں مقام ہوتا ہے۔

نیک اعمالی میں جس کُنبے کے آتا ہے فتور
لوگ کہتے ہیں کہ وہ دوزخ میں جاتا ہے ضرور

अहोवत महत्पापं कर्तुं व्यवसिता वयम्
यद्राज्य सुरव लोभेन हंतुं स्वजन मुद्यता: ॥४५॥

(۴۵) افسوس ہم بڑے گناہ کے مرتکب ہوئے جو راج اور آسایش کی طمع سے عزیزوں کے قتل کرنے پر مستعد ہو گئے۔

حیف ہے دھبا لگاؤں اپنے ننگ و نام پر
اپنی بھبودی کی سوچوں بھائیوں کو مار کر

यदि माम प्रतीकार मशस्त्रं शस्त्र पाणयः ॥
धार्तराष्ट्रा रणे हन्यु स्तन्मे क्षेमतरम् भवेत् ॥४६॥

(۴۶) اگر مقابلہ کئے بغیر مجھ نہتے کو دھرت راشٹر کے بیٹے جن کے ہاتھوں میں ہتیار موجود ہیں مار ڈالیں تو میرے حق میں خوب ہو۔

گر کوئی شہ زور کورو میرے جسم و روح کو
تیغ سے اس دم جدا کر دے بہت ہی خوب ہو

संजय उवाच ॥ एव मुक्त्वा ऽर्जुनः संख्ये रथोपस्थ उपाविशत् ॥
विसृज्य सशरं चापं शोक संविग्न मानसः ॥४७॥

(۴۷) یہ کہکر ارجن نے تیر اور کمان ڈال دیئے اور وہ رنج سے پریشان ہو کر میدان جنگ میں رتھ کے اندر بیٹھ گیا۔

کہہ کے یہ الفاظ ارجن رتھ میں داخل ہو گیا
ڈال کر تیر و کمان افسوس میں ڈوبا ہوا

इति श्री भगवद्गीता सूपनिषत्सु ब्रह्म विद्यायां योग शास्त्रे श्रीकृष्णा
र्जुन संवादे अर्जुन विषाद योगोनाम प्रथमो ऽध्यायः ॥१॥

شری بھگوت گیتا کے مخفی برہم ودیا کے طریقت عشق کے بارہ میں شری کرشن اور ارجن کی گفتگو کی پہلی ادھیا موسوم بہ غمگینی ارجن ختم ہوئی۔

اس ادھیا میں بجز حالات تاریخی کے کوئی رمز متعلق عرفان وعلم حقیقت کے درج نہیں ہے البتہ اس حالت سے اوس زمانہ کی جس میں جنگ مہابھارت واقع ہوئی اور نیز حالت ارجن کی جو اوس وقت علم ذات سے بے بہرہ تھا معلوم ہوتی ہے ناظرین کو اس کے مطالعہ سے یہ حل ہوسکتا ہے کہ اوس زمانہ سے زمانۂ حال تک کسقدر انقلاب واقع ہوا ہے۔ ان دونوں حالتوں کے مقابلہ کے واسطے یہ روایت مہابھارت سے نقل کیجاتی ہے کہ فوج کوروان وپانڈوان میں دن بھر جنگ وجدل ہوتا تھا۔ اور بعد غروب ہونے آفتاب کے ومسدود ہونے رزم کے دونوں فوجوں کے سردار شب کو باہم خورد ونوش کرتے تھے اور نشست وبرخاست رکھتے تھے اور حیلہ وفریب جنگ میں کرنا خلاف آئین راستی کے سمجھتے تھے برعکس اوس کے اس زمانہ کی ڈپلومیسی کو دیکھئے جسمیں تن آسانی اور ذاتی مفاد کے واسطے فریب اور چالاکی کرنا عین دانائی ہے۔

دوسری ادھیا سانکھ یوگ ۷۸ منتر

संजय उवाच

तंतथा कृपया विष्ट मश्रु पूर्णा कुले क्षणम्॥
विषीदंत मिदं वाक्य मुवाच मधुसूदनः॥१॥

سنجے نے کہا (۱)، تب اوس ارجن سے جو اس قدر دام الفت میں گرفتار تھا اپنی مضطر آنکھوں میں آنسو بھر لایا تھا اور غمگین تھا شری بھگوان نے یہ الفاظ کہے۔

بیقرار افسردہ دل اور آب دیدہ دیکھ کر		کرشن اس مغموم ارجن کے ہوتے یوں راہبر	

श्री भगवानुवाच- कुतस्त्वा कश्मलमिदं विषमे समुपस्थितम्॥
अनार्यजुष्ट मस्वर्ग्य मकीर्ति कर मर्जुन॥२॥

شری بھگوان نے فرمایا۔ (۲)، اے ارجن تجھکو یہ بیدلی میدان جنگ میں کہاں سے پیدا ہوئی۔

جو کہ بزرگوں کی شان سے بعید اور باعث بدنامی ہے اور جسکا انجام اچھا نہیں۔

جنگ کے میدان میں اگر کیوں ڈرا جاتا ہے تو	راستی بہبودگی اور شہرت کا بنتا ہے عدو

क्लैब्यं मास्म गमः पार्थ नैतत्त्वय्युपपद्यते ॥
क्षुद्रं हृदय दौर्बल्यं त्यक्त्वोत्तिष्ठ परंतप ॥३॥

(۳) ارجن مخنث کا طریقہ اختیار نکر کہ یہ امر تیرے لئے زیبا نہیں ہے۔ اے فاتح دشمنان پست ہمتی اور بزدلی کو چھوڑ کر کھڑا ہو۔

نامناسب ہے مخنث کا عمل اے نیکنام	کاہلی اور بزدلی اب چھوڑ دے ہمت سے کام

अर्जुन उवाच - कथं भीष्म महं संख्ये द्रोणंच मधुसूदन ॥
इषुभिः प्रतियोत्स्यामि पूजार्हो वरिसूदन ॥४॥

مقولہ ارجن (۴) اے کرشن دشمنوں کو ہلاک کرنے والے میں کیونکر اس میدان جنگ میں بھیشم اور درونا چارج پر جو واجب تعظیم ہیں تیر چلاؤں۔

درون اور بھیشم پتامہ پر چلاؤں تیر میں	کرشن وہ دونوں بزرگ واجب التعظیم ہیں

गुरून हत्वाहि महानुभावाञ्छ्रेयो भोक्तुं भैक्ष्य मपीह लोके हत्वार्थ
कामांस्तु गुरूनिहैव भुंजीय भोगान रुधिर प्रदिग्धान् ॥५॥

(۵) واجب التعظیم گروؤں کا قاتل نہ بنکر اس دنیا میں بھیک مانگ کر کھانا بہتر ہے (اس سے کہ) دولت پرست گروؤں کو مار کر ان کی خونریزی سے لذات دنیا حاصل کیجاویں۔

کاش ایسے فاضلوں کے قتل کا باعث نہوں	بھیک کے ٹکڑوں سے اپنا پیٹ میں بھرتا رہوں
کاش میں اس زندگی کے عیش کا طالب نہوں	اپنے ہاتھوں سے بہا کر لالچی گرووں کا خون

नचैव द्विद्मः कतरन्नो गरीयो यद्वा जयेम यदि वा नो जयेयुः ॥
यानेव हत्वान जिजीविषा मस्ते ऽवस्थिताः प्रमुखे धार्तराष्ट्राः ॥६॥

(۶) یہ بھی تحقیق نہیں ہے کہ دونوں لشکروں میں کونسا زبردست ہے ہم اونہیں جیتینگے یا وہ ہمکو زیر کرینگے
جنکو مارکر ہم زندہ رہنا نہیں چاہتے وہ دھرت راشٹر کے بیٹے مقابل کھڑے ہیں۔

کیا خبر ہو کون غالب آخرش طرفین میں ؛ فتح ہم پائینگے یا وہ زیر کر لینگے ہمیں ؛
زندگی شایاں نہیں ہے ہمکو جنکی مرگ پر ؛ وہ کھڑے ہیں سامنے جنگ وجدل کی ٹھانکر

कार्पण्य दोषो पह तस्वभावः प्रच्छामि त्वां धर्म सम्मूढ चेताः॥
यच्छ्रेयः स्यान्निश्चितं ब्रूहि तन्मे शिष्यस्तेऽहंशाधिमांत्वां प्रपन्नम्॥७॥

(۷) جوش محبت کیوجہ سے میری عقل بجا نہیں ہے اور تمیز کردنی وناکردنی کا جاتا رہا ہے
میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ جو امر نامناسب ہو مجھے ٹھیک ٹھیک بتائیے میں تمہارا شاگرد
ہوں اور تمہاری پناہ میں آیا ہوں مجھے ہدایت کیجئے۔

جوش بیدردی سے میری عقل میں آیا فتور ؛ نیک وبد اعمال کا جاتا رہا بالکل شعور
التجا ہے آپ سے راسخ ہدایت کیجئے ؛ تابع فرمان کو ظل عاطفت میں لیجئے

नहिं प्रपश्यामिं ममापनुद्याद् यच्छोक मुच्छोषणमिंद्रियाणाम्॥
अवाप्य भूमावस पत्न मृद्धं राज्यं सुराणा मपि चाधि पत्यम्॥८॥

(۸) مجھے امید نہیں کہ وہ غم جو میرے حواس کو سُوکھا رہا ہے دور ہو (گو مجھے) کل عالم کی سلطنت
عظیم بلکہ دیوتاؤں کی حکومت بھی ملجاوے۔

ایک دم بھی میں نہ چھوٹونگا غم جانکاہ سے ؛ خواہ تینوں عالمونکی سلطنت مجھکو ملے

संजय उवाच- एव मुक्त्वा हृषीकेशं गुडाकेशः परं तप॥
नयोत्स्य इति गोविंद मुक्त्वा तूष्णीं बभूवह॥९॥

سنجے نے کہا (۹) اِس گفتگو کے بعد ارجن فاتح دشمنان کرشن سے یہ کہکر میں نہیں لڑونگا
خاموش ہو رہا۔

کرشن سے ارجن خلاصہ اپنی اِس تقریر کا ؛ جنگ نامنظور ہے یہ کہکے چپکا ہو گیا

तमुवाच हृषीकेशः प्रहसन्निव भारत ॥
सेनयो रुभयोर्मध्ये विषीदंत मिदंवचः ॥१०॥

(۱۰) اے راجہ (دہرت راشٹر) اوس مغموم ارجن سے دونوں لشکروں کے وسط
میں کرشن نے مسکراتے ہوئے یہ الفاظ کہے۔

دیکھکر ارجن کو غمگین ہنستے ہنستے کرشن نے
سامنے اون لشکروں کے ذیل کے جملے کہے

اگلے منتر سے سانکہ یوگ یعنی علم حقیقت کی تلقین شروع ہوگی یعنی ذیل کے بیس منتر فلسفہ سانکہ کے اصول ہیں جو حالت اوسوقت ارجن پر طاری ہوئی تھی وہ محض اگیان کی وجہ سے تھی نہ کہ خوف جان سے۔ جبکہ اتفاق سے موقع جنگ پیش آجائے اور وہ کسی جانب سے حق پر مبنی ہو تو پھر پس و پیش اور واہمات موقع کے خلاف ہوتے ہیں اور فعل بیدانشی ہیں اگر کرشن بھگوان کی اس ہدایت اور نیز اون احکامات پر جو کتاب مہابھارت کے شانت پرب میں درج ہیں عمل ہوتا تو جو روز آج دیکھنا نصیب ہوا ہے دیکھنا نہ پڑتا اسکی مثال کیواسطے واقعات راجہ پورس پرتھوی راج اور جے چند وغیرہ کے موجود ہیں جنمیں اس حکم کی مطابعت نہوئی اور نتیجہ جو کچھ ہوا ظاہر ہے۔

श्री भगवानु वाच ॥ अशोच्या नन्वशो चस्त्वं प्रज्ञावादांश्चभाषसे
गतासून गतासूंश्च नानु शोचंति पंडिताः ॥११॥

یہ تنبیہ ہے جیت خواب غفلت سے ۔

شری بھگوان نے فرمایا۔ (۱۱) تو افکار باطل کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ دانائی کی بات کہہ رہا ہوں دانشمند ماضی و مستقبل کا فکر نہیں کرتے (لفظی معنی یہاں تا، جو سوچنے کی دستو نہیں اون کو سوچتا ہے اور گیان کی باتین کہتا ہے جن کے پران گئے یا جاویں گے پنڈت اونکا سوچ نہیں کرتے۔

فکر باطل پر تجھے یہ گفتگو زیبا نہیں ؛
عاقلوں کو زندگی اور موت کی پروا نہیں

رباعی

ہیچ میدانی چہ چیزے جیستی و کیستی ؛
خویش را دریاب دایم ہستی دیا نیستی ؛

آنکہ میگوید کلیم است آنکہ مے شنود سمیع ‌ ‌ آنکہ مے بیند بصیر است پس بگو تو کیستی

شعر

لاف دانش میزنی خود را نمیدانی چہ سود ‌ ‌ دعوی از خود میکنی خود را نمیدانی چہ سود

رباعی

گر دعوئی ہستی است بہتان است این ‌ ‌ ور دعوئی نیستی است کفر آن است این
اے حضرت انسان تحیر بنیاد ‌ ‌ خود را نشناختی چہ عرفان است این

یہ خیال کرنا کہ جان ہلاک ہوتی ہے غلطی ہے۔ جان لازوال محیط اور ایک حالت پر قائم ہے جینا اور مرنا پران اور جسم کے اتصال اور انفصال کا نام ہے جو نمود بے بود اور غلطی کی تسلیم ہے عارف جان کے پیدا اور رفنا ہونے کو بے معنی سمجھتے ہیں پس ہر حال میں آپ کو موجود اور برہم میں اسمت یعنی قایم دیکھکر مرنے اور جینے کے وہم کو خیال میں نہیں لاتے یعنی ماضی و مستقبل کو چھوڑ کر زمانۂ حال پر نظر رکھتے ہیں۔

حاصل کلام یہ ہے کہ عالم ہست نما باطل اور نیست ہے اور جس پندار خودی کیوجہ سے اسکا وجود تسلیم کیا جاتا ہے۔ وہ بھی ہیچ اور بے ثبات ہے پس لایق فکر نہیں فکر کے قابل تو صرف ہستی محبت یعنی جان ہے جو کہ نیست نما ہست مطلق ہے۔ پندار نفس سے جو گفتگو گیان سمجھکر کیجاتی ہے وہ دراصل اگیان ہے کیونکہ جب تک اہنکار موجود رہتا ہے خالص گیان نہیں ہو سکتا اس منتر کی یہ غرض ہے کہ برہم اسمی یعنی حال کو دریافت کرنا چاہیے اور حال ایک کیفیت علم و سرور ہے جو حیطہ بیان سے باہر ہے اور صرف عارف کو معلوم ہو سکتی ہے مگر بطور تمثیل حال کیصورت ذیل میں دکھائی جاتی ہے۔

ایک گردش زمین کا نتیجہ رات دن ہوتے ہیں اُسکے آٹھ چوبیس ۲۴ اور ساٹھ وغیرہ حصوں پر تقسیم کرنے سے پہر۔ گھنٹہ۔ گھڑی۔ منٹ۔ سکنڈ وغیرہ مفروض ہوتے ہیں علی ہذا دنوں کے جمع کرنے سے ہفتہ۔ عشرہ۔ پکش۔ ماہ۔ سال۔ قرن وغیرہ تسلیم کیے جاتے ہیں

تب اِن کے ذریعہ سے ماضی و مستقبل کے زمانہ قیاس کئے جاتے ہیں۔
مگر دراصل ایک روزانہ گردش برابر جاری ہے جو کہ زمانہ حال کو انسان کی عقل محدود میں ماضی و مستقبل دکھاتی ہے حال ایک عِلمی نقطہ وقت یعنی کال کے خط کے درمیان واقع ہو کر اوس خط کو دو حصّوں پر تقسیم کرتا ہے یہ دو حصّے اِس کال چکر میں ماضی و مستقبل ہو کر لاانتہائی تک پھیلے ہوئے ہیں نقطہ حال کا کُل خط پر محیط ہے۔ کیونکہ حال ہر وقت موجود رہتا ہے یعنی ماضی بھی اوس وقت حال تھا۔ اور مستقبل بھی اوسوقت حال ہوگا لہٰذا حال وجود رکھتا ہے ماضی و مستقبل صرف وہم و خیال ہیں۔

خلے میں ایک نقطہ فرض کرو جو کرۂ زمین سے بہت فاصلہ پر ہے اور جس پر گردش زمین کا اثر نہیں پہنچ سکتا ہے چونکہ وہ نقطہ قایم اور بے گردش ہے آفتاب کی شعاع برابر اوس پر پڑتی رہتی ہے اور جو نتیجہ شب و روز کا کرۂ زمین کے باشندگان کو محسوس ہوتا ہے وہاں پیدا نہیں ہوسکتا ایسا ہی انبھو یعنی اشراق کا مقام عارفوں نے اپنے قلب میں پایا ہے حضرت شمش تبریز کہتے ہیں۔

اے عاشقان ہاے عاشقان من عاشق دیرینہ ام
آں دم کہ نورِ عاشقاں از عالمِ علوی گذشت
چندیں ہزاراں سال شد تا قالبم را ساختند
با نوح در کشتی بدُم با یوسف اندر قعر چاہ
آدم نبود و من بدُم عالم نبود و من بدُم
شاہ حقیقت بودہ ام پیر طریقت بودہ ام

اے صادقان ہاے صادقان من عاشق دیرینہ ام
آنچہ ہمہ خود من بدُم من عاشق دیرینہ ام
این قالب جزوی مبیں من عاشق دیرینہ ام
اندر دم عیسیٰ بدُم من عاشق دیرینہ ام
این دم نبود من بدُم من عاشق دیرینہ ام
شہر شریعت بودہ ام من عاشق دیرینہ ام

اِنسان جسکو عالمِ صغیر کہتے ہیں عالم کبیر یعنی برہمانڈ کا جزو ہے۔ اور اِنسانی عقل عقلِ کُل کا پرتو ہے مگر جب اوس کے سامنے پندار کا پردہ پڑ جاتا ہے تو وہ اپنی حقیقت کو نہیں پہچان سکتی لیکن عقل سلیم جو اپنے کو عقل کُل سے مختلف نہیں دیکھتی مشکلات کو حل کر سکتی ہے اِنسان

نے عالم کی صورت اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھی ہے مگر عقل اوسکے ادراک سے عاجز نہیں چنانچہ زمین کا گول ہونا عقل ہی نے دریافت کیا ہے زحل ستارہ اِس نظام شمسی کا یہاں سے ایک انچ سے چھوٹا نظر آتا ہے اگر زحل کے مقام سے اِس زمین کو دیکھیں تو چنے کے دانہ سے بھی چھوٹی معلوم ہوتی ہوگی اب اگر یہ تسلیم کیا جاوے کہ اور بھی نظام شمسی ہیں تو وہاں کے ستاروں سے یہ عالم مثل ذرہ کے نظر آتا ہوگا جیسے کہ یہاں سے بعض ستارے معلوم ہوتے ہیں۔ بس جبکہ انسان کی عقل اِسقدر وسیع ہے کہ اوس کے ادراک میں یہ عالم مثل ذرہ محسوس ہوتا ہے تو غور کرنا چاہیئے کہ اوس عقل کُل کے ادراک میں جو محیط اور بسیط ہے یہ عالم کونسا جز و ذرہ کا ہو سکتا ہے در اصل عقل کی وجہ سے لاتعیّن میں تعیّن واقع ہوا ہے -

नत्वे वाहं जातु नासं नत्वं नेमे जनाधिपा: ॥

न चैव न भविष्याम: सर्वे वयमत: परम ॥१२॥

جان ہست مطلق ہی | (۱۲) نہ میں کبھی نہتا نہ تو اور نہ یہ راجگان اور نہ ہم سب آئیندہ ہونگے -

تو میں اور یہ تاجور فانی نہ تے پہلے کبھی | | اور نہ ہم سب راہی ملک عدم ہونگے کبھی

ایک آتما یعنی جان مجھ میں تجھ میں اور اِن سب راجاؤں میں بسیط ہے وہ نہ کبھی پیدا ہوئی اور نہ آئیندہ پیدا ہوگی۔ وہ قدیم ہے اور سب اجسام میں ویاپک ہے اور سب کی پرکاشک ہے لہذا اِن اجسام کا وجود در اصل طلسمی ہے وہ چیتن کا بھاش یعنی عکس ہے جسکی وجہ سے میں تو اور یہ راجا فرض کیا جاتا ہے کہ یہ سب اشکال فانی اور بے ثبات ہیں ہستی بحت جاودانی اور فنا سے برتر ہے -

देहिनोस्मिन्यथा देहे कौमारं यावनं जरा ॥

तथा देहांतर प्राप्ति धीरस्तत्र न मुह्यति ॥१३॥

(۱۳) آتما کو جیسے اِس جسم میں بچپن جوانی اور بڑھاپا آتا ہے ویسے ہی (اوسکا) اور اور جسموں میں دخل ہوتا ہے

اپنے جسم اور دیگر جسموں سے علیحدہ دیکھکر آتما کے منقسم ہونیکا دھوکا نہ کہانا چاہیئے

سمجھدار اس میں وہم کہ نہیں کہاتا۔

عنصری قالب میں آکر جان کرتی ہے عیاں — جسطرح بچپن جوانی اور بڑہاپے کے نشان
اِس طرح یہ اور جسمو ںمیں بھی کرتی ہے نزول — لیکن اِسکے حال میں آتے نہیں اہل اصول

جیسے بچپن جوانی اور ضعیفی میں جسم کی حالت بدلتی ہے۔ اور جیتن آتما بدستور رہتی ہے علیٰ ہذا اگر کوئی عضو بدن کا کاٹ دیا جاوے تو بھی اوسکی حالت میں بالکل فرق نہیں آتا ویسے ہی جیتن آتما پرانے جسموں کو چھوڑ کر نئے جسموں کو روشن کرتی ہے یعنی جسم پیدا ہوتی ہیں اور فنا ہو جاتے ہیں آتما بدستور روشنی بخش ہے۔ جسموں کو علیحدہ دیکھکر دانشمند ادس واحد یگانہ کو منقسم نہیں جانتا یعنی وہ کثرت میں وحدت پاتا ہے۔

मात्रा स्पर्शास्तु कौंतेय शीतोष्ण सुख दुःखदा ॥
आगमा पायिनो नित्या स्तांति तिक्षस्व भारत ॥ १४॥

(۱۴) اے ارجن ماترا سپرش سردی و گرمی رنج و راحت دینے والے ہیں شہود و غیوب رکھتے ہیں اور بے ثبات ہیں اُنھیں برداشت کر

منقسم صورت نظر آنے کا — سبب ماترا سپرش ہے

رنج و راحت سردی و گرمی کا باعث ہیں حواس — آتے جاتے ہیں مبدل ہیں تُو کر اِنسے ہراس

ماترا سپرش ایک قدرتی تعلق درمیان علم ذات اور علم صفات کے ہے جسکی وجہ سے گیان مبدل بہ اگیان ہو جاتا ہے شبد۔ سپرش۔ روپ۔ رس۔ گندہ۔ پانچ تن ماترا یعنی عنصری خاصیت ہیں اور ادن کے ادراک کرنیوالے سامعہ لامسہ باصرہ ذائقہ اور شامہ پانچ گیان اندری یعنی حواس علمی ہیں۔ دونوں کا باہمی تعلق سمان پران اپان دیان اور اودان کے ذریعہ سے ہوتا ہے۔ اِن پانچوں پرانوں کی تقسیم عنصری خواص کے پنجگانہ تقسیم پر اسطرح سے مبنی ہے کہ اون کے پرمانو یعنی ذرّے پانچوں پرانوں میں مشمول رہتے ہیں۔
جب نفس اِنسانی بے یاد خالق جاتا ہے تب وہ اپنا دخل یا اثر کرکے جسکو سپرش کہتے ہیں اہنکار یعنی پندار کی پیدایش کا سبب ہوتے ہیں اور اُس پندار کی وجہ سے سردی گرمی سُوکھ دکھ

محسوس ہوتے ہیں۔ چونکہ سردی گرمی سوکھ اور دکھ آتے جاتے رہتے ہیں اور ہمیشہ ایک حالمیں نہیں رہتے اِنپر التفات نکرنی چاہیئے علم ذات میں آمد و شد نفس کی رکھنے سے اِن کا اثر پیدا نہیں ہوتا اِس لئے اِنسان کو اوسی کا طالب ہونا واجب ہے۔

यंहि न व्यथयंत्येते पुरुषं पुरुषर्षभ ॥
सम दुःख सुखं धीरं सोऽमृत त्वाय कल्पते ॥ १५ ॥

جان پر ماترا سپرش کو دخل نہیں ہے صفات پر اوسکا اثر ہے	(۱۵) اے بہیکمو جس اِنسان پر وہ (ماترا سپرش) اثر نہیں کرتے اور جو سوکھ اور دکھ میں یکساں رہتا ہے وہ حیات ابدی پاتا ہے۔

اون کے پنجے سے نکلنے کا جنہیں ہے کچھ شعور		جاودانی زندگی کا اونکو ملتا ہے سرور

عارف اپنی ذات کو صفات سے علیحدہ جانتا ہے اور اپنے سروپ کو فنا سے آزاد دیکھتا ہے اِسلئے اوس پر ماترا سپرش اور دکھ سوکھ گرمی و سردی کا اثر نہیں ہو سکتا۔ اِسی کو حیات ابدی کہتے ہیں اور یہی حالت گیان اور آنند کی ہے۔

नासतो विद्यते भावो नाभावो विद्यते सतः ॥
उभयोरपि दृष्टोऽन्तस्त्वनयोस्तत्त्व दर्शिभिः ॥ १६ ॥

جان ہست مطلق اور جسم نیست و فانی ہے	(۱۶) باطل کی ہستی نہیں ہے اور حق کو فنا نہیں اِن دونوں کا فرق محققوں نے دیکھا ہے۔

حق فنا سے پاک ہے باطل نہیں رکھتا وجود		عارفوں نے خوب کھولا عقدۂ بود و نبود

باطل ظاہر ہے لیکن ہستی وجود نہیں رکھتا۔ حق کو پوشیدہ ہے لیکن ہست مطلق اور فنا سے بری ہے عالم میں حق چھپا ہے اور حق میں عالم وجود نہیں رکھتا جان حق ہے اور اُسکو کبھی فنا نہیں ہے جسم باطل ہے اور وجود نہیں رکھتا اوس کا ظہور حق سے پیدا ہوتا ہو ویدانت کے عالموں کا مقولہ ہے کہ حق سے حق پیدا ہوتا ہے باطل نہیں ہو سکتا۔ چونکہ یہ عالم حق سے پیدا ہوا ہے باطل نہیں کہا جا سکتا۔ اور حق ہے اگر عالم حق کہا جاوے تو مثال عکس و معکوس کی آسکتی ہے

Bal Krishan Bhat

ذات شخص ہے اور صفات اوسکا سایہ ہے ذات ہمیشہ ایک حال پر قایم ہے صفات متحرک اور بیدار ہے عالم چونکہ صفات ہے اور متغیر و متبدل ہوتا رہتا ہے لہذا لایق دلبستگی نہیں۔ ذات حق سے دلبستگی باعث سرور ابدی ہے۔

अविनाशी तु तद्विद्धि येन सर्व मिदं ततम्॥

विनाश मव्य यस्या ऽस्य नकश्चित्कर्तुमर्हति॥१७॥

(۱۷) بیزوال اوس کو سمجھ جو سب میں محیط ہے اوس لازوال کو کوئی فنا نہیں کرسکتا۔	جان محیط اور بیزوال ہے

غیر ممکن ہے کسی تدبیر سے اوسکا زوال		ذرہ ذرہ میں نمایاں ہے شعاع ذوالجلال

چیتن آتما جو جسم انسان میں متحرک ہے سب جگت میں بیاپک ہے گرد فنا اوس کے دامن پر نہیں بیٹھتی کون اوس کو فنا کرسکتا ہے وہ لازوال۔ واحد۔ اور محیط ہے۔

अंतवंत इमे देहा नित्यस्योक्ताः शरीरिणः॥

अनाशिनो ऽप्रमेयस्य तस्मा द्युद्धयस्व भारत॥१८॥

(۱۸) وہ واجب الوجود ازلی بے زوال اور غیر مادی ہے۔ یہ جو اوسکے وجود میں فانی کہے گئے ہیں لہذا ارجن تو جنگ کر۔	جسم فانی ذروں سے بنا ہے جان مادہ سے برتر ہے

یہ اضافی شے نہیں تو جنگ سے بیخوف ہو		گو فنا ہے جسم کو لیکن بقا ہے جان کو

اجسام ذروں سے بنے ہیں اور فنا ہوجاتے ہیں جو ان میں محرک ہے وہ ذروں کے امتزاج سے نہیں بنا ہے اور اوس کو بقا ہے فانی شے کا خیال نہ کرکے اور غیر فانی پر نظر رکھکر عمل کرنا چاہیئے۔

य एनं वेत्ति हंतारं यश्चैनं मन्यते हतम्॥

उभौ तौन विजानीतो नायं हन्ति न हन्यते॥१९॥

(۱۹) جو اسکو مارنیوالا جانتا ہے اور جو اسکو مرنیوالا مانتا ہے	جان کسی طرح ضایع نہیں ہوتی ہے

وہ دونوں (اِسکو) نہیں جانتے یہ نہ مارتی ہے اور نہ مرتی ہے۔

اِس کا جینا اور مرنا مان لیتے ہیں عبثی — زندگی اور موت سے یہ فی الحقیقت بری

آتما یعنی جیتن نہ فاعل ہے نہ مفعول وہ عالم کی صفت سہ گانہ سے برتر ہے پس کسی طرح ضایع نہیں ہوسکتی

नजायते म्रियते वाकदाचि न्नायं भूत्वा भवितावान्भूयः॥

अजोनित्या: शाश्वतो ऽयं पुराणो न हन्यते हन्य माने शरीरे ॥२०॥

جان حیطہ پیدایش وفنامیں نہیں آتی بالذات قایم ہے

(۲۰) نہ کبھی پیدا ہوتی ہے اور نہ مرتی ہے نہ یہ وجود پا کر نیست ہو جاتی ہے یہ پیدایش نہیں رکھتی ہمیشہ لازوال اور قدیم ہے اور جسم کے مرنے سے نہیں مرتی۔

یہ کبھی پیدا نہیں ہوتی فنا ہوتی نہیں یہ ہمیشہ پاک و برتر نقص سے — جسم میں آتی نہیں آکر جدا ہوتی نہیں اِسکی موت آتی نہیں مٹنے سے خاکی جسم کے

جان نہ پیدا ہوتی ہے اور نہ وہ مثل اِجسام کے موجود ہو کر پھر کسی وقت معدوم ہوجاتی ہے یعنی متغیر و متبدل نہیں ہوتی ہمیشہ ایک صورت پر رہتی ہے اور اجسام کی پیدایش تغیر اور فنا کا اثر اُسپر نہیں پہنچ سکتا

वेदा ऽविनाशिनं नित्यं यएन मज मव्ययम् ॥

कथं सपुरुषः पार्थकं घातयति हंतिकम् ॥२१॥

جس نے یہ مرجان لیا ہے وہ جان جانا ہو جاتا ہے۔

(۲۱) جس نے اِس لافانی ہمیشہ پیدایش سے برتر اور بےزوال کو جان لیا ہے وہ اِنسان اے ارجن کیونکر کسیکو ایذا پہونچاتا ہے اور کسیکو مارتا ہے

موت و پیدایش سے افضل مانتا ہے جو اسی — غیر کو آزار دیگا وہ بشر کس واسطے

جس اِنسان نے آتما کی حقیقت جان لی ہے۔ وہ دیکھتا ہے کہ میری ہی آتما سب میں ہے اور

Life is real, life is earnest
And the grave is not its goal;
"Dust thou art, to dust returnest"
Was not spoken of the Soul.
LONGFELLOW.

وہ مر نہیں سکتی یعنی وہ کسی فعل کی فاعل اور نہ مفعول بنتی ہے

वासांसि जीर्णानि यथा विहाय नवानि गृह्णाति नरो ऽ पराणि ॥

तथा शरीराणि विहाय जीर्णान्य न्यानि संयाति नवानि देही ॥ २२ ॥

جان مثل بحر محیط کے ہے جسم مانند حباب کے پیدا اور ناپید ہوتی رہتی ہے

(۲۲) جیسے انسان پرانے کپڑے اوتار کر اور نئے کپڑے پہنتا ہے ویسے ہی آتما پرانے جسموں کو چھوڑ کر اور نئے جسموں میں دخل کرتی ہے۔

آدمی جیسے پرانے کپڑے دیتا ہے اوتار
اور پہنتا ہے نیا پاکیزہ جامہ بار بار

جان بھی اپنے پرانے قالبوں کو چھوڑ کر
ڈالتی ہے روشنی دیگر نئے اجسام پر

اس بھگوت گیتا کے سدھانت اور اصول سانکھیہ میں آتما کو ادویت اکھنڈ ابناشی اور بیاپک مانا ہے یعنی ایک ہی چیتن ہے جو کل جسموں میں محرک ہے۔ انسان جب کپڑے پرانے ہو جاتے ہیں تو نئے پہن لیتا ہے ویسے ہی آتما جسموں کو پرانے ہونے پر اور نئے جسموں کو اختیار کرتی ہے جو لوگ مر گئے وہ آتما کی پوشاک تھی اور جو آئندہ پیدا ہونگے وہ بھی اوس کی پوشاک ہونگے چیتن واحد ہے اور جسم کثیر ہیں اجسام انسانی دریائے وحدت میں مثل حباب پیدا ہو کر محو ہو جاتے ہیں اور یہ سلسلہ قدیم سے چلا آیا ہے اور چلا جائے گا۔

नैनं छिंदंति शस्त्राणि नैनं दहति पावकः ॥

नचैनं क्लेदयं त्यापो न शोषयति मारुतः ॥ २३ ॥

جان آکاش سے زیادہ لطیف ہے مادی اشیا کا اثر اوس تک نہیں پہونچتا۔

(۲۳) نہ اسکو ہتیار کاٹتے ہیں نہ اسکو آگ جلاتی ہے نہ اسکو پانی گلاتا ہے اور نہ اس کو ہوا سکھاتی ہے

آگ سے جلتی نہیں تلوار سے کٹتی نہیں
سیل سے گلتی نہیں طوفان سے گھٹتی نہیں

अच्छेद्यो ऽयम दाह्यो ऽयम क्लेद्यो ऽ शोष्य एवच ॥

नित्य सर्वगतः स्थाणु रचलो ऽयं सनातनः ॥ २४ ॥

جان مادی اثر کو قبول نہیں کرتی یعنی بیاپک اور لا تغیری ہے

(۲۴) یہ کٹ نہیں سکتی یہ جل نہیں سکتی گل نہیں سکتی اور نہ خشک

Tell me not in mournful numbers
Life is but an empty dream!
And the Soul is dead that slumbers,
And things are not what they seem.

ہو سکتی ہے یہ بیزوال۔ محیط۔ قایم بالذات ساکن اور قدیم ہے۔

اِس کا جلنا گلنا کٹنا خشک ہونا ہے محال	یہ ہی ساکن خود بخود قایم محیط ولازوال

अव्यक्तो ऽयम चिंत्यो ऽयम विकार्यो ऽयमुच्यते ॥

तस्मादेवं विदित्वैनं नानु शोचितु मर्हसि ॥२५॥

وہ قوت فکر سے برتر ہی او سکے
ضایع ہونیکا خیال غلطی ہی

(۲۵) ظہور سے برتر فکر سے بلند اور نقص سے بری وہ مانی گئی ہے
پس اوس کو ایسا جانکر تجھے فکر کرنا لازم نہیں ہے۔

قوتِ بنیش سے نہاں فقر دانش سے بلند	معصیت سے پاک پھر تو کس لئے ہی فکرمند

अथ चैनं नित्यजातं नित्यं वा मन्यसे मृतम् ॥

तथापि त्वं महाबाहो नैनं शोचितु मर्हसि ॥२६॥

اگر جان کی پیدایش وفنا فرض
کیجاوے تو بھی فکر کرنا لاحاصل ہی

(۲۶) اگر تو اِس کو ہمیشہ پیدا ہونے والا یا ہمیشہ فنا ہو جانے والا
فرض کرتا ہے تو بھی اے قوی بازو تجھے اِس کا فکر کرنا
نہیں چاہئے۔

گر تو اِسکی موت وپیدایش مسلسل مانلے	پھر بھی اے ارجن تجھے بیدل نہونا چاہئے

जातस्य हि ध्रुवो मृत्युर्ध्रुवं जन्म मृतस्य च ।

तस्माद परिहार्येऽर्थे नत्वं शोचितु मर्हसि ॥२७॥

پیدایش وفنا
لازم و ملزوم ہیں۔

(۲۷) جو پیدا ہوا ہے اوسکا فنا ہونا ضرور ہے اور جو فنا ہوتا ہے
اوس کی پیدایش ضرور ہے پس لازمی امر میں تجھے فکر
کرنا نہ چاہئے۔

خاتمہ سب کا عدم ہے اور عدم سے بود ہے	آدمی کا بھاگنا تقدیر سے بے سود ہے

اگر تونے آتما کو پیدا ہونیوالی فرض کیا تو اوس کو فنا لازم ہوئی اور اگر فنا ہونے والی
تسلیم کیا تو اوس کی پیدایش لازم ہوئی جو پیدا ہوا ضرور فنا ہوگا اور فنا اوسکو ہوگی جو پیدا ہو چکا ہی

یعنی موت قبل از حیات نہیں ہو سکتی۔ پیدائش اور فنا لازم و ملزوم ہیں جس شے پر ایک کا اطلاق ہے اُس پر دوسرے کا بھی ہے لازمی امر میں فکر کرنا لاحاصل ہے دراصل آتما نہ پیدا ہوتی ہے اور نہ فنا کے دائرہ میں آتی ہے۔

अव्यक्तादीनि भूतानि व्यक्तमध्यानि भारत ॥
अव्यक्त निधनान्येव तत्र का परिदेवना ॥२८॥

(۲۸) ارجن اِبتدا میں وجود عدم میں ہوتے ہیں وسط میں نمود پاتے ہیں انجام کار عدم میں سماتے ہیں اِس کا رنج کیا کرنا	جسم ابتدا اور انجام میں عدم ہے صرف وسط میں اُس کا ظہور ہے

وسط میں کل شعبدہ ہے دُور کر بیم و رجا	ہے عدم ہر ایک شے کی ابتدا و انتہا

اِجسام اِنسانی عدم یعنی غیوب سے ظہور پاتے ہیں یعنی پہلے اِن کا نشان نہیں ہوتا۔ اور عدم ہی اِن کا خزانہ ہوتا ہے یہ وہاں سے برآمد ہو کر چندے باغ عالم کی سیر کر کے پھر اُسی خوابگاہ میں جاتے ہیں اِس کا رنج کرنا داتی ہے عدم کے خزانہ کا نام ہرن گربھ ہے۔

आश्चर्यवत्पश्यति कश्चिदेनमाश्चर्यवद्वदति तथैव चान्यः ॥
आश्चर्यवच्चैनमन्यः शृणोति श्रुत्वाप्येनं वेद न चैव कश्चित् ॥२९॥

(۲۹) کوئی اِس کو حیرت سا دیکھتا ہے اور کوئی حیرت سا کہتا ہے اور کوئی اِس کو حیرت سا سُنتا ہے اور کوئی اِس کو سُنکر بھی نہیں جانتا	جان کی حقیقت کو دیکھکر اور سن کر حیرت ہوتی ہے

تذکرہ کرتا ہے اِستعجاب سے کوئی بشر پر کسی کو بھی نہیں معلوم اِسکی اصلیت	کوئی تو حیران ہے اُس کا کرشمہ دیکھکر سوچنے لگتا ہے کوئی سُن کے اُسکی کیفیت

اِس جان کی حقیقت کو بعض شاغل اپنے مشاہدے میں دریائے حیرت انگیز دیکھتے ہیں بعض علمی بحث سے حیرت افزا کہتے ہیں بعض اُن کے کلام کو سُنکر حیرت میں پڑتے ہیں اور اکثر سُن کر بھی نہیں سمجھتے۔

देही नित्य मवध्यो ऽयं देहे सर्वस्य भारत ॥
तस्मात्सर्वाणि भूतानि नत्वं शोचितु मर्हसि ॥ ३० ॥

دراصل جان سب میں محیط قدیم اور غیر منقسم ہے۔

(۳۰) اے ارجن یہ آتما کُل اجسام میں ہمیشہ اور غیر فانی ہے پس کُل مخلوق کا تجھے فکر نکرنا چاہیئے۔

پاک و برتر ہے فنا سے جان کُل اجسام کی | | اِس لئے بیکار ہے اوروں کا فکر زندگی

آتماگیان بہاش یعنی حالت غفلت میں جیون فرض کیجاتی ہے گیان کی نگاہ یعنی اصلیت کو دیکھتی ہے کُل مخلوقات کی چیتن آتما ایک ہے اور وہ منقسم نہیں ہو سکتی پس کُل عالم کا فکر بیجا ہے۔ لفظ دیہی جو اِس منتر میں آیا ہے اور جس کے معنی اگرچہ لوگوں نے جیون فرض کرلئے ہیں اُسکا اِشارہ طرف اُس واحد لاشریک کے ہے جو کُل مخلوقات کی جان غیر منقسم ہے اور جو ہر جسم میں منقسم نظر آتا ہے اِس امر میں وید کی شرتی شاہد ہے (एकोऽहं बहुस्याम: یعنی ایک میں بہت ہو جاؤں۔ بیس منتر اصول سانکہہ کے بیان تک ختم ہوئے ذیل کے آٹھ منتروں میں علم معقولات کے بموجب تلقین کیجائیگی۔

स्वधर्म मपि चावेक्ष्य न विकं पितु मर्हसि ॥
धर्म्याद्धि युद्धाच्छ्रेयो ऽन्यत क्षत्रियस्य न विद्यते ॥ ३१ ॥

جان سے جسم کو نمود ہے اور جسم کے فرائض ادا کرنے واجب ہیں

(۳۱) اپنے فرائض پر ہی نظر کرکے تجھے ہٹنا نہیں چاہئے کیونکہ جنگ راستی سے بہتر چھتری (سپاہی) کے لئے کوئی اور چیز نہیں ہے

فرض کو پورا نکرنے کا برا انجام ہے | | راستی پر جاں نثاری چھتری کا کام ہے

यदृच्छया चोपपन्नं स्वर्गद्वार मपा वृतम ॥
सुखिनः क्षत्रिया पार्थ लभंते युद्धमी दृशम ॥ ३२ ॥

جسم کے فرائض لازمی ادا کرنے سے بہشت ملتی ہے

(۳۲) تجھے بلاکوشش بہشت کا دروازہ کھلا ہوا ملاہے اے ارجن قسمت ور چھتری ایسا جنگ کا موقع پاتے ہیں۔

Hindu Dharm

کھل گیا ہے راستہ جنت کا تیرے واسطے
سر کٹاتے ہیں سپاہی خوبی تقدیر سے

अथ चेत्त्वमिमं धर्म्यं संग्रामं न करिष्यसि ॥
ततः स्वकर्म कीर्तिंच हित्वा पापमवाप्स्यसि ॥३३॥

اگر فرائض لازمی ادا نہ کریگا گنہگار ہوگا

(۳۳) اگر تو یہ جنگ جو حق پر مبنی ہے نہیں کرے گا تو اپنا فرض پورا نکر کے اور اپنی نیکنامی کھو کر گنہگار ہوگا۔

تو جو راہ حق پہ چلنے سے کرے گا اجتناب
تیری گردن پر رہیگا دین و دنیا کا عذاب

अकीर्त्तिं चापि भूतानि कथयिष्यन्ति तेऽव्ययाम् ॥
संभावितस्य चाऽकीर्तिर्मरणादतिरिच्यते ॥३४॥

بدنام ہوگا

(۳۴) تیری مذمت ابد تک زبان زد خلایق رہیگی۔ آبرو والیکو آبرو کا جانا بدتر از مرگ ہے۔

بے محابہ تیری بدگوئی کریں گے آدمی
موت سے بدتر ہے ذلت صاحب توقیر کی

भयाद्रणादुपरतं मंस्यन्ते त्वां महारथाः ॥
येषां च त्वं बहुमतो भूत्वा यास्यसि लाघवम् ॥३५॥

خفت اٹھائیگا

(۳۵) مہارتی خیال کریں گے کہ تو خوف کھا کر میدان سے بھاگ گیا جن کی نظروں میں تیری عظمت ہے اون کے آگے تیری سبکی ہوگی۔

ڈر کے بھاگا جنگ سے ارجن کہیں گے سورما
جن پہ تیرا رعب ہے اُن سے ہی تو شرمائیگا

अवाच्यवादांश्च बहून्वदिष्यन्ति तवाहिताः ॥
निन्दन्तस्तव सामर्थ्यं ततो दुःखतरं नु किम् ॥३६॥

آبرو کھو کر رنج پائیگا

(۳۶) تیرے دشمن بہت سے ناگفتنی الفاظ کہیں گے اور تیری مردانگی پر حرف کہیں گے۔ اس سے زیادہ کیا رنج ہو سکتا ہے۔

دشمنوں کو خوب موقع چھیڑ کا مل جائے گا
دلشکن الفاظ سنکر تو بہت پچھتائے گا

हत्तोवा प्राप्स्यसि स्वर्गं जित्वावा भोक्ष्य से महीम ॥

तस्मादुत्तिष्ठ कौंतेय युद्धाय कृत निश्चयः ॥ ३७ ॥

فتح و شکست دونوں میں بہتری ہے

(۳۷) مارا جائیگا تو بہشت میں پہونچے گا اور فتحیاب ہوگا تو سلطنت پائیگا پس اے ارجن تو جنگ کی ٹھان کر کھڑا ہو۔

سلطنت ہاتھ آئے گی یا زندگی فردوس کی		اِس لئے ارجن دکھا میدان میں مردانگی

راستی اور مردانگی اِنسان میں اعلیٰ صفت کا جزو ہیں اِس لئے جب جان کا تعلق اِنسان کے جسم سے ستوگن کی حالت میں چھٹتا ہے تب ستوگن کے اجزا ستوگن میں جا ملتے ہیں بہشت کا اِشارہ اِسی پر ہے۔

सुख दुःखे समे कृत्वा लाभा लाभौ जयाजयौ ॥

ततो युद्धाय युज्यस्व नैवं पाप मवाप्स्यसि ॥ ३८ ॥

عقل کو قایم رکھکر جنگ کر

(۳۸) سوکھ دوکھ نفع و نقصان فتح و شکست کو مساوی سمجھکر جنگ میں مشغول ہو تو اس طرح پر گنہگار نہیں ہوگا۔

رنج و راحت فائدہ نقصان ہار اور جیت کو		اپنے دِل سے دور کرکے جنگ میں مشغول ہو

اِس منتر میں ارجن کو جنگ کے وقت علم سانکھ کے بموجب یہاں ہدایت کی گئی ہے کہ وہ سمتا کی استھتا پر نظر رکھکر جنگ کرے سمتا وہ کیفیت قلب ہے جس کی تشریح اس دھیائے کی گیارہویں منتر میں ہو چکی ہے۔ اور جس میں سکھ دکھ و فتح شکست یکساں معلوم ہوتے ہیں اِسی تسلیم کا ہونا یوگ کہلاتا ہے۔

एषाते ऽभिहिता सांख्ये बुद्धियोंगे त्विमांश्रृणु ॥

बुद्धिया युक्तो यया पार्थ कर्मबंधं प्रहास्यसि ॥ ३९ ॥

اصول سانکھ اوپر بیان ہوئے ذیل میں ان کا طریقہ استعمال درج ہے۔

(۳۹) اُن (منتروں) میں سانکھ کا بیان ہوا ہے اِن میں (اُسکی) عملی طریقت سُن جس عمل پر حاوی ہوکر تو افعال کی قید سے آزاد ہوگا۔

اِس ہدایت پر عمل کر عزم و استقلال سے		بالیقیں چھوٹ جائیگا اعمال کے جنجال سے

مندرجہ بالا منتروں میں علم سانکھیہ کے اصول کی تشریح ہوئی ہے یعنی منتر ۱۱ سے ۳۰ تک جسم و جان کی حقیقت بیان کی گئی ہے ازاں بعد ۷ منتروں میں فرائض متعلقہ کے لحاظ سے بھی جنگ کرنا درست ثابت کر کے اڑتیسویں منتر میں اُصول سانکھیہ پر کاربند ہونے کی ہدایت کی گئی ہے ذیل کے منتروں میں اوس علم کے وسیلے سے فعل سے بریت پانے کا طریقہ بتایا جاتا ہے یعنی کسطرح پر اوس علم کے ذریعہ سے پاپ اور پن معدوم ہو جاتے ہیں اور انسان عمل و فعل سے برتر ہو جاتا ہے (دیکھو ۴۷ و ۴۸ منتر)

नेहाभि क्रम नाशोस्ति प्रत्यवायो नविद्यते ॥
स्वल्प मप्यस्य धर्मस्य त्रायते महतो भयात्॥४०॥

علم خود شناسی کی تعریف (۴۰) اِس میں کوشش بیکار نہیں جاتی اور نہ کوئی خلل واقع ہو سکتا ہے تھوڑا سا بھی علم ذات انسان کو بہت بڑے خوف سے بچا لیتا ہے۔

اِس میں کوشش رائیگاں جاتی نہیں انسانکی		کاموشوں سے مغفرت تاثیر ہے عرفان کی

عِلم سانکھیہ جس قدر حاصل ہو جاتا ہے ہرگز ضایع نہیں ہوتا اور اوس کے حصول میں کوئی امر مانع نہیں ہو سکتا ہے اِس میں کوئی جسمانی یا زبانی فعل نہیں کرنا ہوتا کہ جس میں خلل پڑنے کا اندیشہ ہو سکے صرف قوت فکری سے کام لینا ہوتا ہے۔ جس انسان کو اس علم سے تھوڑی سی بھی واقفیت ہوتی ہے اوس کے بڑے بڑے واہمات اور شکوک رفع ہو جاتے ہیں۔

व्यवसा यात्मिका वुध्दि रेकेह कुरु नंदन ॥
बहुशाखा ह्यनं ताश्च बुध्दयो ऽव्यवसायिनाम्॥४१॥

عقل خود شناس یعنی عقل سلیم واحد ہے ماسوا دیکھنے والی رائیں مختلف اور کثیر ہیں

(۴۱) اے ارجن عقل سلیم عالم میں ایک ہے ماسوا دیکھنے والوں کی رائیں مختلف اور بے شمار ہیں۔

یک زباں ہیں سارے عارف جنکے دلکو ہے قرار		جاہلوں کے وسوسے ہیں مختلف اور بے شمار

علم ذات واحد اور برقرار ہے پس کُل عارفوں کی رائے کا اتفاق ہوا کرتا ہے اوس میں نہ کبھی اِختلاف ہوا اور نہ آئندہ ہوگا۔ بلا لحاظ ملک اور قوم کے علم ذات کی تحقیقات میں ایک عارف دوسرے سے متفق بلکہ اوس کا شاہد ہے علم صفات منتقل ہوتا رہتا ہے اور اوسکی بہت سی شاخیں ہیں اِسمیں ایک کی رائے کا کچھ نہ کچھ دوسرے کی رائے سے اختلاف رہتا ہے مذہبوں کے اِختلاف کی وجہ یہی رائیں ہوئی ہیں۔

آن لعل گران بہا زکان دگر است	آں دُر یگانہ را نشانئے دگر است
اندیشۂ این و آن خیال من وتست	افسانۂ عشق راز بانے دگر است

यामिमां पुष्पितां वाचं प्रवदंत्य विपश्चितः॥
वेदवादरताः पार्थ नान्य दस्तीति वादिनः ॥४२॥
कामात्मानः स्वर्गपरा जन्म कर्म फल प्रदाम् ॥
क्रियाविशेष बहुलां भोगैश्वर्य गतिं प्रति ॥४३॥

عقل ماسوا میں پابند ہُنا کرتی ہے اور افعال میں پھنساتی ہے

(۴۲ و ۴۳) اے ارجن جو کم فہم وید کی (عملی) بحث کے شایق ہیں خواہشات دِل میں رکھنے والے اور بہشت کی اُمید کرنے والے ہیں وہ لذات اور دولت حاصل کرنے کے واسطے ایسے رجا کے کلام کہتے ہیں جن میں زندگی کے اعمال کے نتیجے ملنے کا اقرار کیا جاتا ہے اور طرح طرح کی رسومات کے اداکرنیکی ہدایت کی جاتی ہے اور بیان کرتے ہیں کہ اِن کے سوائے اور کچھ نہیں ہے۔

طالبان عیش جنت عقل سے ناآشنا	یوں بتاتے ہیں خلاصہ وید کے اسرار کا
عشرت و تن پروری ہے زندگانی کا حصول	اِس سے اعلیٰ ساری دنیا میں نہیں کوئی اصول

پشپت بانی سے وہ کلام مراد ہے جس میں پھول ہوں اور پھل نہو وہ دیکھنے میں خوش نما معلوم ہوتی ہے لیکن دراصل اوس سے کوئی نتیجہ نہیں نکلتا۔ مذہبی قیل و قال مثل پھول کے ہیں اور ثمر اون میں نہیں ہے۔

سرائے مدرسہ و علم بحث طاق و رواق سرائے قاضی یزد ار چہ منفع کرم است	چہ سود چون دلِ دانا و چشم بینا نیست خلاف نیست کہ علم نظر در انجا نیست

جو لوگ لذات بہشت کے ملنے کی خواہش رکھتے ہیں وہ اعمال کا نتیجہ عقبیٰ میں پانے کی اوروں کو امید دلاتے ہیں اور اوس کے حاصل کرنے کے واسطے اون کو بڑی کوشش اور عمل میں لگاتے ہیں جسکی وجہ سے وہ علم ذات سے بے بہرہ رہتے ہیں۔

भोगैश्वर्य प्रसक्तानां तया पहृत चेतसाम् ॥
व्यवसायात्मिका बुद्धिः समाधौ नविधीयते ॥ ४४॥

اہل تمنا کی عقل سلیم نہیں ہو سکتی	(۴۴) جنکا دل لذات اور دولت میں پھنسجاتا ہے اور تیرہ ہو جاتا ہے محویت کی جانب اونکی رائے سلیم نہیں ہوتی

جن کو اپنی خواہشوں کی پرورش منظور ہے	محویت کا راستہ اون کی سمجھ سے دور ہے

جن کا خیال باہر کی طرف لذات دنیا و عقبیٰ میں پھنسا ہے وہ اپنے بطون میں معشوق حقیقی کو نہیں دیکھہ سکتے اور علم خود شناسی سے بے نصیب رہتے ہیں۔

त्रैगुण्य विषया वेदा निस्त्रै गुण्यो भवार्जुन ॥
निर्द्वंदो नित्य सत्त्वस्थो निर्योग क्षेम आत्मवान् ॥ ४५॥

علم میں سہ گانگی ہے حالت کیفت علم سے برتر ہے۔	(۴۵) ویدوں میں صفت سہ گانگی موجود ہے ارجن تو صفت سہ گانہ سے برتر ہو اور دوئی چھوڑدے ایک حالت پر قایم اور طلب کی منزل سے بالا ہو اور ذات میں وصل رہ۔

وید کے علم سہ گانہ سے تو اپنا دل ہٹا	بے غرض ہو با صفا ہو دیکھہ جلوہ ذات کا
اسرار ازل را نہ تو دانی و نہ من ہست از پس پردہ گفتگوئے من و تو	این حرف معمانہ تو خوانی و نہ من چون پردہ بیفتد نہ تو مانی و نہ من

وید کے معنی علم ہیں اور علم میں صفت سہ گانگی موجود ہے یعنی علم کے ساتھہ عالم و معلوم

کا ہونا لازمی ہے اِن تینوں میں سے ایک کا ہونا بغیر اور دو کے ممکن نہیں پس عالم علم اور معلوم تینوں ہمیشہ باہم پائے جاتے ہیں کوئی فعل سہ گانگی سے خالی نہیں ہے۔ فعل۔ فاعل مفعول۔ عبد۔ عابد۔ معبود۔ عشق۔ عاشق۔ معشوق ست۔ رج۔ تم۔ اِسکی مثال ہیں۔ کیف حال سہ گانگی سے بالاتر ہے اوسمیں طالب اور مطلوب ایک ہو جاتے ہیں اور طلب بھی جاتی رہتی ہے سُکھ اور دُکھ نیکی اور بدی وغیرہ مساوی معلوم ہوتے ہیں اور اِنسان ایک حالت سرور کی پاتا ہے جس کو پرم آنند کہتے ہیں وہ اپنے آپ میں مست ہو جاتا ہے اور اپنے جلوہ کو آپ ہی دیکھتا ہے

यावानर्थ उदपाने सर्वतः संप्लुतोदके ॥
तावान्सर्वेषु वेदेषु ब्राह्मणस्य विजानतः ॥४६॥

عقل سلیم بحرِ محیط ہے عقل ماسوا ہیں اوسکی لہریں ہیں

(۴۶) برہم کے جاننے والے عارف کا ویدوں سے اِتنا ہی مطلب باقی رہتا ہے کہ جتنا بے پیاس اِنسان کا کنوئیں تالاب دریا وغیرہ مقامات آبی سے۔

سارے ویدوں کا تم ہے علم و کیف باطنی		مدعا ہے چاہ و چشمے کا جو رفع تشنگی

اود پان اوس مقام کو کہتے ہیں جہاں سے پانی ملسکے کنواں۔ تالاب۔ باولی۔ نہر دریا وغیرہ سب اِس میں شامل ہیں۔ اِنسان بعض کام تالاب سے لے سکتا ہے جو کنوئیں سے لینے ممکن نہیں علیٰ ہذا بعض اغراض تالاب سے پورے نہیں ہو سکتے جنکے واسطے دریا کا ہونا لازمی ہے۔ کسی سے تو صرف پانی حاصل ہوتا ہے اور کسی میں تیرنا ممکن ہے اور کسی میں کشتی بھی چل سکتی ہے سمندر میں یہ سب مطالب ایک جگہ حاصل ہوتے ہیں اور اِس میں سب نہریں اور دریا آکر محو ہو جاتے ہیں علم عرفان بمنزلہ بحرِ محیط کے ہے جس میں کرم کانڈ اوپاسنا وغیرہ کی ندیاں گر کر معدوم ہو جاتے ہیں عارف گن اتیت یعنی صفاتی خواہش سے آزاد رہتا ہے تاہم وہ اون خواص کو

مساوات کی نظر سے کام میں لاتا ہے اور ایسا کرنا بسر زندگی کے لئے لازمی جانتا ہے آدمی کو جس قدر پانی کی ضرورت ہوا کرتی ہے اوتنی ہی عارف کو لازمی خواص اور افعال کے بلا ترک و اخذ برتنے کی حاجت ہے اور جیسے پانی دستیاب ہونیکے مقامات کنواں ۔ تالاب ۔ دریا وغیرہ ہیں اسی طرح حصول علم معرفت کے لئے ویدوںمیں کرم اوپاسنا اور گیان کانڈ موجود ہیں۔ عارف کی مثال ایسے شخص سے دیجا سکتی ہے جس کی پیاس بجھگئی ہے تارک اور پابندان فعل بمنزلہ پیاسوں کے ہیں۔

جو پیاسا نہیں ہے اوس کو کنوئے تالاب اور دریا سے سروکار نہیں ہے تو بھی وہ پیاسوں کی ضروریات کو سمجھتا ہے جو پیاسے ہیں اونکا مدعا پیاس کا بجھنا ہے اور اون کو کنوئے تالاب اور دریا سے سروکار رہے۔

कर्मण्येवाऽधिकारस्ते मा फलेषु कदाचन ।।

माकर्म फलहेतुर्भूर्मा ते संगोऽस्त्व कर्मणि ।।४७।।

گیان یوگ یعنی عقل سلیم کا طریقہ	(۴۷) فعلوں کے کرنے کا تجھے استحقاق ہے لیکن اون کے نتیجہ پر نظر نہ رکھ نتایج اعمال کو اون کی کرنی کی وجہ ہونے دے ترک افعال نکر

فعل سے دلبستگی واجب نہیں تیرے لئے	فرض کی تکمیل کر خواہش صلے کی چھوڑ دے

چونکہ جسمانی افعال قدرت کا خاصہ ہیں اون کا کرنا واجب ہے اور اون کے کرنے میں کوئی حرج بھی نہیں ہے بشرطیکہ نتیجہ پر نظر نہو یعنی وہ فعل اس خیال سے نہ کئے جائیں کہ اونکا نتیجہ ملیگا بلکہ اس عقیدہ سے کہ وہ فعل قدرتی ہیں۔ اس سے یہ مراد ہے کہ فعل لازمی کے کرنے سے اجتناب نہیں چاہئے یعنی خواص قدرتی کے لازمی افعال کا روکنا غلطی ہے۔

योगस्थः कुरु कर्माणि संगं त्यक्त्वा धनंजय ।।

सिद्ध्य सिद्ध्योः समो भूत्वा समत्वं योग उच्यते ।।४८।।

Let us then be up and doing
With a heart for any fate;
Still achieving, still pursuing,
Learn to labour and to wait. — LONGFELLOW.

عقل سلیم کا قایم ہو جانا یوگ ہے	(۴۸) اے ارجن یوگ میں قایم ہو کر تعلق چھوڑ کر اور کامیابی اورناکامی یکساں رکھکر تو فعل کر ہر حال میں یکساں رہنے کو یوگ کہتے ہیں

کامیابی اور ناکامی کو یکساں جان ہے		عارفوں کی زندگی کٹتی ہے اطمینان سے	

گیان یوگ افعال کا ترک قلبی ہے یعنی اون کو اپنی ذات سے منسوب نہ کرنا اور اون سے بے تعلق رہنا اور کامیابی اور ناکامی میں خوشی اور رنج نہ ماننا اور دونوں کو مساوی جاننا یوگی اپنے بطون میں محو رہتا ہے- اور حواس کے فعلوں کو بے تعلقی کے ساتھ کرتا رہتا ہے اوسی کو "دل بیار دولت بکار" کہتے ہیں-

दूरेण ह्यवरं कर्म बुद्धियोगा द्धनंजय ॥

बुद्धौ शरण मन्विच्छ कृपणाः फलहेतवः ॥४९॥

عقل سلیم اعلیٰ ہے پابند اعمال ادنیٰ ہے-	(۴۹) کرم یوگ بمقابلہ گیان یوگ کے بہت ہی کم وقعت رکھتا ہے تو گیان کی پناہ میں آ کہ نتیجہ کے خواستگار حقیر ہیں-

ہیچ ہیں اعمال علم باطنی کے سامنے		دور کرتا ہے دل معرفت کے نور سے	
شوقے کہ بجز حق بشود پابند است در راہ خدا بجز خدا اے سالک		عقلے کہ شود مایل دنیا بند است دنیا چہ بود خواہش عقبیٰ بند است	

کرم یوگ کے ماننے والوں کا بیان اوپر کے ۴۲ و ۴۳ منتروں میں ہو چکا ہے وہ لوگ اہنکار یعنی پندار کے سبب اپنے آپ کو فاعل سمجھتے ہیں اور اپنے اعمال کے نتیجہ عقبیٰ میں ملنے کا یقین کہتے ہیں اس لئے ادنیٰ منزل میں ہیں گیان یوگ جیسیں اوپر کے دو منتروں میں تشریح ہوئی عارفوں کا طریقہ ہے اور وہ اعلےٰ ہے کہ اس میں نتیجہ سے نظر اوٹھ جاتی ہے-

बुद्धियुक्तो जहातीह उभे सुकृत दुष्कृते ॥

तस्माद्यो गाय युज्यस्व योगः कर्मसु कौशलम् ॥५०॥

عقل سلیم میں پاپ اور پن دونوں موہوم معلوم ہوتے ہیں۔

(٥٠) دنیا میں نیک و بد افعال سے گیانی کا تعلق ترک ہو جاتا ہے لہذا تو گیان یوگ میں مشغول ہو افعال کیواسطے گیان یوگ مناسب ہے۔

ترک کردیتے ہیں عارف نیک و بد افعال کو
اُن کو ادنی جان کے اور طالب اشراق ہو

گیان کے وسیلہ سے پاپ اور پن معدوم ہو جاتے ہیں اور ایک حالت سکون پیدا ہوتی ہے اسواسطے گیان کا حاصل کرنا بہتر ہے گیان بالذات قایم اور عمل سے برتر ہے اور اوس کے حاصل کرنے کے واسطے تپن درکار ہوتا ہے تپن اور کرم میں یہ تفاوت ہے کہ کرم سے افعال کا سلسلہ بڑھتا جاتا ہے اور تپن سے افعال کا ترک قلبی ہوتا ہے اور انسان مکروہات سے آزاد ہو جاتا ہے۔

कर्मजं बुद्धियुक्ता हि फलं त्यक्त्वा मनीषिणः॥
जन्मबंध विनिर्मुक्ताः पदं गच्छंत्य नामयम्॥५१॥

علم سلیم رکھنے والا سرور ابدی پاتا ہے

(٥١) جو عارف گیان یوگ پر قادر ہو کر فعل کے نتیجہ کو ترک کر دیتے ہیں وہ پیدائش کی قید سے آزاد ہو کر سرور ابدی کا مقام پاتے ہیں

اہل دانش رشتۂ خوف و تمنا توڑ کر
زندگی میں ہیں فروکش منزلِ جاوید پر

عارف گیان کے ذریعہ سے فعلوں کے نتیجہ سے نظر اوٹھا لیتا ہے پس وہ اپنی حیات میں جو افعال کرتا ہے اُن کی قید سے آزاد رہتا ہے یہی رستگاری اور نجات کا مقام ہے

यदा ते मोहकलिलं बुद्धिर्व्यतितरिष्यति
तदा गंतासि निर्वेदं श्रोतव्यस्य श्रुतस्य च॥५२॥

جب عقل ناسوا میں صاف ہو کر عقل سلیم ہو جاتی ہے تب حقیقت ذات معلوم ہوتی ہے

(٥٢) جب تیری عقل غفلت کی دلدل سے نکل آئے گی اُسوقت تو سُنے ہوئے کی اور سُننے کی کچھ پرواہ نہ رکھے گا۔

جب تو نادانی کی دلدل سے رہائی پائیگا		تیرے دل سے نقش منقولات کا مٹ جائیگا

جب اِنسان کی عقل پندار کی کثافت سے صاف اور پاک ہو جاتی ہے تب وہ حالت کیف میں اپنے سروپ یعنی حقیقت کو بطون کی آنکھوں سے دیکھتا ہے اور اطمینان پاتا ہے اور جو کچھ اوس کی بابت پیشتر سُن چکا ہے وہ بعد مشاہدہ کرنیکے قابل التفات نہیں رہتا اور نہ اب اوس کو کچھ جاننے کی خواہش رہتی ہے اِنسان حواس کے جنگل اور اہنکار کی اندھیری رات میں اپنے وطن کو بھولا ہوا بھٹکتا پھرتا ہے جب آفتاب معرفت طلوع ہو کر تاریکی رفع کرتا ہے اُسوقت وہ اپنے اصلی مقام پر پہنچتا ہے اور دیکھتا ہے کہ رات کو میں کہاں پھرتا تھا یعنی اب اوسے کسی کی رہنمائی کی ضرورت نہیں رہتی۔

श्रुति विप्रति पन्नाते यदा स्थास्यति निश्चला ॥
समाधाव चला बुद्धिस्तदा योग मवाप्स्यसि ॥५३॥

حرکت خیال کا ساکن ہونا یوگ ہے	(۵۳) جب تیری پریشان قوت متخیلہ سکون پائے گی اور عقل محویت میں قایم ہو جائے گی اوسوقت تجھے یوگ کی حالت میسّر ہو گی۔

جب تری یکسو توجہ کو سکوں ہو جائے گا		عقل گم ہو جائیگی دیدار ہو گا ذات کا

مقولہ کبیر صاحب

شرت کھنڈن اکتر کرہی سادھنا جان ۔ شرت اکتا ہوئے جب پاوے پدنربان

اِس شغل کو عارفوں نے شرتی سادھنا کہا ہے **شرتی** کے لفظ سے وہ قوت اِنسان مُراد ہے جو خیال کو روک سکتی ہے اور من جس کا روپ یعنی صورت اور پران ادھشٹان یعنی مسکن ہے اور سادھنا کے معنی شغل ہیں یہ سانکھہ یوگ کا طریقہ ہے جس میں قوت متخیلہ اور عقل بذریعہ تپن کے ساکن ہو جاتے ہیں اِسمیں کوئی عمل یا فعل نہیں کرنا پڑتا اور یہی جزو سے کُل ہونیکا طریقہ ہے

گیان یوگ کے طریقہ کا بیان جو منتر ۳۹ سے شروع ہوا تھا یہاں ختم ہوا ہے جب تک عقل روشن کے وسیلہ سے انسان منزل مقصود پر نہ پہونچے تب تک ان منتروں کے معنی حاصل ہونا مشکل ہے کہ یہ رموز بہت ہی باریک ہیں اور مشاہدہ چاہتے ہیں۔

अर्जुन उवाच

स्थित प्रज्ञस्य का भाषा समाधिस्थस्य केशव ॥
स्थितधीः किं प्रभाषेत किमासीत व्रजेत किम् ॥५४॥

یوگ کی شناخت

ارجن کا سوال (۵۴) جو شخص عقل ساکن رکھتا ہے اور محویت کیحالت میں ہے اے کرشن اوسکی کیا شناخت ہے ساکن عقل رکھنے والا انسان کیونکر بولتا بیٹھتا اور چلتا ہے۔

عارف کامل کی کیا پہچان ہے بتلائے +		بول چال اور طرز بود و باش کو سمجھائے

اب ارجن دریافت کرتا ہے کہ یوگی اور عام آدمی کی حالتیں بلحاظ گفت و شنود اور نشست و برخاست کیا فرق ہوتا ہے یعنی عارف کے برتاؤ اور طریقہ بود و باش میں کیا خصوصیت ہوتی ہے یہ خیال اوس کا آج کل کی عقل کے موافق تھا یعنی وہ سمجھتا تھا کہ یوگی کا برتاؤ عوام سے مختلف ہوگا اور اوسمیں کوئی خاص اور عجیب بات ہوگی۔

श्री भगवानुवाच

प्रजहाति यदा कामान्सर्वान्पार्थ मनोगतान् ॥
आत्मन्येवात्मना तुष्टः स्थितप्रज्ञस्तदोच्यते ॥५५॥

یوگی خیال کی حرکت کو روک کر ذات میں مسرور رہتا ہے

شری بھگوان کا جواب (۵۵) اے ارجن جب انسان سب دل کی خواہشوں سے آزاد اور اپنی ذات میں مسرور و محو ہو جاتا ہے تب وہ ساکن عقل رکھنے والا کہا جاتا ہے۔

اوس کی ساکن عقل ہے جو ذات میں مسرور ہے		جس کے دل سے دونوں عالم کی تمنا دور ہے

جس نے اپنے دل سے دُنیا و عقبیٰ کی تمنا دور کی ہے اور جو اپنی ذات کو پہچانکر اوسی میں محو اور مسرور ہے اور نفس کی آمد و شد پر نظر رکھتا ہو وہی عارف ہے جو انسان الہٰ سے ۲۵ منتر تک کی ضمیر کو سمجھکر اوسپر کاربند ہو اوس کی عقل غیر متحرک سمجھنی چاہئے ورنہ جاہل اور عارف میں کوئی جسمانی فرق نہیں ہوتا۔

दुःखेष्व नुद्विग्न मनाः सुखेषु विगत स्पृहः॥
वीत राग भय क्रोधः स्थित धीर्मुनि रुच्यते ॥५६॥

(۵۶) جو دکھ کا اندیشہ نہیں کرتا اور سکھ کی تمنا نہیں رکھتا اور اُلفت اور خوف غصہ سے بری ہو وہ ساکن عقل رکھنے والا عارف کہا جاتا ہے۔	بیم و رجا سے آزاد ہو جاتا ہے

ہے وہ عارف جس کو غصہ شوق اور نفرت نہیں		رنج سے کلفت نہیں آرام سے اُلفت نہیں

انسان کی حیات میں سکھ دکھ سردی و گرمی نفع و نقصان لازمی ہیں عارف وہی ہے جو اُن کے پیش آنے کے خیال سے رنجیدہ اور خوش نہیں ہوتا۔

यः सर्वत्रा ऽनभिस्नेह स्तत्तत्प्राप्य शुभा ऽशुभम्॥
ना ऽभिनंदति न द्वेष्टि स्थित प्रज्ञास्त दोच्यते ॥५७॥

(۵۷) جو سب سے بے تعلق رہتا ہے اور نیکی و بدی کے پیش آنے پر خوشی اور رنج نہیں کرتا اوس کی عقل ساکن ہے۔	ایک سی حالت رکھتا ہے

شادی اور غم سے بیغش جسکو مسرت اور ملال		سب سے جو بے لوث ہے وہ آدمی ہو باکمال۔

تعلقات دُنیوی سے جو رنج اور خوشی کے سامان پیدا ہوں اون کا اثر جو شخص اپنی ذات پر نہیں مانتا اوس کی عقل سلیم اور غیر متحرک ہے۔

رباعی

قومے بہ تمنائے زر و مال خوش اند		برخے بہ تماشائے خط و خال خوش اند
بیدل ہمہ را بحال بدے بینم		خوش حال کسانکہ بہر حال خوش اند

यदा संहरते चायं कूर्मोऽङ्गानीव सर्वशः ॥
इंद्रियाणींद्रियार्थेभ्य स्तस्य प्रज्ञा प्रतिष्ठिता ॥५८॥

اوسکی کیفیت مثل کچھوے کے ہے

(۵۸) جب یہ مثل کچھوے کی جو کہ داہنے، عضووں کو چاروں طرف (سے سمیٹ لیتا ہے) حواس کو محسوسات سے ہٹا لیتا ہے۔ تب اوس کی عقل ساکن کہی جاتی ہے۔

اپنے اعضا کو چھپا لیتا ہے کچھوا جس طرح	حس و محسوسات سے بچتا ہے عارف اس طرح

شرتی سادھنا میں عارف کی کیفیت مثل کچھوے کے ہوتی ہے یعنی جب شرتی قاعدے سے رکتی ہے تب اوسکے حواس سمٹ کر بے حرکت ہوجاتے ہیں۔

विषया विनिवर्तंते निराहारस्य देहिनः ॥
रस वर्ज्जं रसोप्यस्य परं दृष्ट्वा निवर्तते ॥५९॥

حواس کو قابو میں لانے سے ترک لذات کی لذت ملتی ہے

(۵۹) (حواس کو) غذا نہ دینے والے انسان سے محسوسات دور ہوجاتے ہیں اور برتر از صفات ذات نامتناہی کے مشاہدہ کرنے پر اون کی طلب بھی اوسکے دل سے جاتی رہتی ہے۔

ضبط سے قابو میں آتے ہیں حواس انسان کے	شوق مٹتا ہے اون کا ذات کے دیدار سے

محسوسات حواس کی غذا ہیں جب شاغل شرت سادھنا کے قاعدے سے حواس کو سمیٹتا ہے تب حواس کے افعال قابو میں آجاتے ہیں اور اُن کی وہ کشش جو محسوسات کی طرف ہوتی ہے جاتی رہتی ہے یعنی اون کے ساتھ تعلق نہیں رہتا جب شاغل کو نور ذات چشم باطنی سے نظر آتا ہے اوس وقت جو مسرت حاصل ہوتی ہے۔ اوس کے مقابلہ میں نفسانی لذات ہیچ معلوم ہوتی ہیں یعنی اوسے محسوسات کی طرف جو شوق و رغبت کہ پیشتر تھے نہیں رہتے۔

	شعر	
اگر لذتِ ترک لذت بدانی		دگر لذتِ نفس لذت نخوانی

यततो ह्यपि कौंतेय पुरुषस्य विपश्चितः ॥
इंद्रियाणि प्रमाथीनि हरंति प्रसभं मनः ॥ ६०॥

حواس کی کشش اگر احتیاط نہ کیجائے تو عارف کو عقل سلیم سے بے بہرہ کردیتی ہے	(۶۰) اے ارجن مفسد حواس شغل کرنیوالے عارف کے دل کو بھی زبردستی کھینچ لیتے ہیں۔

کھینچتے ہیں شاغلوں کے دل کو بھی مفسد حواس		بس میں آجاتے ہیں اُنکے اچھے اچھے خود شناس

اگر شہرت سادھنا کرنے والے عارف اپنے حواس کو اچھی طرح نہ روکیں تو وہ حواس اونکے دلپر بھی قابو پاجاتے ہیں اور اونکے مشاہدہ کا حجاب ہو جاتے ہیں۔

तानि सर्वाणि संयम्य युक्त आसीत मत्परः ॥
वशेहि यस्येंद्रियाणि तस्य प्रज्ञा प्रतिष्ठिता ॥ ६१॥

پس یوگی حواس کو عقل سلیم کے طابع رکھتا ہے	(۶۱) جو اون سب کو قابو کرکے میری (ذات نامتناہی) کے اوراک میں مصروف رہتا ہے۔ اور جس کے قابو میں حواس آگئے ہیں

اوس کی عقل ساکن ہے۔

اون کو تو مغلوب کر طالب ہو میری ذات کا		عارفِ کامل ہے جس نے اُنکو بس میں کرلیا

ضبط حواس سے یہ مُراد نہیں ہے کہ اِنسان آنکھ۔ کان اور ناک وغیرہ کو بند کرلے اور اون کی بند کرنے کی ضرورت بھی نہیں ہے مطلب یہ ہے کہ قوت متخیلہ جس کے مطیع سب حواس ہیں فعل میں آغشتہ نہو یعنی اوس کا شوق فعل کی جانب نہو۔

ध्यायतो विषयान् पुंसः संगस्ते षूप जायते ॥
संगात्संजायते कामः कामात् क्रोधोऽभिजायते ॥ ६२॥
क्रोधाद्भवति संमोहः संमोहात्स्मृति विभ्रमः ॥

स्मृतिभ्रंशा द्बुद्धिनाशो बुद्धिनाशात्प्रणश्यति ॥६३॥

سو کھشیم اور استھول پدارتھ یا مندہی کے اسباب ہیں۔

(۶۳) محسوسات کی طرف توجہ کرنیوالے انسان کو ان سے تعلق ہو جاتا ہے۔ تعلق سے خواہش پیدا ہوتی ہے خواہش سے غضب پیدا ہوتا ہے۔ غضب سے تیرگی پیدا ہوتی ہے تیرگی سے سہو پیدا ہوتا ہے۔ سہو سے عقل ضائع ہوتی ہے عقل کے زایل ہو جانے سے زوال آتا ہے۔

آدمی کو جب خیال آتا ہے محسوسات کا جوش کا ثمرہ ہے غفلت سہو غفلت کا مآل	شوق خواہش اور غصہ باندھتے ہیں سلسلہ سہو سے ہوتی ہے تیرہ عقل آتا ہے زوال

اِس دھیا کے ۱۴ منتر میں ماترا سپرش کا جو مجمل ذکر ہوا تھا اوس کی اِن دونوں منتروں میں تشریح کیجاتی ہو جب تک اِنسان سُرت سادھنا کا طریقہ نہ جانتا ہو یعنی جب تک اِنسان کی سُرت کا الحاق عِلم ذات کے ساتھ نہو وہ صِفات کی طرف رجوع کرتی رہتی ہے۔

اوّل اوس کا تعلق سمان وایو سے ہوتا ہے جو صفت اکاس یعنی خلا کی رکھتی ہو۔

دوم پران وایو سے جو ہوا کا خزانہ ہے الحاق ہونے پر خواہش تولید پاتی ہے۔

سوم تعلق اور خواہش اپان وایو یعنی مادہ حارّہ سے ملکر غضب پیدا کرتے ہیں

چہارم اِن تینوں کا ویان وایو یعنی مادہ باردہ سے اِتصال ہونے پر تیرگی ظہور پاتی ہو

پنجم۔ اِن چاروں کے اودان وایو یعنی مادہ خاکی سے ملنے پر شکل پیدا ہو کر پندار غالب ہو جاتا ہے پندار کے غلبہ میں عقل سلیم تیرہ ہو جاتی ہے اور اپنے آپ کو نہیں پہچانتی یہ حالت قابل افسوس ہے اِس منتر میں لطافت سے کثافت کی طرف آتما کے نزول کی صورت جسطرح پر واقعی ہے دکھائی گئی ہے۔

राग द्वेष वियुक्तैस्तु विषयानिंद्रियैश्चरन् ॥
आत्म वश्यैर्विधे यात्मा प्रसाद मधि गच्छति ॥६४॥

قوت تخیلہ کو افعال حواس سے علیحدہ کرنا آزادی کا ذریعہ ہے

(۶۴) جو بشر رغبت اور نفرت کو حواس سے علیحدہ کرکے اور حواس کو اپنے قابو میں رکھکر محسوسات میں اونہیں لگاتا ہوا ذات میں مصروف رہتا ہے وہ سرور ابدی پاتا ہے۔

شوق و نفرت ترک کرکے حس و محسوسات کا		دیکھتے ہیں اہل دل جلوہ سرور ذات کا۔

زندگی میں حواس اپنے فعل سے عاری نہیں رہ سکتے پس عارف اِن کے ترک واخذ دونوں سے کنارہ کرکے ذات میں مسرور رہتا ہے گو حواس کا محسوسات سے تعلق رہے یعنی وہ اپنا فعل متعلقہ کیا کریں تاہم وہ اوپر توجہ نہیں کرتا اور توجہ کی نہونے سے وہ غالب نہیں ہو سکتے جب اون کی طرف توجہ ہو جاتی ہے تب وہ غالب ہو جاتے ہیں جیسے کوئی بیگاری کسی کا کام کرتا ہے اور اوسکے نفع و نقصان سے تعلق نہیں رکھتا ویسے ہی عارف حواس کے فعلوں کو بیگار سمجھکر کرتا ہے مگر بیگار نہیں ہو سکتا۔

प्रसादे सर्वदुःखानां हानिरस्यो पजायते ॥

प्रसन्न चेतसो ह्यासु बुद्धिः पर्यवतिष्ठति ॥६५॥

سرور سے غم کا ہش جاتی رہتی ہے اور عقل آرام خالص میں قایم ہو جاتی ہے

(۶۵) حالت سرور میں اوس کے سب رنج مٹ جاتے ہیں جو مسرور ہوتا ہے اوس کی عقل جلد قایم ہو جاتی ہے۔

دور ہو جاتی ہیں دل سے کیف میں سب کاہشات		جو ہوا مسرور اسکی عقل پاتی ہے ثبات

کیف کی یہ اعلیٰ منزل مُدت سادھنا کے بعد حاصل ہوتی ہے زبان کو اُسکے بیان کی طاقت نہیں۔

नास्ति बुद्धिरयुक्तस्य नचा युक्तस्य भावना ॥

नचा भावयतः शांति रशांतस्य कुतः सुखम् ॥६६॥

یقین کے بغیر آرام و قرار میسر نہیں ہو سکتا

(۶۶) جو شاغل نہیں ہوتا اوس کی نہ تو عقل (قائم) ہوتی ہے اور نہ اوسکو الوہیت کا دیدار ہوتا ہے جسکو دیدار نصیب نہیں اوسکو تسکین نہیں جسکو تسکین نہیں اوسے آرام کہاں۔

عقل و عرفان سے وہ بے بہرہ ہے جو شاغل نہیں		اوسکو اطمینان اور اصلی خوشی حاصل نہیں

جو ہرت سادھنا کا شاغل نہیں اوس کی عقل کا سلیم ہونا ممکن نہیں اور وہ ذات نامتناہی کا جلوہ نہیں دیکھہ سکتا جب تک مشاہدہ باطنی ہو قرار و اطمینان کی صورت ہرگز پیدا نہیں ہوتی یعنی جب تک شکوک اور واہمات رفع ہوں انسان حالت زندگانی میں آرام نہیں پاتا

इंद्रियाणां हि चरतां यन्मनो ऽनुविधीयते ॥

तदस्य हरति प्रज्ञां वायुर्नावमिवांभसि ॥६७॥

شغل کے بغیر حواس عقل کو پریشان کر دیتے ہیں	(۶۷) جب انسان کا دل فعل کرتے ہوئے حواس کی طرف جاتا ہے تب حواس اوسکی عقل کو اسطرح بہا لیجاتے ہیں جیسے ہوا دریا میں کشتی کو

جب طرف لذات کے جاتا ہے دل انسان کا		کشتی دانش پہ ہوتا ہے سماں طوفان کا۔

حواس دلکو کھینچکر محسوسات کی طرف لیجاتے ہیں اگر دل کی نظر اون کی طرف ہوتی ہے حواس کی آندھی دل کی کشتی کو محسوسات کے طلاطم میں ڈالدیتی ہے مرد دانا کو چاہیے کہ وہ اوس کشتی کو ملاح کیطرح قابو میں رکھے اور بہنے نہ دے آندھی کا چلنا توفعل قدرت ہے

तस्माद्यस्य महाबाहो निगृहीतानि सर्वशः॥

इंद्रियाणींद्रियार्थेभ्य स्तस्य प्रज्ञा प्रतिष्ठिता ॥६८॥

پس حواس کو قابو میں اور اعتدال پر رکھنا واجب ہے	(۶۸) پس اے ارجن جسنے حواس کو محسوسات کی طرف جانے سے بخوبی روک لیا ہے اوس کی عقل ساکن ہے۔

اسلیئے ارجن اوسے عارف سمجھنا چاہیے		اپنے دل پر ہو جو قادر ترک محسوسات سے

محسوسات کی طرف حواس کی کشش کا ہونا انسانکے سکون دلمیں خلل انداز ہوتا ہے لہذا انسانکو حواس کے افعال ضبط کیساتھ کرنے چاہئیں اسطرح پر انکی کوشش کارگر نہیں ہوتی طریقہ ضبط کی تشریح اوپر کی نثر میں ہو چکی ہے

या निशा सर्व भूतानां तस्यां जागर्ति संयमी ॥

यस्यां जाग्रति भूतानि सानिशा पश्यतो मुनेः ॥६९॥

عقل سلیم رکھنے والے کی زندگانی

(۶۹) جو سب اِنسانوں کی رات ہے اوسمیں عارف جاگتا ہے۔ جسمیں اِنسان جاگتے ہیں وہ عارف دوربین کے لئے رات ہے۔

روز روشن عارفوں کا جاہلوں کی رات ہے | جاہلوں کا روز روشن عارفوں کی رات ہے

عوام الناس جو حواس کے وسیلہ سے عالم ظاہری میں بدل مصروف ہیں اُنکے واسطے عالم بطون مثل شبِ تار ہے مگر عارفوں کا وہ دراصل دن ہے اور جس عالم ظاہری کو عوام دن سمجھتے ہیں عارف اوسکو اندھیری رات خیال کرتے ہیں جاہل صفات کے عالم سے باخبر ہیں اور ذات کے عالم سے بے خبر۔ عارف ذات کے عالم میں ہوشیار ہیں اور صفات کے عالم سے بے پرواہ سُرت کا حواس سے تعلق ہونا عارفوں کی رات ہے سُرت کا ذات میں محو رہنا عارفوں کا روز روشن ہے۔

आपूर्यमाण मचलप्रतिष्ठं समुद्रमापः प्रविशंति यद्वत्॥
तद्वत्कामायं प्रविशंति सर्वे सशांति माप्नोतिन कामकामी ॥७०॥

عارف مثل بحرِ محیط کے بے حرکت اور ساکن رہتا ہے۔

(۷۰) جس طرح دریا لبریز اور بے حرکت سمندر میں غائب ہو جاتے ہیں اوسی طرح سب خواہشیں جس اِنسان کے دلمیں غائب ہو جاتی ہیں وہ حالت اطمینان کی پاتا ہے لذات کی خواہش رکھنے والیکو یہ بات نصیب نہیں ہوتی

جیسے دریا آکے ملجاتے ہیں ساکن بحر میں عیش و راحت سے بسر ہوتی ہے اُس کی زندگی | محو ہو جاتی ہیں جسکی دلکی ساری خواہشیں طالبِ دُنیا و دین سے دور ہے آسودگی۔

اِنسان حالت کیف میں علم ذات کو مثل بحر محیط لبریز اور ساکن پاتا ہے اور اُس کی تمام خواہشیں دریاؤں کے مانند اوس بحر محیط میں معدوم ہوتی نظر آتی ہیں۔ یہ ادراک اِنسانی انتہائی مقام ہے دُنیا اور عقبیٰ کے طالب اِس سے محروم رہتے ہیں۔

विहाय कामान्यः सर्वान्पुं मांश्च रतिनिः स्पृहः॥
निर्ममो निरहंकारः सशांति मधि मच्छति ॥७१॥

ترک خواہش سے یہ مقام ملتا ہے	(۷۱) جو اِنسان خواہشوں کو چھوڑکر بغیر کسی خواہش کے فعل کرتا ہی اور تعلق قلبی اور پندار سے آزاد ہو جاتا ہی وہ حالت اِطمینان پاتا ہے -

رغبت و نفرت کا مفروضہ تعلق چھوڑ کر		فعل بے خواہش سے اِطمینان پاتا ہے بشر

جو ان تینوں شرطوں کو پورا کرے وہی سرورِ اَبدی پاسکتا ہے جو لوگ حواس کے فعل سے مغلوب ہو جاتے ہیں اونکی توجہ کا اس علم کیطرف ہونا محال ہے -

एषा ब्राह्मी स्थिति: पार्थ नैनां प्राप्य विमुह्यति ॥

स्थित्वाऽस्यामंत कालेपि ब्रह्म निर्वाण मृच्छति ॥७२॥

یہ مقام انتہائی مراتب ادراک اِنسانی ہے جہاں غفلت و نادانی باقی نہیں رہتی	(۷۲) ارجن یہ برہم کا مقام ہی اِسکو پاکر انسان غفلت میں گرفتار نہیں ہوتا اور آخری وقت بھی اِسمیں قایم رہنے سے برہم کا وصال پاتا ہے -

معرفت کی کیف میں ہوتی ہی نادانی فنا		زندگی اور موت میں عارف کا حصّہ ہی بقا

اوپر کے منتر میں جو حالت کیف بیان کی گئی ہے وہی برہم کا مقام ہی اوسکے حاصل کرنے سے سارے عقدے اِنسان کے وا ہو جاتے ہیں اور وہ اپنی زندگی میں جزو سے کل ہو جاتا ہی اور دمِ واپسین تک ذات میں مستغرق رہکر جزو سے کل ہو جاتا ہے یعنی اپنی زیست میں اور بعد از مرگ ایک ہی صورت پر رہتا ہے -

इति श्री भगवद्गीता सूपनिषत्सु ब्रह्म विद्यायां योग शास्त्रे श्री कृष्णार्जुन संवादे सांख्य योगो नाम द्वितीयोऽध्याय: ॥२॥

شری بھگوت گیتا کے مخفی برہم ودیا کے طریقت کے بارہ میں کرشن اور ارجن کی گفتگو کی دوسری ادھیا موسوم بہ سانکھ یوگ ختم ہوئی -

دوسری ادھیا میں سانکھ یعنی علمِ حقیقت کا لُبِ لُباب درج ہی اگلے ادھیا میں اسی ضمیر پر مبنی ہیں اور اسی کی تفسیر ہیں دوسری ادھیا کے اصول چاروں دیدوں اور چھئوں

شاستروں کا عطر ہیں اگرچہ وید اور شاستر وغیرہ کا مضمون بغیر مطالعہ کے کامل طور پر دریافت نہیں ہو سکتا مگر چونکہ اکثر اشخاص کو اون کی بابت بہت ہی کم واقفیت ہے اسلئے اُن کے خلاصہ اُصول کا ذیل میں درج کرنا بیکار نہو گا۔

چار وید

اوّل رگ وید ہے۔ اس کا پرگیانم آنند برہم مہاواک ہے اور اُصول اونکار کی سادھنا ہے
دوسرا یجر وید۔ اس کا اہم برہم آسمی مہاواک ہے اسمیں اونکار کے عملی طریقوں کا بیان ہے
تیسرا سام وید۔ اس کا تت توم اسی مہاواک ہے اسمیں اشٹانگ یوگ اور عشق کی طریقت کا بیان ہے اور علم موسیقی داخل عبادت ہوا ہے۔
چوتھا اتھرون وید۔ اس کا ایم آتما برہم مہاواک ہے اسمیں توحید و عرفان کا بیان ہے
یہ چاروں وید رشیوں یعنی عارفان گذشتہ کے کلمات ہیں جو کسی وقت میں قلمبند کئے گئے ہیں ابتدائے زمانہ میں اِن کا علم عارفوں کے سینہ میں تھا اور وہ سینہ بسینہ منتقل ہوتا تھا یعنی بذریعہ سماعت کے شاگرد کو گرو سے حاصل ہوا کرتا تھا۔ جیسا کے لفظ شرتی سے بھی ظاہر ہوتا ہے جب سامان وقت سے شرتیاں تعداد میں بہت ہو گئیں اور اونکا حافظہ میں رکھنا مشکل ہو گیا تب وہ وقتاً فوقتاً مکتوب ہو کر چار وید موسوم ہوئیں شرتی وہ کلام ہے جو حالت اِشراق میں عارفوں کی زبان سے نکلا ہے۔
چاروں ویدوں کا ایک وقت میں مکتوب ہونا پایا نہیں جاتا۔ گو وہ علم کسی وقت کلام اور تحریر میں آیا ہو حقیقت اوس کی اناد ہے یعنی کال اور دیش میں محدود نہیں ہے اوپنشد وید کے علم الوہیت کا انتخاب ہے سمرتی کے معنی حافظہ ہیں سمرتی وہ کلام ہے جس نے قوت حافظہ سے ترتیب پائی ہے شرتی کی شہادت صرف بطون میں مل سکتی ہے سمرتی کی شہادت حواس سے مل سکتی ہے سمرتی میں چھ شاستر یعنی فلسفہ۔ پران اور اپ پران وغیرہ شامل ہیں جنکو عالموں نے وقتاً فوقتاً وید کی تشریح و تفسیر میں تحریر کیا تھا:

(۱) نیائے شاستر کے مصنف گوتم رشی تھے - اس فلسفہ نے مایا - ایشر اور جیو تین وجود مانے ہیں اور ان تینوں کو دلائل انادی ثابت کیا ہے -

(۲) میمانسا دو ہیں - پورو - اور اُتر - پورو میمانسا جیمنی رکھیشر کا کلام ہے اتر میمانسا شری وید ویاس جی کی تصنیف ہے پہلا میمانسا مانتا ہے کہ کرم یعنی فعل سے عالم کا ظہور ہوا ہے اور وہ کرم روپ یعنی بصورت فعل ہے اور اوس کا کرم ہی میں انجام ہوگا دوسرا میمانسا ویدانت کے اُصول کے موافق کرم کا وجود پرکرتی یعنی قدرت سے بنا تا ہے -

(۳) وسے شک شاستر کنادرشی کی تصنیف ہے اس میں کال یعنی وقت کا سب پر غالب ہونا ثابت کیا ہے یعنی سارا عالم کال سے ظہور پاتا ہے اور کال میں فنا ہو جاتا ہے -

(۴) پاتنجل شاستر مہامنی پاتنجلی کی تصنیف ہے اسمیں اشٹانک یوگ کو ذات میں وصل ہونے کا ذریعہ ثابت کیا ہے اور اوسیکو سدہانت مانا ہے -

(۵) سانکھہ شاستر کپل مہامنی کی تصنیف ہے یہ مرتاض اور کمال درجہ کے فاضل ہوئے ہیں اور انھوں نے پورش کو پرکرتی سے علیحدہ مانا ہے پورش کو ذات پاک اور بے لوث کہا ہے اور سب عالم کا نمود پرکرتی سے تسلیم کیا ہے پورش کو شخص اور پرکرتی کو اوس کا سایہ کہا ہے اس فلسفے کے اُصول سمجھنے میں بوجہ کم فہمی بہت غلطیاں واقع ہوئی ہیں چونکہ کلام اعلیٰ ہے اور اوس کے سمجھنے کے واسطے فکر رسا درکار ہے اس کے جاننے والے اور پیروی کرنیوالے اب ہندوستان میں بہت کم ہیں -

(۶) ویدانت اعلیٰ درجہ کا فلسفہ سری وید ویاس رشی کا کلام ہے یہ توحید خالص اور انتہائی ادراک انسانی ہے برہم سوتر میں جو انہیں کی تصنیف ہے ویدانت کے اُصول بدلائل ثابت کئے گئے ہیں - نیائے ایشر اور مایا کو انادی بیان کرتا ہے اور دونوں کو عقل ظاہر کرتی ہے اور حواس اوسکی شہادت دیتے ہیں -

میمانسا کرم کو سدہانت اس لئے مانتا ہے کہ بغیر فعل کے عالم کا ہونا ممکن نہیں -

وسے شک کال کو سب سے اعلیٰ مانتا ہے کیونکہ جو فعل ہوتے ہیں وہ سب وقتیا میں محدود ہیں پاتنجل یوگ کو سب سے اعلیٰ سمجھتا ہے یوگ کے معنی وصل ہیں چونکہ فضل اگیان سے ہوا ہے وصل ضروری ہے گویہ چاروں فلسفہ مختلف ثبوت ذات ناتناہی کی دیتے ہیں مگر سب کو اوسکی ہستی بحث اور وحدت پر اتفاق ہے نیائے اور میمانسا میں جزوی فرق ہے دونوں کی ضمیر ایک ہی ہے وسے شک کی تحقیقات اون دونوں سے زیادہ وسیع ہے پاتنجل طریقت عشق ہے اسکا تعلق نفس وغیرہ سے ہے اور یہ فلسفہ کسی وقت میں بہت ترقی پر تھا فی زمانہ اس کے عامل کا ملنا دشوار ہے۔ سانکھیہ عالم ظاہری کا وجود واجب الوجود سے بتلاتا ہے اور بغیر حاصل کئے اس علم کے شکوک دل سے رفع نہیں ہوتے۔

ویدانت اعلیٰ درجہ کا فلسفہ ہے اور فہم ذکی اور طبع رسا چاہتا ہے فہم کے تنگ کاسہ میں یہ بحر محیط سما نہیں سکتا کوئی علم اسوقت ذات کے ادراک کیواسطے اس سے بہتر نہیں ہے ویدانت کے لغوی معنی ہیں علم کی انتہا۔ یعنی وہ فلسفہ جس میں علمی تحقیقات ختم ہو اور محویت شروع ہو محویت سے بلند کسی فلسفہ نے کوئی درجہ بیان نہیں کیا۔ ویدانت واجب الوجود کو اول وآخر ظاہر باطن ثابت کرتا ہے اوپنشدوں میں وید کے علمی رموز یعنی توحید و عرفان حکایتوں کے پیرایہ میں ظاہر کئے گئے ہیں باون اوپنشدوں کا ترجمہ شاہزادہ محمد دارا شکوہ نے فارسی میں کیا ہے بعض بیانات سے ایکسو ساٹھ اوپنشدوں کا ہونا پایا جاتا ہے مگر وہ سب اسوقت ہند میں دستیاب نہیں ہو سکتے اوپنشد کے معنی اسرار مخفی ہیں پرانوں اور اپ پرانوں میں حکایات اور روایات درج ہیں جنکے معنی کامل طور پر اور بدلائل ثابت کرنے مشکل ہیں بعض میں عالی خیالات ظاہر کئے گئے ہیں چنانچہ وشنو پران بہت اعلیٰ درجہ کے علم معقولات پر مبنی ہے جس کے رموز و استعارات کو آجکل کے علما نہیں جانتے اور ایسے معنی بیان کرتے ہیں جن سے سامع کی تشفی نہیں ہوتی اور طرح طرح کے اعتراض پیدا ہوتے ہیں۔

تیسری ادھیا کرم یوگ ۳ ۴۳ منتر

अर्जुन उवाच – ज्यायसी चेत्कर्मणस्ते मताबुद्धिर्जनार्दन ॥
तत्किं कर्मणि घोरे मां नियोजयसि केशव ॥१॥

ارجن کرشن جی کی ضمیر کو نہ سمجھ سکا

ارجن کا سوال (۱) اے جناردن اے کرشن جو آپکی رائے میں فعل پر علم فضیلت رکھتا ہی تو پھر آپ مجھے کثیف کام کی کیوں ہدایت کرتے ہیں

آپ دیتے ہیں فضیلت علم کو اعمال پر		ساتھ ہی کہتے ہیں مجھ سے بے محابہ جنگ کر	

ارجن گیان کو کرم پر سبقت دینے اور جنگ کرنے کی ہدایت کو دو مخالف امر سمجھا دراصل فعل کرنا گیان یوگ کے خلاف نہیں ہی بلکہ مطابق ہی آگے ظاہر کیا جائیگا کہ فعل قدرت سے سرزد ہوتے ہیں ذات اون سے مبرا اور بے لوث رہتی ہے۔

व्यामिश्रेणेव वाक्येन बुद्धिं मोहयसीव मे ॥
तदेकं वदनिश्चित्य येन श्रेयो ऽहमाप्नुयाम् ॥२॥

سمجھنا چاہتا ہے

(۲) آپ کا متضاد کلام میری سمجھ میں نہیں آتا آپ ایسی ایک بات صاف طور پر کہئے جس سے کہ میری بھتری کی صورت پیدا ہوتی ہو۔

عقل چکرانے لگی سنکر یہ جملے آپکے۔		مجھکو بھبودی کا سیدھا راستہ دکھلائے	

ارجن ترک تعلق فعل اور ترک فعل میں تمیز نہ کرسکا پس اوس نے یہ سوال پیش کیا ہی

श्री भगवानुवाच – लोकेऽस्मिन् द्विविधानिष्ठा पुराप्रोक्ता मया
नघ ॥ ज्ञान योगेन सांख्यानां कर्म योगेन योगिनाम् ॥३॥

گیان یوگ اور کرم یوگ وصال ذات کے دو مختلف طریقے ہیں جو کہ زمانہ قدیم سے چلے آرہے ہیں

شری بھگوان کا جواب (۳) اے بیگنہ میں اوپر بیان کرچکا ہوں کہ اس عالم میں دو قسم کے عقیدے ہیں عارفوں کا گیان یوگ اور جو کرم کے پابند ہیں اونکا کرم یوگ

دو طرح کی زندگانی میں نے بتلائی ابھی		ایک تو اعمال کی اور دوسری عرفان کی	

دوسری ادھیائے ۳۹ سے منتر تک گیان یوگ کے اصول کا اور ۴۰ سے آخر منتر تک اوسکے عملی طریقے کا بیان ہوا ہے اور درمیان کے ۴۲ و ۴۳ و ۴۴ و ۴۹ منتروں میں کرم کی بابت رائے ظاہر کیگئی ہے شایقین ان دونوں عقیدونکے فرق کے سمجھنے کیلئے مذکورہ بالا منترونکو ملاحظہ کریں

नकर्मणा मनारंभा न्नैष्कर्म्यं पुरुषो ऽश्नुते ॥
न च सन्य सनादेव सिद्धिं समधि गच्छति ॥४॥

ترک افعال ناممکن اور لا حاصل ہے	(۴) نہ تو انسان افعال کے ترک کرنے سے افعال سے بریت پاتا ہے اور نہ وہ ترک افعال سے مطلوب کو پاتا ہے۔

محض بیکار آدمی کی زیست ہے امر محال ۔ محض بیکاری سے کوسوں دور ہے کسب کمال

حواس کے فعل روکنے سے نہیں رک سکتے ہیں علاوہ بریں اونکے روکنے سے کوئی مطلب حاصل نہیں ہوسکتا پس اونکے روکنے کی کوشش کرنا فعل عبث ہے۔

नहि कश्चित्क्षण मपि जातु तिष्ठत्य कर्म कृत् ॥
कार्यते ह्यवशः कर्म सर्वैः प्रकृति जैर्गुणैः ॥५॥

انسان کو افعال سے ایک لمحہ بھی مفر نہیں ملتا	(۵) کوئی کبھی ایک لمحہ بھر بھی فعل سے خالی نہیں رہتا۔ قدرتی خاص اپنے زور سے سب فعل کراتے ہیں۔

فعل سے فارغ نہیں ہوتا ہے کوئی لمحہ بھر ۔ فطرتاً مجبور ہے انسان صدورِ فعل پر

انسان کی زندگانی میں ایک لمحہ بھی ایسا نہیں گذرتا ہے جسمیں اوسکے حواس کی قوتیں فعل نہیں کرتیں یہ تمام افعال قدرت سے سرزد ہوتے ہیں اسلئے انکا روکنا احکام قدرت کی مخالفت کرنا ہے

कर्मेन्द्रियाणि संयम्य य आस्ते मनसा स्मरन् ॥
इन्द्रियार्थान् विमूढात्मा मिथ्या चारः स उच्यते ॥६॥

کرم یوگ کا طریقہ اونی ہے کہ اسمیں افعال دلی تعلق کیساتھ کئے جاتے ہیں	(۶) جو کم عقل حواس افعالی کو روک کر دل سے محسوسات کا خیال کرتا رہتا ہے اوسے گمراہ کہنا چاہیے۔

ضبط کے دہوکے میں جو شایق ہی محسوسات کا
وہ ہی نادان اور اُسے گمراہ کہنا ہی بجا

چونکہ کان آنکھ ہاتھ پاؤں وغیرہ کے لازمی افعال کے ترک کرنے پر بھی خیالات محسوسات کی طرف جانے سے نہیں رُکتے یعنی طبیعت کا شوق محسوسات کی طرف بدستور رہتا ہی اس لیے اونکے ترک کرنیکی کوشش حماقت ہے۔

यस्त्विंद्रि याणि मनसा नियम्या रभते ऽर्जुन ॥
कर्मेंद्रियैः कर्म योग मसक्तः सविशिष्यते ॥७॥

گیان یوگ اعلیٰ درجہ رکھتا ہی کہ فعلوں کو بے تعلقی کیساتھ کرنا اُس کا اُصول ہی

(۷) اے ارجن جو حواس افعالی کو دل کے تابع رکھکر اون سے لازمی افعال بے تعلق ہوکر کرتا ہی وہ اعلیٰ ہے۔

جس نے اپنے دل کے بس میں کرلئے سارے حواس
فعل کرتا ہے مگر آزاد ہی وہ خود شناس

حواس افعالی کو دل کے تحت میں رکھکر اون سے کام لینا حواس کے ضبط کرنے سے بہتر ہے اِس طرح فعلوں کا کرنا اون سے بریت کیصورت پیدا کرتا ہی اور اُن کا کرنا نہ کرنے کے برابر ہو جاتا ہی یہ ہی عارفوں کا طریقہ ہے۔

नियतं कुरु कर्मत्वं कर्म ज्यायो ह्यकर्मणः ॥
शरीर यात्रापि च तेन प्रसिद्ध्येद् कर्मणः ॥८॥

بے تعلق ہوکر افعال کرنے چاہئیں۔

(۸) تو لازمی افعال کر اون کا کرنا نکرنے سے بہتر ہے اون کے ترک کرنے سے تو تیرے جسم کا قیام ناممکن ہو جائے گا۔

فرض پورا کر کہ بیکاری سی افضل کار ہی
آدمی کی زندگی بے عمل دشوار ہے

لازمی افعال کرنے چاہئیں کیونکہ اون کے کرنے سے عرف کا کوئی ہرج نہیں ہوتا اور اون کے لئے بغیر اوس کی زندگی ممکن نہیں ہوتی۔

यज्ञार्थात्कर्मणो ऽन्यत्र लोको ऽयं कर्मबन्धनः ॥
तदर्थं कर्म कौन्तेय मुक्तसंगः समाचर ॥९॥

افعال بے تعلق نفی ہوجاتی ہیں
افعال تعلق پابندی کا سبب ہے

(۹) اوس فعل کے علاوہ جو ریاض سمجھکر کیا جاتا ہے اور جتنے افعال اس دنیا میں (انسان) سے سرزد ہوتے ہیں وہ سب اسکی پابندی کا باعث ہوتے ہیں اسلئے ارجن تو افعال کو ریاض سمجھکر بے تعلقی سے کر

فعل کی زنجیر ہے دنیا فرایض کے سوا
اسلئے تو کام کر لیکن نہ اسمیں دل لگا

جو کچھ اس دنیا میں ظہور پذیر ہوتا ہے قدرت کے فعل سے ہوتا ہے عارف اس بات کو بخوبی سمجھتا ہے۔ اسلئے وہ کسی فعل کا باعث اپنی ذات کو قرار نہیں دیتا اور تمام افعال کے صدور کو قدرت سے مانکر اونہیں بے تعلقی کیساتھ کرتا ہے برخلاف اسکے جاہل قانون قدرت سے ناواقف ہونیکے باعث افعال کی پیدایش اپنی ذات سے خیال کرتا ہے اور اونہیں اختیاری سمجھتا ہے پہلے طریقے پر کاربند ہونے سے افعال سے بریت حاصل ہوتی پچھلے طریقے کی پیروی کرنیکا نتیجہ پابندی افعال ہوتا ہے اس منتر کے معنی سمجھنے کے لئے جبر و اختیار کے مسئلہ پر غور کرنا ضروری ہے۔

सह यज्ञाः प्रजाः सृष्ट्वा पुरोवाच प्रजापतिः ॥
अनेन प्रसविष्यध्व मेषवो ऽस्त्विष्टका मधुक् ॥१०॥

دراصل عمل عطیہ قدرت ہے

(۱۰) قادر مطلق نے مخلوق کو ریاض کرنیکی قوت دیکر پیدا کیا اور ہدایت کی کہ تم اسکے وسیلہ سے ترقی کرو اس سے تمہارے مطالب پورے ہونگے۔

با فرایض خلق پیدا کر کے خالق نے کہا
فرض کو انجام دو اسمیں تمہارا ہے بھلا

شروع میں بچہ کے حواس کی قوتیں اور جسمانی اعضاء کمزور اور نامکمل ہوتے ہیں بعد ازاں انسے جسقدر کام لیا جاتا ہے وہ بالیدگی اور تکمیل پاتے ہیں اور جو پہلے بچہ تہا وہ جوان کہلاتا ہے تب وہ ریاض کرکے بسر اوقات کرتا ہے اور مطالب دنیوی حاصل کرتا ہے اسیطرح باشندگان کے مجموعی ریاض اور علمی ترقی سے ملک کی بہبودی ہوتی ہے جو لوگ جسمانی ترقی کے مانع ہوتے ہیں احکام قدرت سے سرکشی کرتے ہیں اور اسکی سزا پاتے ہیں برخلاف اسکے عیش و عشرت سے قوا ضعیف ہو جاتے ہیں اور موت کا سامنا جلدی لاتی ہیں عقل سلیم کے مطیع رکھکر حواس سے کام لینا دانائی ہے اور قانون قدرت کی مطابعت ہے۔

देवान् भावयता नेनत्तेदेवा भावयंतुवः ॥

परस्परं भावयंतः श्रेयः परम वाप्स्यथ ॥११॥

(۱۱) تم اِس سے دیوتاؤں کی خدمت کرو وہ تمہیں عزت بخشینگے- کوشش باہمدگر سے تمہیں کمال درجہ کی بہبودی حاصل ہوگی-	حواس قانون قدرت کے موافق ترقی دیتا انسان کا

دیوتاؤں کو مناؤ تاکہ وہ امداد دیں :		کامیابی اتفاق رائے سے ہوگی تمہیں :	

دیوتا کوئی مجسم شے نہیں ہیں بلکہ یہی پانچ حواس چت اور بدھ سات دیوتا ہیں جسقدر ہم ریاض سے اونکی قوت کو بڑہاتے ہیں یعنی اونکو کام میں لاتے ہیں اوسی قدر وہ ہماری بہبودی کیصورت پیدا کرتے ہیں ہمارے ریاض پر اونکی ترقی منحصر ہے اُنکی ترقی پر ہماری بہبودی- افسوس ہے کہ اِس منتر کے معنی پر اہل ہند کی نظر نہوئی اور اِس ہدایت ربانی پر اونہوں نے عمل نہ کیا جو ملک آجکل ریاض پیشہ ہیں اور اُسکے موافق عمل کر رہے ہیں وہ روز افزوں ترقی پر ہیں

इष्टान्भोगान्हि वो देवा दास्यंते यज्ञ भाविताः॥

तैर्दत्तान प्रदायेभ्यो यो भुंक्ते स्तेन एवसः॥१२॥

(۱۲) ریاض سے خدمت کرنے پر دیوتا تمہیں ضروری اشیاء دینگے جو شخص اون کی دی ہوئی اشیاء کو اونہیں دیے بغیر کہا لیتا ہے وہ چور ہے-	قدرت حواس کے فعلوں کی فاعل ہے ذات برتر از فعل ہے-

پھل ملیگا دیوتاؤں کی جو تم خدمت کرو		چور ہے جو آپ کہا جاتا ہے اُنکے مال کو	

چونکہ سب ضروریات کے فراہم کرنے والے اور سارے کاروبار کے کرنے والے وہی دیوتا ہیں اسلیئے جو لوگ بسبب پندار اپنے آپکو اونکا کرنیوالا مانتے ہیں وہ اُنکی فاعلیت کے حق میں خیانت کرتے ہیں یعنی وہ سب افعال جنکا انسان اپنے تئیں فاعل مانتا ہے عالم میں بہت مجموعی اونہیں صفاتی قوتوں سے سرزد ہو رہے ہیں ذات کبھی کسی فعل کی فاعل نہیں ہنتی اگنی دیوتا سب جسموں میں موجود ہے اور تحصیل و تحلیل غذا کا سبب ہے جو انسان اپنی غذا کا مہیا کرنیوالا اور کہانیوالا اُسکے بجائے اپنے وجود کو قرار دیتا ہے وہ اُس دیوتا کی حق تلفی کرتا ہے

यज्ञ शिष्टाशिनः संतो मुच्यंते सर्व किल्बिषैः॥
भुंजते तेत्वघं पापाये पचन्त्यात्म कारणात्॥१३॥

عارف آزاد رہتا ہے جاہل بوجہ پندار کی پابند افعال ہوتا ہے

(۱۳) جو شئے ریاض سے اعلیٰ ہے اوسکے کہانے والے سب گناہوں سے آزاد ہو جاتے ہیں اور جو خود غرض اپنے لیئے پکاتے ہیں وہ گنہ کا مزا چکہتے ہیں

بے گناہ ہے آپ جیوان جسنے وحدت کا پیا	جام خود بینی جو پیتا ہے وہ پاتا ہے سزا

عارف افعال کا صدور قدرت سے جانتا ہے اور علم ذات کو نوش جان کرتا ہے اسلیے وہ عذاب و ثواب سے بری رہتا ہے جاہل انانیت کا بندہ ہو کر سارے جسمانی فعلوں کا سبب اپنی ہستی موہوم کو قرار دیتا ہے اور اسکے نتیجہ میں پابندی اعمال کی سزا اوٹھاتا ہے

अन्नाद्भवंति भूतानि पर्जन्या दन्न संभवः॥
यज्ञाद्भवति पर्जन्यो यज्ञः कर्म समुद्भवः॥१४॥
कर्म ब्रह्मोद्भवं विद्धि ब्रह्माक्षर समुद्भवम्॥
तस्मात्सर्व गतं ब्रह्मनित्यं यज्ञे प्रतिष्ठितम्॥१५॥

انسانکی حیات کا دارمدار قدرت کی فیض پر ہے

(۱۴) انسانونکی حیات غلّہ سے ہے۔ غلّہ کا ہونا بارش پر منحصر ہے بارش حرارت سے ہوتی ہے۔ حرارت فعل سے پیدا ہوتی ہے۔

(۱۵) فعل کی پیدائش قدرت سے سمجھنی چاہئے اور قدرت کا ظہور بیزوال سے پس قدرت محیط ہو کر ہر وقت اپنا فعل کرتی رہتی ہے۔

زندگی غلے سے ہے بارش سے غلہ کا وجود	انجرہ آتش سے ہے حرکت سے آتش کا نمود
ذات مطلق کا کرشمہ حرکت اجسام ہے	سارے عالم میں اسی کا غائبانہ کام ہے

انسان کی حیات نباتات پر منحصر ہے نباتات کی پیدائش بارش پر موقوف ہے بارش اسی وقت

ہوتی ہے جبکہ آفتاب کی حرارت روئے زمین سے ابخرات کو بلندی پر لیجاتی ہو حرارت حرکت سے پیدا ہوتی ہے اور حرکت کی پیدائش قدرت سے ہی جسکو پرکرتی کہتے ہیں۔ پرکرتی مثل سایہ کے پورش کیساتھ ساتھ رہ کر مذکورہ بالا طریقے سے انسان کی زندگی کی نگہبانی کرتی ہو اوسی نے حرکت حرارت بارش اور غلہ کی صورت اختیار کی ہو یعنی اکاس۔ وایو۔ اگنی۔ جل اور پرتھوی اوسی مختلف شکلیں ہیں اور وہی ان پانچوں صورت میں کل عالم میں ہر لمحہ فعل کر رہی ہو جسکو برہم یگ کہتے ہیں (دیکھو یجروید کی دھانارائن اوپنشد)

एवं प्रवर्तितं चक्रं नानु वर्तयतीह यः ॥

अघायु रिन्द्रिया रामो मोघं पार्थ स जीवति ॥ १६॥

جو کوئی یہ خرچ قدرت کے معنی نہیں جانتا وہ جاہل ہے۔

(۱۶) قدرت کا خرچ اس طرح پر جاری ہی جو بشر اس دنیا میں اوسکے موافق نہیں چلتا اور عمر ضائع کرتا ہو اور حواس سے مغلوب ہو جاتا ہو اسکی زندگی لاحاصل ہوتی ہے۔

خرچ قدرت کی نہیں کرتا جو احمق پیروی		یہ ہے اُس نفس پرور کا اصول زندگی	

جس انسان کو اپنی حیات میں اس خرچ قدرت کی حقیقت دریافت ہوتی نہیں اوسے حیوان بشکل انسان کہنا بجا ہے اور اوسکا پیدا ہونا نہ ہونے کے مساوی ہے۔

यस्त्वात्म रतिरेव स्या दात्म तृप्तश्च मानवः ॥

आत्मन्येव च संतुष्ट स्तस्य कार्यं न विद्यते ॥ १७॥

عارف مشاہدہ باطنی کا علم و سرور رکھتا ہے

(۱۷) جسکو اپنی ذات کا عشق ہو اور اپنی ذات پر قناعت ہو اور اپنی ذات میں لطف حاصل ہوتا ہو اوسے فعل سے سروکار نہیں ہوتا۔

جسکے باطن میں سمایا عشق و علم و کیف ذات		اُس نے زنجیر عمل کو توڑ کر پائی نجات ؛	

عارف عشق حقیقی رکھتا ہے اور اوسکے دل میں ذات بحت کی اور اک کرنے پر کسی فانی شے کی طلب پیدا نہیں ہوتی صرف علم ذات کا سرور رہتا ہے۔ اسکا افعال کیساتھ دلی تعلق

نہیں ہوتا کہ وہ جانتا ہے کہ سب افعال قدرت سے پیدا ہوتے ہیں اور ذات فعل وعمل سے برتر ہی۔

नैव तस्य कृतेनार्थो नाकृते नेह कश्चन ॥

न चास्य सर्व भूतेषु कश्चिदर्थ व्यपाश्रयः॥१८॥

وہ فعلوں سے دلی تعلق نہیں رکھتا

(۱۸) اِس دُنیا میں اوسے نہ تو فعل کیے ہوئے سے کچھ غرض ہوتی ہی اور نہ نکیے سے اوسکی جہاں بھر میں کسی شے کے ساتھ دلبستگی نہیں ہوتی۔

فعل کے کرنے نکرنے کی اوسے پروا نہیں ‌‌ ‌‌ لذتِ دُنیا کی جانب اُسکا دِل جاتا نہیں

عارف جو کچھ کر چکتا ہے اور جو کچھ اوسے آیندہ کرنا ہوتا ہے دونوں سے بے تعلقی رکھتا ہی گو وہ سب کچھ کرتا ہے لیکن اوسے کبھی فعل کے ساتھ نہ تو رغبت اور نہ نفرت ہوتی ہے وہ بیم ورجا ماضی ومستقبل کو واہمات سمجھتا ہے اور اونکا پابند نہیں ہوتا اور ذات کو فعل سے مبرّا جانکر قدرت کا تماشہ دیکھتا ہے۔

तस्माद सक्तः सततं कार्यं कर्म समाचर ॥

असक्तो ह्याचरन् कर्म परमाप्नोति पुरुषः॥१९॥

انسان کو بے تعلق ہوکر فعل کرنے چاہئیں

(۱۹) اِسلئے تو لازمی فعلوں کو کر بے تعلق ہوکر۔ بے تعلق ہوکر فعل کرنے سے اِنسان ذات میں وصل ہو جاتا ہی۔

کام دے انجام تو لیکن اسمیں آغشتہ نہو ‌‌ ‌‌ راحتِ دِل ہی میسر بے تمنا شخص کو

اِسوقت کے رہنمائے دین نتیجہ بے تعلق ہوکر فعل کرنیکی یہ تدبیر بتلاتے ہیں کہ جو نیکی کا کام کرو اُسے کرشن آرپن کرو وادس کا ثمرہ دہ چند ملیگا تعجب کی بات ہی کہ وہ نیک افعال کو تو باُمید افزائش نتیجہ کرشن آرپن کراتے ہیں مگر بُرے فعلوں کو اپنے معتقدوں کی گرہ میں بندھا رہنے دیتے ہیں مبادا کرشن آرپن کرنے سے وہ بھی دہ چند ہو جائیں اور اونہیں بھوگنے پڑیں سچ پوچھو تو کرشن آرپن میں نتیجہ سے نظر اُٹھا لینی چاہئیے اور اپنے پندار کے ترک کرنیکا سنکلپ کرنا چاہئیے اس طرح جو کچھ بھلائی یا بُرائی اِنسان سے سرزد ہوتی ہی وہ سب کرشن آرپن ہو جاتی ہی

कर्मणैव हि संसिद्धि मास्थिता जनकादयः॥
लोक संग्रहमे वापि संपश्यन् कर्तुं मर्हसि ॥२०॥

افعالی لازمی کے کرنے سے عارف کا کوئی ہرج نہیں	(۲۰) راجہ جنک وغیرہ کاروبار کرتے کرتے درجہ کمال پر پہونچے تھے پس عالم کی بہتری کو مد نظر رکھکر تجھے فعل کرنا لازم ہے۔

سلطنت کرنے پر بھی راجہ جنک عرفاں تھے	رسم دنیا کے مطابق فعل واجب ہے تجھے

دیو سوت منو۔ راجہ اکشواک۔ شری رامچندر جی بسشٹ جی۔ وید ویاس جی۔ راجہ جنک اور بہت سے راج رشی تعلقات دنیوی کے برتنے پر بھی عارف کامل تھے اِسوجہ سے کہ وہ تمام جسمانی اور روحانی فعلوں کے صدور کو تقاضاء قدرت سمجھتے تھے اور اپنی ذات کو ہمیشہ افعال سے مبرّہ و بے لوث جانتے تھے آج کل یہ عام خیال ہے کہ جبتک کوئی سر نہ منڈائے اور گوشہ گزینی اختیار نہ کرے تب تک اوسے علم معرفت حاصل نہیں ہو سکتا مگر یہ خیال سراسر غلط ہے۔ برخلاف اِس کے معاش حاصل کرنے کے لئے نوکری یا کوئی پیشہ اختیار کرنا عارف کا فرض ہے۔ اپنی حیات میں دُنیا کبھی کسی سے ترک نہوئی اور نہوگی جسم اِنسانی جو خود دُنیا کا جزو ہے ہر جگہ ساتھ رہتا ہے اور زبردستی فعل کراتا ہے البتہ جو بشر علم عرفان کے ذریعہ سے جسم کو ترک کر دیتا ہے وہ بیشک تارک ہو جاتا ہے اِسلئے کہ آتش عرفان جسم کی موجودگی میں جسم کو بالکل جلادیتی ہے یعنی عدم وجود اُسکا مساوی کر دیتی ہے۔

رُباعی

مخصوص صفا بہ سر تراشیدن نیست	تسلیم و رضا بہ خرقہ پوشیدن نیست
سہلیست کہ از فیض میسر گردد	ایں دولت نایاب بہ کوشیدن نیست

ترجمہ مولف

مونڈ منڈائے نہو سنیاسی	گیرٹے رنگے نہوئے اوداسی
پرا ردیپ کی انبھو بانی :	جو پاوے ہو وے سکھ باسی

यद्यदा चरति श्रेष्ठ स्तत्त देवे तरो जनः ॥
स यत्प्रमाणं कुरुते लोकस्त्त दनु वर्तते ॥२१॥

عارف کولازمی افعال تقلید عوام کیواسطے کرنے ہیں :

(۲۱) جو فعل ایک معزز شخص کرتا ہے اوسی کو سب لوگ کرنے لگتے ہیں وہ جس امر کو جایز قرار دیتا ہے اُسیکو عام آدمی درست مانتے ہیں۔

ایک معزز شخص کی تقلید کرتے ہیں سبھی
خاص کا جیسا عمل ہو عام کرتے ہیں وہی

بڑے آدمیوں کو واجب ہے کہ نیک افعالی کے پابند ہوں تا کہ عوام بھی اون کی تقلید میں نیک افعالی اختیار کریں ورنہ اون کی بُری مثال کا قایم ہونا عام لوگوں کی گمراہی کا سبب ہوا کرتا ہے

नमे पार्था ऽस्ति कर्त्तव्यं त्रिषु लोकेषु किंचन ॥
नान वाप्त मवाप्तव्यं वर्त एवंच कर्मणि ॥२२॥

کرشن بھگوان فرماتے ہیں کہ میں ہمہ سروپ ہونے پر بھی افعال کو کرتا ہوں

(۲۲) اے ارجن گو مجھے نہ تو تینوں لوک میں کچھ کرنا ہے اور نہ کسی شے کا جو حاصل نہیں ہے حاصل کرنا ہے پھر بھی میں فعل کرتا ہوں۔

عالم فانی سے گو مجھکو بریت ہے سدا
پھر بھی اے ارجن میں اپنا فرض کرتا ہوں ادا

جبکہ کرشن بھگوان کو دُنیا کے لازمی افعال سے مفر نہوا تو پھر اوروں کا دعوی ترک فعل کیونکر صحیح ہو سکتا ہے اس منتر میں اونکی ذات مقدس کا بیان مجمل طور پر کیا گیا ہے۔

यदि ह्यहं न वर्तेयं जातु कर्मण्य तंद्रितः ॥
मम वर्त्मानु वर्त्तंते मनुष्याः पार्थ सर्वशः ॥२३॥

تاکہ عوام میری تقلید کریں

(۲۳) اگر میں فعل ہوشیاری کیساتھ نکروں تو اے ارجن سب لوگ میری تقلید کریں گے۔

ہوشیاری سے نہ دوں میں کام اے ارجن اگر
چلنے جائیں گے ہمیشہ لوگ میری راہ پر

افسوس ہے کہ اہل ہند ہوشیاری اور ہمت کو چھوڑ کر آرام طلبی اور کم ہمتی کے بندے ہوگئے ہیں اور ابتک اِس ہدایت ربانی کی مخالفت کرتے جاتے ہیں۔

(21) Lives of great men all remind us
We can make our lives sublime,
And departing leave behind us
Foot-prints on the sands of Time;
Foot-prints that perhaps another
Sailing on life's solemn main,
A forlorn and ship-wrecked brother
Seeing shall take heart again
LONGFELLOW

उत्सी देयुरि मे लोका न कुर्यां कर्म चेदहम् ॥
संकरस्य च कर्ता स्या मुपह न्यामिमाः प्रजाः॥२४॥

میں عالم کا رہنما ہوں

(۲۴) جو میں فعل کرنا چھوڑ دوں تو عالم کے لوگ بد افعال ہو جائیں گے اور میں اولاد ناجائز کی پیدائش کا باعث اور عالم کا گمراہ کنندہ قرار دیا جاؤں گا۔

میری بیکاری سے عالم بدعمل ہو جائیگا ؛

باعثِ اولاد ناجائز مجھے ٹھیرائے گا ؛

بعض اعتراض کرتے ہیں کہ علم ویدانت بد افعالی سکھاتا ہے لیکن یہ خیال اونکا کم فہمی پر مبنی ہے اور اُن کی عقل کی کم وسعتی ثابت کرتا ہے علمائے ویدانت ہرگز بد افعال سرزد نہیں ہوتے اسلئے کہ وہ فعل کی حقیقت کو بخوبی جانتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ نیک اعمالی، استقلال، ہمت اور چستی علم کا خاصہ ہیں اور بد افعالی تلون مزاجی بزدلی اور کاہلی جہل کا ثمرہ۔

सक्ताः कर्मण्य विद्वांसो यथा कुर्वंति भारत ॥
कुर्या द्विद्वांस्तथा ऽसक्तश्चि कीर्षु र्लोक संग्रहम्॥२५॥

عارف افعال سے بے تعلق رہتا ہے جاہل فعل کیساتھ دلی تعلق رکھتا ہے۔

(۲۵) جن فعلوں کو جاہل دلی تعلق کیساتھ کرتے ہیں عارف عالم کی بہتری مدِ نظر رکھنے والا اونکو بے تعلقی سے کرتا ہے۔

مرتکب ہوتا ہے جاہل شخصیت سے جرم کا ؛

عارف آزادہ رہ کرتا ہے دُنیا کا بھلا

عارف اور جاہل دونوں فعل کرتے ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ عارف جو فعل کرتا ہے اسمیں عوام کی بہبودی کو مدِ نظر رکھتا ہے اور اوسکا مصدرِ قدرت کو جان کر آپ آزاد رہتا ہے جاہل اپنے آپ کو فاعل قرار دیتا ہے اور پابند افعال ہوتا ہے۔

न बुद्धि भेदं जनयेद ज्ञानां कर्म संगिनाम् ॥
जोषये त्सर्व कर्माणि विद्वान्युक्तः समाचरन्॥२६॥

عارف کو واجب ہے کہ وہ عوام کو فعل لازمی سے باز نہیں رکھے۔

(۲۶) کم سمجھ لوگوں کو جو افعال کے پابند ہوں دور اندیش عارف گمراہ نہ کرے بلکہ اونہیں سب فعلوں کے کرنے کی ہدایت کرے۔

باخبر مرتاض نیک افعال کی ترغیب دے		عاہل کم فہم کو اُن سے نہ برگشتہ کرے ۔

تا وقتیکہ طالب میں علم ذات کے حاصل کرنے کی قابلیت پیدا ہنو عارف کو لازم ہے کہ وہ اوسکی توجہ افعال کیطرف سے نہ ہٹاوے اور اوسکو اخلاق اور نیک افعال سیکھنے کی ہدایت کرتا رہے برخلاف اسکے فی زمانہ دُنیا پرست فقرا چھوٹی چھوٹی عمر کے لڑکوں کو سر منڈوا کے اور گیروے کپڑے پہنا کر اپنا چیلا بنا لیتے ہیں اور اس امر کا خیال نہیں کرتے کہ اُن لڑکوں نے حواس کے لازمی فرایض ادا نہیں کئے ہیں اور وہ تحصیل علم سے فارغ ہو کر علم ذات کے سبق لینے کی قابل نہیں ہوئے ہیں دراصل ترک افعال اختیاری بات نہیں ہے بلکہ وہ مشاہدہ ذات کے علم و مہرور کا خاصہ ہے یعنی جسوقت انسان کو حق و باطل کے فرق کا تمیز ہوتا ہے تو وہ کل فعلوں کا مصدر صفات کو جانتا ہے اور ذات کو اون سے بالکل بے تعلق سمجھتا ہے ۔

प्रकृतेः क्रियमाणानि गुणैः कर्माणि सर्वशः ॥
अहंकार विमूढात्मा कर्ता हमिति मन्यते ॥२७॥

فعل کا مصدر قدرت ہے	(۲۷) قدرت کے خواص سے سب فعل صادر ہوتے ہیں جاہل بسبب پندار اپنے آپکو (اونکا) فاعل مانتا ہے ۔

فطرتی اوصاف سے ہوتا ہے فعلوں کا صدور		مردم خود بین سمجھتا ہے اوہیں اپنا ظہور	

حقیقت میں سب فعل قدرت سے صادر ہوتے ہیں جاہل پندار کی غفلت میں گرفتار ہونیکی وجہ سے اپنے آپ کو اونکا فاعل خیال کرتا ہے ۔

	اے بے خبر از خود ہنرے پیدا کُن این بار خودی کہ سخت بر پشت تو شد	از خانۂ بود خود درے پیدا کُن بگذار ز پشت باخبرے پیدا کُن	

तत्त्ववित्तु महाबाहो गुण कर्म विभागयोः॥
गुणा गुणेषु वर्त्तते इति मत्वा न सज्जते ॥२८॥

عارف فعل کو قدرت سے منسوب کرتا ہے اور ذات کو فعل سے برتر جانتا ہے ۔	(۲۸) عارف صفت اور فعل سے ذات کو مبرا سمجھتا ہے اور محسوسات

کے ساتھ صرف حواس کے تعلق کا ہونا مانتا ہے اسلئے وہ آزاد رہتا ہی۔

	ماہیت کو جانتا ہے جو خواص و فعل کی		وہ صفاتی چرخ کی گردش سے رہتا ہے بری

جو شخص سانکھ ودیا یعنی علم حقیقت سے واقفیت حاصل کر لیتا ہی وہ سمجھ جاتا ہی کہ انسان کے تمام حواس کی اور نیز اون محسوسات کی جنکو وہ ادراک کرتے ہیں صفات سے پیدایش ہی اور اون کے باہمی تعلق کا باعث بھی وہی ہی ذات پاک دونوں سے برتر اور منزہ ہے

प्रकृतेर्गुण संमूढा: सज्जंते गुण कर्मसु ॥
तान कृत्स्न विदो मंदान् कृत्स्न विन्न विचालयेत्॥२९

جاہل اپنی ذات کو پابند افعال سمجھتا ہی

(۲۹) کوتاہ عقل اور کند ذہن انسان اپنی خاصۂ طبعی کے غالب ہونے کی وجہ سے صفت اور فعل کے پابند ہو جاتے ہیں۔ دور اندیش عارف اونہیں اپنے راستہ سے نہ ہٹاوے۔

	نیک و بد میں فرق کرتے ہیں طلبگار صفات		راستہ کھوتے نہ آنکا واقف اسرار ذات

جاہل ذات و صفات میں تمیز نہیں کر سکتے اسلئے وہ صفات سے پیدا ہوئے فعلوں کو ذات سے منسوب کرتے ہیں اور غلط فہمی کیوجہ سے ذات پر اونکا اثر مانتے ہیں دراصل ستت رج اور تم پرکرتی کی تین صفتیں ہیں جنسے کل افعال پیدا ہوتے ہیں اگر عارف یہ دریافت کرلے کہ وہ اس امر واقعی کو نہیں سمجھ سکتے تو اوسے واجب ہی کہ وہ اونکو اونہیں کے عقیدہ پر رہنے دے اور اونکو نیک افعالی کی ہدایت کرے۔

मयि सर्वाणि कर्माणि सन्यस्याध्यात्म चेतसा ॥
निराशी निर्ममो भूत्वा युध्दयस्व विगत ज्वरः॥३०॥

بے پندار اور بے تعلق ہوکر فعل کرنے چاہئیں

(۳۰) تو اپنے سب فعلوں کو مجھ پر چھوڑ کر مشاہدہ باطنی میں مشغول ہوکر اور افعال کے نتیجہ کی امید اور اونکی فاعلیت کے پندار کو ترک کر کے بے باکانہ جنگ کر۔

دل سے تو میرے حوالے کر تمام افعال کو		بیخطر اور بے تمنا جنگ میں مشغول ہو	

علم ذات کے استغراق میں صفاتی افعال محو ہو جاتے ہیں اور تعلق اور خواہش وغیرہ پیدا نہیں ہوتے اس ادھیاکے ۱۹ منتر میں بے تعلقی سے فعل کرنے کی ہدایت ہو چکی ہے اور ۲۷ منتر میں فعل کا صدور صفات سے دکھا دیا گیا ہے اِس منتر میں طالب کو بے پندار ہو کر فعل کرنے کی ہدایت کی گئی ہے

ये मे मतमिदं नित्य मनुतिष्ठंति मानवा:॥
श्रद्धा वंतो ऽनुसूयंतो मुच्यंते तेपिकर्मभि:॥३१॥

اِس ہدایت پر کاربند ہونے سے مخلصی ملتی ہے

(۳۱) جو اہل ارادت اور بے تعصب انسان میرے اِس اُصول پر ہمیشہ عمل کرتے ہیں وہ فعل سے مخلصی پاتے ہیں۔

میری اِس تلقین پے جو بے تعصب آدمی		دل سے پیرو ہیں اُنھیں حاصل ہے دائم مخلصی	

فعلوں کا مصدر قدرت کو سمجھکر اُنکے نتیجہ کی اُمید نہ رکھنا فعلوں سے بریت کی صورت ہے

येत्वेतदभ्यसूयंतो नानुतिष्ठंति मे मतम्॥
सर्वज्ञान विमूढांस्तान्विद्धि नष्टान चेतस:॥३२॥

جاہل علم حقیقت سے بے نصیب رہتے ہیں

(۳۲) جو تعصب سے میرے اِس اُصول پر کاربند نہیں ہوتے تو سمجھ لے کہ وہ بدبخت اور کم عقل لوگ علم کلیت سے بے بہرہ رہجاتے ہیں۔

جو تعصب سے عمل کرتے نہیں اس قول پر		جاہل و بدبخت ہیں علم و ہنر سے بے بہتر	

وہ لوگ جہل مرکب میں گرفتار ہیں جو اِس ادھیاکے تیسویں منتر کی ہدایت پر کاربند نہیں ہوتے

सदृशं चेष्टते स्वस्या: प्रकृतेर्ज्ञान वानपि॥
प्रकृतिं यांति भूतानि निग्रह: किंकरिष्यति॥३३॥

عارف اور جاہل دونوں خاصہ طبیعت سے مجبور ہیں

(۳۳) عارف بھی اپنے خاصہ طبعی کے موافق فعل کرنے پر مجبور رہے انسان اپنی خاصہ طبعی کیطرف رجوع کرتے ہیں روکنے سے کیا ہو سکتا ہے۔

وہ بھی ہیں پابندِ فطرت جنکا عارف نام ہے	بندۂ عادت ہے انسان ضبط کا کیا کام ہے

خاصہ طبعی سے نہ صرف جاہل بلکہ عارف بھی مجبور ہے کیونکہ اوسے بھی اپنی زندگی میں فرایض ادا کرنے پڑتے ہیں الغرض کسی فرد بشر کو خاصہ طبعی سے مفر نہیں ملتا۔

इन्द्रियस्येन्द्रियस्यार्थे रागद्वेषौ व्यवस्थितौ ॥
तयोर्न वशमागच्छेत्तौ ह्यस्य परिपन्थिनौ ॥३४॥

عارف رغبت اور نفرت کو چھوڑ کر فعل کرتا ہے

(۳۴) حواس محسوسات کے ساتھ شوق اور نفرت رکھتے ہیں عارف اون دونوں کے قابو میں نہ آوے کہ وہ اسکے رہزن ہیں۔

شوق و نفرت خاصہ ہیں درکِ محسوسات کا	دونوں رہزن ہیں تو اونکے قابو میں نہ آ

عارف کو واجب ہے کہ وہ اپنے فرایض کو شوق اور نفرت کے بغیر ادا کرتا رہے۔

گذر از دانہ و این دام بشکن	سر این ننگ و پائے نام بشکن
نئی واقف ازین وزدان باطن	بہ نزد جان تو ہستند ساکن
بہ پیشت ہیچو یار از در آیند	مطلع خاص تو ہر دم زبا ہیز
تو غافل از متاع خانہ خود۔	ندانی خویش یا بیگانہ خود

श्रेयान्स्वधर्मो विगुणः परधर्मात्स्वनुष्ठितात् ॥
स्वधर्मे निधनं श्रेयः परधर्मो भयावहः ॥३५॥

اپنے اور اوروں کے فرایض کا لحاظ رکھتا ہے

(۳۵) اپنے فرایض کا کسی حد تک ادا کرنا اوروں کے فرایض کے پورے طور پر ادا کرنے سے بہتر ہے اپنے فرض کو ادا کرتے ہوئے جان دینا نیک انجام رکھتا ہے اوروں کے فرایض کا اختیار کرنا باعث خوف ہوتا ہے

اپنے ادنیٰ فرض کی تکمیل ہے راہ نجات	غیر کے اعلیٰ فرایض بھی ہیں پر از کاہشات

شوق اور نفرت سے کنارہ کرنے کے علاوہ عارف کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ اوروں کے

فرائض کو ہرگز اختیار نہ کرے اور اپنے ہی فرائض کو ادا کرنے کی حتی المقدور کوشش کرتا رہے اسلئے کہ جو کام اپنی ذات سے تعلق نہیں رکھتا وہ کیسی ہی عمدگی سے تکمیل پاوے نیک نتیجہ پیدا نہیں کرتا۔

अर्जुन उवाच — अथ केन प्रयुक्तोऽयं पापं चरति पुरुषः॥
अनिच्छन्नपि वार्ष्णेय बलादिव नियोजितः॥३६

دیدہ و دانستہ انسان مرتکب گناہ کیوں ہوتا ہے۔

ارجن نے سوال کیا (۳۶) اے کرشن پرس کی تحریک سے انسان اپنی مرضی کے خلاف گناہ کا مرتکب ہوتا ہے گویا وہ اُس سے جبراً کرایا جاتا ہے۔

	ہو مید عصیاں بنائی ہو بتا دو صاف صاف		اسکی تحریک آدمی کو اُسکی مرضی کے خلاف

اوپر تینتیسویں منتر میں بیان ہو چکا ہے کہ ہر ایک انسان اپنی خاصہ طبعی کے موافق فعل کرتا ہے اب ارجن سوال کرتا ہے کہ خلاف مرضی فعل سرزد ہونیکا باعث کیا ہے

श्री भगवानुवाच — काम एष क्रोध एष रजोगुणसमुद्भवः॥
महाशनो महापाप्मा विद्ध्येनमिह वैरिणम्॥३७॥

رجوگن سے خواہش پیدا ہو کر مصدر گناہ ہوتی ہے

شری بھگوان نے جواب دیا۔ (۳۷) اس کا سبب خواہش ہے یا غضب ہے جو رجوگن سے پیدا ہوتا ہے اور بہت کھانیوالا اور بڑا موذی ہے اوسکو دشمن سمجھ۔

	ظالم و بدکار ہیں وہ دونوں دشمن جان کے		قدرت ایجادنے حرص و غضب پیدا کئے

دوسری ادھیائے ۶۲ و ۶۳ منتر میں خواہش اور غضب کی تصریح ہو چکی ہے رجوگن یعنی صفات کے ساتھ تعلق ہونے سے خواہش پیدا ہوتی ہے یہی خواہش غضب کی صورت اختیار کرتی ہے غضب سے ہو غفلت اور انجام کار تیرگی عقل یعنی تموگن کے پیدا ہونے

پر عارف علم ذات کے سرور سے محروم ہو جاتا ہے صفت شیطانی کی پیدائش کا رجوگن سرچشمہ ہے اوس کے بند کرنے یعنی بے تعلق ہو کر فعل کرنے سے خواہش و غضب کا سلسلہ مسدود ہو جاتا ہے۔ رجوگن قلب کی حرکت ابتدائی ہے اور اوس کے تسلسل میں تموگن پیدا ہوتا ہے۔

धूमेना व्रियते वह्निर्यथाऽऽदर्शो मलेन च ॥
यथोल्बेना वृतो गर्भस्तथा तेनेदमावृतम् ॥ ३८ ॥

(۳۸) جیسے دھواں آگ کو چھپا لیتا ہے اور میل آئینہ کو اور جھلی بچہ کو ویسے ہی وہ اس علم ذات کو پوشیدہ کر دیتا ہے۔	خواہش اور غفلت سے عقل پر پردہ پڑ جاتا ہے

جھلی بچے کو وہ نور دل کو کرتے ہیں نہاں		آئینہ کو زنگ شعلے کو چھپاتا ہے دھواں

आवृतं ज्ञान मेतेन ज्ञानिनो नित्यवैरिणा ॥
काम रूपेण कौंतेय दुष्पूरेणाऽनलेन च ॥ ३९ ॥

(۳۹) عارف کا یہ ازلی دشمن جو خواہش کی صورت رکھتا ہے اور آگ کی مانند کبھی سیر نہیں ہوتا علم ذات کو محجوب کر دیتا ہے۔	خواہش عارف کی دشمن ہے۔

	آگ کی سیری جلانے سے نہیں ہوتی کبھی		عقل و خواہش کی ازل سے ہے سراسر دشمنی	

خواہش لذات اور علم معرفت میں ایک قدرتی مخالفت ہے یعنی جسکا دل خواہشات میں پھنستا ہے اوسے علم ذات حاصل ہونا دشوار ہو جاتا ہے خواہش کا سیر ہونا کبھی ممکن نہیں کہ جسقدر وہ پوری ہوتی جاتی ہے اوسیقدر وہ بڑھتی ہے آگ لکڑی کے ڈالنے سے بجھتی نہیں بلکہ زیادہ بھڑکتی ہے۔

احتیاج است احتیاج است احتیاج		آنکہ سیران را کند روبہ مزاج		

इन्द्रियाणि मनोबुद्धि रस्या ऽधिष्ठान मुच्यते॥
एतैर्वि मोहयत्येष ज्ञान मावृत्य देहिनम् ॥४०॥

خواہش کا مقام حواس دل اور عقل ہیں	(۴۰) حواس دل اور عقل اوسکا مسکن بتائے گئے ہیں جنکے ذریعہ سے وہ علم کو محجوب کرکے انسان کو غفلت میں ڈالتی ہے۔

	عقل دل اور سب حواس باطنی ہیں اُس کا گھر		ڈالتی ہے پردہ غفلت کو وہ انسان پر

خواہش رجوگن سے پیدا ہوکر حواس دل اور عقل میں مقیم رہتی ہے اور اپنے زور سے اوسکے علم ذات پر غالب کرکے انسان کو جہل میں گرفتار کرتی ہے جان کو اوس خواہش کا مقام نہیں کہہ سکتے کہ وہ ہمیشہ پاک اور بے لوث ہے۔

तस्मात्त्व मिन्द्रियाण्यादौ नियम्य भरतर्षभ॥
पाप्मानं प्रजहि ह्येनं ज्ञान विज्ञान नाशनम्॥४१॥

عارف کو چاہیے کہ خواہش کو پیدا ہونے نہ دے۔	(۴۱) پس اے ارجن تو شروع سے حواس کو قابو میں کرکے علم وسرور کے غارت کرنیوالے اس موذی کو ہلاک کر

	حظ نفسانی سے دلکو روک کر اے باشعور		مار اُس موذی کو جو ہے دشمن علم وسرور

جب حواس کے فعل محسوسات کیطرف دلی تعلق کے ساتھ ہوتے ہیں اوسوقت خواہش کا آغاز ہوتا ہے بعد ازاں وہ خواہش حواس وغیرہ میں دخل کرکے جہل کو پیدا کرتی ہے اگر شروع ہی سے اُسکو روکا نہ جاوے تو پھر مثل بیماری کے اُسکا علاج مشکل ہو جاتا ہے۔

इन्द्रियाणि पराण्याहु रिन्द्रियेभ्यः परंमनः॥
मनसस्तु परावुद्धिर्यो बुद्धेः परतस्तुसः॥४२॥

حواس دل اور عقل سے ذات برتر ہے۔	(۴۲) (جسم کثیف) حواس سے برتر مانے گئے ہیں حواس سے برتر

دِل ہے دِل سے برتر عقل ہے اور عقل سے برتر وہ ہے۔

	عالم احساس سی برتر ہے دِل کی کائنات	دِل سے برتر عقل ہے اور عقل سے برتر ہے ذات	

حواس دِل اور عقل میں مقامی فاصلہ نہیں ہے بلکہ تفہیمی ہے یعنی فہم سے اونکے مدارج تمیز ہوتے ہیں مادّی اجسام قوت حِس نہیں رکھتے پس محسوسات کہلاتے ہیں حواس اونکو ادراک کرتے ہیں اِسلئے اون سے افضل ہیں دِل کی غیر حاضری میں حواس محسوسات کا ادراک نہیں کرسکتے یعنی جسوقت اِنسان کا دِل حاضر نہیں ہوتا اوسوقت اوسکے سامنے سے چاہے کوئی شے گذر جائے اوسکا علم نہیں ہوتا اِسلئے حواس دِل کے محتاج ہیں اور دِل کو اون پر فضیلت ہے حواس اور دِل دونوں عقل کی معلومات کے احاطہ میں ہیں لہذا عقل اون پر فضیلت رکھتی ہے عقل نے ہی محسوسات حواس اور دِل کی بابت تحقیقات کی ہے اور تمام علوم معقولات پر مبنی ہیں تاہم یہ عقل صرف محدود شے کو تمیز کرسکتی ہے ذات غیر محدود ہے اِسلئے اوسکے ادراک سے باہر ہے جو لوگ ذات کو معقولات میں محدود کرتے ہیں ایک مفروض ذہنی بناتے ہیں کیونکہ عقل محدود ذات کا حجاب ہے البتہ عقل سلیم کے وسیلہ سے ذات کا جلوہ اِنسان اپنے اندر مشاہدہ کرسکتا ہے جس کو انبھو شکتی یعنی علم اشراق کہتے ہیں۔

اچاریہ شری چرنداس جی کا قول ہے

	اندری سے من پرے ہے تاکہ پرے ہے بدّھ	انبھو ادکے پرے ہے کچھو ایک یاوے سدّھ	

एवं बुद्धेः परं बुद्ध्वा संस्तभ्यात्मा नमात्मना ॥
जहि शत्रुं महा बाहो काम रूपं दुरासदम् ॥४३॥

علم ذات کی مدد سے خواہش کا مغلوب کرنا انسان کا فرض ہے	(۴۳) اے ارجن جو اس طور پر عقل سے برتر بیان گیا گیا ہے اوسکو جانکر اور دل کو اپنے قابو میں کرکے تو اس زبردست دشمن کو جو خواہش کی صورت رکھتا ہے ہلاک کر۔

ذات کے دیدار میں پندار کو معدوم کر		نفس امارہ کی گردن قطع کرائے نامور۔	

ذات پاک چھوٹے سے چھوٹے ذرے اور بڑے سے بڑے عالم میں موجود ہے اور وہ اندریوں سے اور من اور بدھی سے برتر ہے پس دانش کو اوسمیں دخل نہیں صرف حالت کیف میں اوسکے جمال کا مشاہدہ ہوسکتا ہے انسان علم ذات میں مستغرق رہ کر اور حواس کے افعال سے بے تعلقی اختیار کرکے خواہش کو پیدا ہونے سے خواہش کا مخزن خیال ہے اور خیال کے روکنے سے خواہش کا سلسلہ رک جاتا ہے۔

इति श्री भगवद्गीतासुपनिषत्सु ब्रह्मविद्यायां योगशास्त्रे श्रीकृष्णार्जुन संवादे कर्मयोगो नाम तृतीयो ऽध्यायः॥३॥

شری بھگوت گیتا کے مخفی علم الوہیت کے علمی

طریقہ کے بارہ میں شری کرشن اور ارجن

کی تقریر کی تیسری ادھیا

کرم یوگ نام ختم

ہوئی

تیسری ادھیا کا خلاصہ

(۱) افعال لازمی ہیں اور کسی کو اون سے نجات نہیں ملتی یعنی جب تک انسان قید حیات میں ہے فعل کرنے پر مجبور ہے۔

(۲) افعال کا مبدا قدرت ہے جسکو پرکرتی کہتے ہیں یعنی سب فعل قدرت سے پیدا ہوتے ہیں اور قدرت ہی کی حرکت سے کل عالم متحرک ہے ذات پاک اوس سے بری ہے

(۳) دلی تعلق اور انانیت کو ترک کر کے فعلوں کا کرنا اون سے بریت حاصل کرنیکا طریقہ ہے یعنی حواس کو شوق و نفرت کے مطیع ہونے دینے اور اون کے فعلوں کا باعث قدرت کو جاننے سے افعال کی پابندی چھوٹ جاتی ہے۔

چوتھی ادھیا کرم سنیاس یوگ

श्री भगवानुवाच

इमं विवस्वते योगं प्रोक्तवानहमव्ययम् ॥

विवस्वान् मनवे प्राह मनुरिक्ष्वाकवेऽब्रवीत् ॥१॥

شری بھگوان نے فرمایا

دیوسوت منو اور اکشواک علم ذات رکھتے تھے۔	(۱) میں نے یہ لازوال علم معرفت دیوسوت کو بتایا۔ دیوسوت نے منو کو منو نے اکشواک کو۔
یہی نے علم حق دیوسوت پر کیا تھا آشکار	یوں منو اور اکشواک ہوئے اس کے رازدار

علم ذات راجہ دیوسوت کے بعد منو کو اور منو کے بعد راجہ اکشواک سری رامچندر جی کے دادا کو حاصل ہوا تھا موحد کے لئے ضمیر کلام بالکل صاف ہے وہ جانتا ہے کہ آتما ہمیشہ بدستور ہے اور سب میں محیط ہے جب انسان کا بطون کثافت جہل سے

صاف ہوجاتا ہے اوسوقت اوسمیں علم ذات کا اشراق ہونے سے دوئی کا حجاب اوٹھ جاتا ہے چنانچہ مذکورہ بالا اشخاص میں اوس علم نے وقتاً فوقتاً اشراق پایا تھا اِس ادھیا کے چھٹے منتر میں اِس منتر کا مطلب ظاہر کیا جائے گا۔

एवं परं पराप्राप्त मिमं राजर्षयो विदुः ॥

स काले नेह महता योगो नष्टः परंतप ॥ २॥

انکے بعد جو عارف ہوتے وہ بھی وہی علم ذات رکھتے تھے اب وہ پوشیدہ ہوگیا ہے

(۲) اے ارجن جو علم اسطرح پر زمانہ قدیم سے چلا آیا تھا اوسکو راج رشی جانتے تھے وہ علم اب زمانہ دراز سے محجوب ہوگیا ہے

راج رشیوں میں رہا مخفی جو علم سرمدی ۔۔۔ لوح محفوظ اب وہ مدت سے ہوا ہی مرد جری

راج رشی وہ لوگ تھے جو باوجود اپنی ریاست کا کاروبار کرنے کے مرتاض اور اِس علم سے واقف تھے کرشن بھگوان کے زمانہ سے پیشتر علم ذات اون راج رشیوں میں باقی نہیں رہا تھا اِسلئے اونہوں نے پھر اوسکا اعلان کیا۔

स एवाऽयं मयाते ऽद्य योगः प्रोक्तः पुरातनः ॥

भक्तोऽसिमे सखा चे तिरहस्यं ह्येत दुत्तमम् ॥ ३॥

کرشن بھگوان فرماتے ہیں کہ میں اسی قدیم علم ذات کو پھر آشکارا کرتا ہوں

(۳) وہی قدیم علم میں تجھے اب بتاتا ہوں تو میرا معتقد اور رفیق ہے اور یہ عالی اسرار ہیں۔

کہہ سُنایا اب تجھے میں نے وہی علم قدیم ۔۔۔ یاد رکھ اے یار ہمدم یہ ہی اک سرّ عظیم

علم ذات ایک ہے اور وہ کبھی ضایع نہیں ہوتا پس کرشن بھگوان نے اونہیں رموز کو جو عارفان گذشتہ کے سینہ میں تھے از سر نو ظاہر کیا۔

अर्जुन उवाच

अपरं भवतो जन्म परं जन्म विवस्वतः ॥

कथमेत द्विजानीयां त्वमादौ प्रोक्त वानिति ॥ ४ ॥

ارجن نے سوال کیا

(۴) آپ بعد میں پیدا ہوئے اور دیوسوت پیشتر پیدا ہوا ہیں کیونکر جالوں کہ ابتدا میں آپنے وہ علم بتایا تھا۔	ارجن کہتا ہی کہ آپ دیوسوت کے بعد پیدا ہوئے آپ کا بیان عقل سے ثابت نہیں ہوتا

	اِس طرح میں مان لوں اُسکو سکھایا آپنے		پیشتر آیا تھا دُنیا میں دِوِسُوت آپ سے

ارجن کی نظر کرشن جی کے جسم پر گئی ہے کرشن کے جسم کی ولادت بیشک دیوسُوت کے بعد ہوئی کرشن کی ذات نا متناہی ہر وقت ہر انسان میں موجود ہے وہ نہ کبھی پیدا ہوئی اور نہ آیندہ پیدا ہوگی اِسی سے علم ذات دیوسُوت وغیرہ عارفوں کے بطون میں آشکارا ہوا کرتا ہے۔

श्री भगवानुवाच

बहूनि मे व्यतीतानि जन्मानि तव चार्जुन ॥

तान्यहं वेद सर्वाणि न त्वं वेत्थ परंतप ॥ ५ ॥

شری بھگوان نے جواب دیا

(۵) اے ارجن میرے اور تیرے بہت سے جنم ہو چکے اون سب کو میں جانتا ہوں تو نہیں جانتا۔	کرشن بھگوان سمجھاتے ہیں کہ میری ذات قدیم اور محیط ہی بس وہ کل مخلوقات کی جان ہے۔

	تو ہے نا واقف مگر واقف ہوں میں ابر از سے		میرے اور تیرے بہت اجسام پہلے ہو چکے

لفظ میرے اور تیرے سے کم فہم شری کرشن اور ارجن کو جدا سمجھکر یہ خیال کر سکتے ہیں کہ کرشن جی اور ارجن نے زمانہ سابق میں جنم لئے ہونگے مگر مراد کلام یہ نہیں ہے صاف مطلب یہ ہے کہ آتما سروپ ایک

ہے اور وہ میرے اور تیرے جسم کا مادہ حیات ہے اُس نے بیشمار جنم لئے ہیں ۔ پوسوت منو اور اکشواک میں وہی تھی اور مجھ میں اور تجھ میں اور سب میں وہی ہے میں چونکہ صاحب علم توحید و عرفان ہوں اُس آتما کو اپنے اندر اور سب میں محیط دیکھتا ہوں تو پنداد خودی رکھتا ہے اِسلئے آتما کو اپنی حقیقت نہیں جانتا۔

رُباعی

گر بہپ سندم ز حالِ زندگی ۔ نہ صد و ہفتاد قالب دیدہ ام
در بگویم شرح حال خویش را ۔ ہمچو سبزہ بار بار دیدہ ام

अजो ऽपिसन्नव्ययात्मा भूतानामीश्वरो ऽपिसन् ॥
प्रकृतिं स्वामधिष्ठाय संभवाम्यात्ममायया ॥६॥

جان کبھی پیدا نہیں ہوتی اجسام میں ظاہر ہونا اسکا کرشمہ ہے

(۶) گو میں پیدایش اور فنا سے برتر ہوں اور مخلوقات کا مالک ہوں تاہم میں اپنی قدرت میں دخل کر کے اپنے کرشمہ سے ظاہر ہو جاتا ہوں۔

مالک عرض و سما ہوں برتر از خلق و فنا ۔ اپنی قدرت سے دلے ہوتا ہوں میں جلوہ نما

یہ کرشن کی حقیقت ہے جسے ارجن نہیں جانتا تھا پورش لازوال ہے اور کل شے میں محیط ہے وہ کبھی پیدا اور فنا نہیں ہوتا اجسام پرکرتی یعنی قدرت سے پیدا ہو کر فنا ہو جاتے ہیں۔ اجسام کے پیدا ہونے اور فنا ہونے سے پورش میں کوئی تغیر واقع نہیں ہوتا جب انسان پورش یعنی ذات کے علم نا واقف ہو جاتے ہیں اور اپنی اصلیت کو بھول جاتے ہیں اُسوقت کوئی وجود مثل کرشن پیدا ہو کر جہل کی تاریکی رفع کرتا ہے اگرچہ ذات کا پیدا ہونا ممکن نہیں ہے اور جاہل کا اُسکو اپنی ہستی تسلیم نکرنا اُسمیں کوئی فرق نہیں لاتا تاہم وہ جہل رفع کرنیکے واسطے اپنے علم کو انسان پر آشکارا کرتی رہتی ہے

यदा यदाहि धर्मस्य ग्लानिर्भवति भारत।

अभ्युत्थान मधर्मस्य तदाऽऽत्मानंसृजाम्यहम्॥७॥

جب جہل اور بدافعالی عالم میں بڑہجاتی ہی

(۷) ارجن جب کبھی نیکی گہٹ جاتی ہے اور بُرائی غلبہ پاتی ہے اوسوقت میں وجود اختیار کرتا ہوں -

جب کبھی گہٹتی ہی نیکی اور بڑہتی ہے بدی
میں عیاں ہوتا ہوں عالم میں بشکلِ عنصری

جب انقلاب زمانہ سے جہل انسانوں میں بڑہجاتا ہے اوسوقت کوئی نادروجود پیدا ہوکر علم اشراق کو ظاہر کرتا ہے اور اوتار کہلاتا ہے -

परित्राणाय साधुनां विनाशाय च दुष्कृताम्॥

धर्म संस्थापनार्थाय संभवामि युगे युगे॥८॥

تب نیکی کی بنیاد مضبوط کرنیکے واسطے علم ذات ظاہر ہوتا ہی

(۸) میں نیک آدمیوں کی حفاظت کرنے اور بدکرداروں کو غارت کرنیکے واسطے اور نیکی قایم رکھنے کیلیے وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتا ہوں -

وقت پر آتا ہوں میں انصاف کرنیکے لئے
قتل موذی اور بندہ پروری کے واسطے

जन्म कर्म च मे दिव्य मेवं योवेत्ति तत्त्वतः॥

त्यक्त्वा देहं पुनर्जन्म नैति मामेति सोऽर्जुन॥९॥

جسم اور جان کی اس حقیقت کا جاننے والا ذات میں وصل ہوتا ہی

(۹) اے ارجن جو میری حیرت انگیز پیدائش اور افعال کی حقیقت سمجھتا ہی وہ جسم کو ترک کرکے جسمانی قید میں نہیں آتا مجھہ میں وصل ہوجاتا ہی

جسنے سمجھا راز میری قدرت و افعال کا
وہ تناسخ سے رہائی پاکے مجھہ میں ملگیا

ذات کا جسم میں ظہور کرنا ایک نادر کرشمہ ہی یعنی اوسکا باوجود افعال جسمانی سے بے تعلق ہونیکے محرک

جسم نظر آنا عجیب طلسم ہے جو اس کی حقیقت کو علم معرفت کے وسیلہ سے دریافت کر لیتا ہے وہ بحالت زندگی اپنی ذات کو جسم سے علیحدہ دیکھتا ہے ازاں بعد وہ جسمانی افعال کا پابند نہیں رہتا اور ہستی بحت پاتا ہے -

वीत राग भय क्रोधा मन्मया मामुपाश्रिताः ॥

बहवो ज्ञान तपसा पूता मद्भाव मागताः ॥ १० ॥

چنانچہ ترک بیم و رجا اور علم معرفت سے بہت انسان ذات الحق میں وصل ہو چکے ہیں -

(۱۰) بیم و رجا اور غضب سے بری ہو کر میرا تصور کر کے اور میری پناہ میں آکے اور ریاض معرفت سے پاک ہو کر بہت لوگوں نے میری ہستی بحت پائی ہے -

میری ہستی میں سمائے طالبان با صفا		برق عرفان سے جلا کر خرمن بیم و رجا	

جب تک انسان بیم و رجا سے آزادی نہ پاوے تب تک اوسے علم معرفت حاصل نہیں ہو سکتا چنانچہ عارفان متقدمین بیم و رجا کو ترک کر کے اور پیدایش اور افعال کی حقیقت جانکر ذات میں وصل ہوئے ہیں

ये यथा मां प्रपद्यंते तांस्त थैव भजाम्यहम् ॥

मम वर्त्मानु वर्त्तन्ते मनुष्याः पार्थ सर्वशः ॥ ११ ॥

ذات پاک ہر ایک عقیدہ کے مطابق معبود فرض کی جاتی ہے

(۱۱) جو لوگ میرے جسطرح پر طالب ہوتے ہیں اونکو میں ویسا ہی نتیجہ دیتا ہوں اے ارجن سب لوگ میرے ہی راستہ پر چلتے ہیں -

حسب نیت سبکو میں دیتا ہوں فعلونکا ثمر	ساری دنیا کر رہی ہے میری منزل کا سفر

رباعی

ہر آن چیز کہ مقصود تو آمد	ہماں مولا و معبود تو آمد	ہر آن چیز کہ دایم در دل تست	ہماں ہشدار آخر حاصل تست

ذات واحد کل اجسام میں جلوہ گر ہے مختلف اشخاص اور فرقے اسکی نسبت مختلف عقیدے رکھتے ہیں

اور اُن میں سے ہر ایک کا فرضی وجود اوس کے عقیدے کے بموجب ہوا کرتا ہے۔

رُباعی

گر گل گذرد بخاطرت گل باشی | در بلبل بیقرار بلبل باشی | | تو جزوی و حق کل است گر روزی چند | اندیشۂ کل پیشہ کنی کل باشی

ہر انسان کی کچھ نہ کچھ تسلیم ہونی لازمی ہے اور کل انسان کا منزلِ مقصود وہی ہے

ہمہ کس طالب یار اند چہ ہشیار و چہ مست — ہمہ جا خانۂ عشق است چہ مسجد چہ کنشت

काङ्क्षन्तः कर्मणां सिद्धिं यजन्त इह देवताः॥
क्षिप्रं हि मानुषे लोके सिद्धिर्भवति कर्मजा॥ १२॥

طلبگار دُنیا صفات پرست ہوتے ہیں

(۱۲) نتیجہ افعال کے چاہنے والے اِس جہان میں دیوتاؤں کی پرستش کرتے ہیں کیونکہ دُنیا میں فعل کا نتیجہ بجلد حاصل ہوتا ہے۔

پوجتے ہیں دیوتاؤں کو غرض مند آدمی؛ | | ایسے فعلوں کا ثمر ہوتا ہے لیکن عارضی؛

پرستارِ صفات ادراکِ ذات سے محروم رہتے ہیں گو وہ دُنیوی مطالب میں کامیاب ہو جاتے ہیں

चातुर्वर्ण्यं मया सृष्टं गुणकर्मविभागशः॥
तस्य कर्तारमपि मां विद्ध्यकर्तारमव्ययम्॥ १३॥

اِنسانوں میں صرف صفات اور فعل کا فرق ہے ذات سب میں یکساں موجود ہے

(۱۳) صفت اور فعل کی تقسیم سے مینے چار ورن پیدا کئے گو میں اُنکا خالق ہوں مجھے فاعلیت سے برتر اور لازوال جان

چار ورنوں میں صفت اور فعل کی تقسیم کی | | میں نے لیکن میں سدا رہتا ہوں دونوں سے بری

دُنیا میں اِنسان چار قسم کے ہیں۔ بعض میں علمی قوت زیادہ ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ سب کے علم معاش و معاد میں رہنما بنتے ہیں اور قابلِ تعظیم خیال کئے جاتے ہیں۔ بعض ہمت مردانگی اور اعلیٰ درجہ

کی جسمانی طاقت رکھتے ہیں اور سپہ گری اور حفاظت ملک کرتے ہیں بعض کو تجارت اور مال و دولت کے انتظام کا مادہ حاصل ہوتا ہے جن کی وجہ سے کاروبار دنیوی بخوبی انجام پاتے ہیں جو لوگ ان تینوں صفتوں سے بے بہرہ ہوتے ہیں وہ اوروں کی خدمت گذاری کر کے بسر اوقات کرتے ہیں۔ کل اجسام میں آتما یعنی ذاتِ پاک محیط ہے اور باوجود اُنکے محرک معلوم ہونے کے صفت اور فعل سے برتر ہے اجسام صفت اور فعل کے تقسیم سے گوناگوں اشکال رکھتے ہیں اور پیدا اور فنا ہوتے رہتے ہیں۔

न मां कर्माणि लिम्पन्ति न मे कर्मफले स्पृहा ॥
इति मां योऽभिजानाति कर्मभिर्न स बध्यते ॥१४॥

(۱۴) نہ تو میں افعال میں آلودہ ہوتا ہوں اور نہ فعل کے نتیجہ کی خواہش رکھتا ہوں جو مجھکو ایسا جان لیتا ہے وہ فعل کا پابند نہیں ہوتا۔	ذات فعل اور اُس کے نتیجہ سے بے تعلق رہتی ہے

	جو مرا محرم ہے وہ افعال میں پھنستا نہیں		مجھ میں لوث افعال اور اُنکے نتایج کا نہیں	

آتما ساری مخلوقات میں موجود ہو کر افعال کے ظہور میں آنیکا باعث ہوتی ہے تاہم وہ افعال اور اُن کے نتیجہ سے بے تعلق رہتی ہے جو انسان اپنی ذات کو فعل سے برتر جان لیتا ہے وہ فعل کی پابندی میں نہیں آسکتا۔

एवं ज्ञात्वा कृतं कर्म पूर्वैरपि मुमुक्षुभिः ॥
कुरु कर्मैव तस्मात्त्वं पूर्वैः पूर्वतरं कृतम् ॥१५॥

(۱۵) اسی عقیدے کیساتھ زمانہ سابق کے طالبان نجات نے فعل کئے تھے تو بھی وہ فعل کر جو کہ متقدمین بیشتر کر چکے ہیں۔	عارفان گذشتہ نے یہ اصول تعلیم کر کے فعل کئے تھے اُن کی تقلید لازم ہے

	تو بھی کر وہ کام جسکو کر چکے سب بیشتر		پہلے عارف کرتے آئے ہیں عمل اِس علم پر ہا	

عارفوں نے زمانہ گذشتہ میں یہ خیال رکھکر کہ ذات فعل سے برتر ہے فعل کئے تھے چونکہ یہ اون کا

طریقہ درست تھا تجھکو اوسکی پیروی لازم ہے -

किं कर्म किम कर्मेति कवयोऽप्यत्र मोहिताः ॥
तत्ते कर्म प्रवक्ष्यामि यज्ज्ञात्वा मोक्ष्यसेऽशुभात् ॥१६॥

فعل کی پابندی اور فعل سے بریت میں بہت باریک فرق ہے

(۱۶) فعل کی کیا تعریف ہے اور فعل سے بریت کسکو کہتے ہیں دانشمند بھی اس امر میں حیران ہیں میں تجھے وہ فعل بتاتا ہوں جسکی حقیقت سمجھکر تو شکوک بری ہو جائے گا -

امتیازِ قید و آزادی میں عاجز ہیں عقل ؛		میں تجھے کاہش سے بچنے کی بتاتا ہوں سبیل	

آزادی و پابندی افعال میں تمیز کرتے ہوتے دانشمندوں کی عقل بھی چکراتی ہے کہ یہ رمز بہت دقیق ہے اسکی تشریح آگے اٹھارہویں منتر میں دیکھو

कर्मणो ह्यपि बोद्धव्यं बोद्धव्यंच विकर्मणः ॥
अकर्मणश्च बोद्धव्यं गहना कर्मणो गतिः ॥१७॥

امر و نہی دو قسم کے فعل ہیں اور فعل سے بری ہونیکا مقام اعلیٰ ہے

(۱۷) نیک افعال بد افعال اور ترک افعال میں تمیز کرنا واجب ہے ترک افعال کی ماہیت کا دریافت کرنا مشکل امر ہے -

ترک فعل و فعل نیک و فعل بد پہچان لے		منزلِ اعلیٰ ہے ترکِ فعل دل میں ٹھان لے	

افعال نیک و بد دو قسم کے ہوتے ہیں جنکا فرق سمجھنا آسان ہے ذات مصدر فعل نہیں ہے اوسکی تمیز کے واسطے علم عرفان درکار ہے -

कर्मण्य कर्मयः पश्ये दकर्मणि च कर्मयः ॥
सबुद्धि मान्मनुष्येषु सयुक्तः कृत्स्न कर्मकृत् ॥१८॥

جو ذات میں صفات اور صفات میں ذات کو دیکھتا ہے وہ فعل سے بری اور عارف ہے

(۱۸) جو بشر افعال میں ترک افعال کا ہونا اور ترک افعال میں

افعال کا ہونا مشاہدہ کرتا ہے وہ عارف اور واصل ہے چاہے تمام افعال اوس سے سرزد ہوتے ہوں۔

لازم و ملزوم ہی ایجاب و ترک افعال کا	واصل حق ہی وہ عارف جسپہ یہ عقدہ کھلا

نتیجہ کی اُمید رکھکر خواہش کے ساتھ جو کچھ کیا جاتا ہے وہ فعل کہلاتا ہے بلا اُمید نتیجہ اور بیخواہش جو کچھ سرزد ہوتا ہے۔ اوسے فعل سے بریت کہتے ہیں فعل دونوں میں ہوتا ہی فرق انسان کے تعلق اور بے تعلقی سے کرنیکا ہے فعل سے بریت کے معنی ترک فعل نہ سمجھنے چاہئیں اکرم یعنی بریت از فعل ایک حالت کیف کی ہے جو بہت غور سے معلوم ہو سکتی ہے اِس منتر کے معنی باریک اور غور طلب ہیں انفاس یعنی پران وایان سے سب حرکات و فعل ہوتے ہیں سمان والیو بالذات قایم اور محیط ہے یعنی اوسمیں سب فعل ہوتے ہیں اور وہ سب افعال میں محیط ہے سمان اور پران وغیرہ کی تشریح ساتویں ادھیا کے خُلاصہ میں دیکھو۔

यस्य सर्वे समारंभाः काम संकल्प वर्जिताः॥
ज्ञानाग्नि दग्ध कर्माणंतमाहुः पंडितं बुधाः॥१९॥

فعل سے بریت پانیکا وسیلہ علم معرفت ہی	(۱۹) جو تمام فعلوں کو بغیر کسی خواہش کے کرتا ہے اور (اسیطرح) اونہیں آتش عرفاں میں جلا دیتا ہی دانشمند اوسکو عارف کہتے ہیں۔

آتش عرفاں میں کُل افعال جس کے جل گئے	کاملوں کی منزلت دُنیا میں حاصل ہی اُسے

عارف بیخواہش نتیجہ فعل کرتا ہے اور علم عرفان کی نظر سے افعال کو ہیچ جانتا ہے فعلوں کی آتش عرفاں میں جلانے کے یہی معنی ہیں۔

त्यक्त्वा कर्म फला संगं नित्य तृप्तो निराश्रयः॥
कर्मण्यभि प्रवृत्तो ऽपि नैव किंचित्करोति सः॥२०॥

(۲۰) جو فعل کے نتیجہ سے غرض نہ رکھکر ہمیشہ مطمئن اور آزاد رہتا ہے وہ فعلوں کو کرتے ہوئے بھی کچھہ نہیں کرتا۔	عارف کا فعل کرنا مثل نکرنے کے ہوتا ہے۔

	فعل سے برتر ہے لیکن فعل پر مجبور ہے		جو تمنا دور کرکے ذات میں مسرور ہے

نتیجہ پر نظر نہ رکھکر بے تعلقی سے جو فعل کیا جاتا ہے اسکا کرنا نکرنے کے مساوی ہو جاتا ہے۔

निराशीर्यत चित्तात्मा त्यक्त सर्व परिग्रह: ॥
शारीरं केवलं कर्म कुर्वन्नाप्नोति किल्बिषम् ॥२१॥

(۲۱) جو اُمیدوں سے رہائی پاتا ہو اپنے خیال کو مطیع کر لیتا ہو اور سب پابندیوں سے آزاد ہو جاتا ہے وہ صرف جسم سے فعل کرتا ہوا گنہگار نہیں ہوتا	مصدر فعل جسم ہے جان فعل سے ہمیشہ بری ہے

	مورد عصیاں نہیں افعال سے آزاد ہے		جو معیشت سے بری مستغنی و دلشاد ہو

عارف مطالب دُنیوی کے حاصل کرنیکی اُمید نہ رکھکر اور قوت متخیلہ کو قابو میں کرکے فعل کرتا ہے اسطرح جو فعل بے تعلقی کی حالتمیں اوسکے جسم سے صادر ہوتے ہیں اونکی قید میں وہ نہیں پڑتا پابندی اوسوقت ہوتی ہے جبکہ انسان بوجہ پندار کے اپنے آپکو اون کا فاعل مانتا ہو پابندی سے آزاد رہنے کی مرد وزن و فرزند و دولت و دُنیا کا چھوڑنا نہیں ہے۔ جسمانی افعال تو عارف کو بھی کرنے پڑتے ہیں ذات کو اون سے علیحدہ اور برتر سمجھنا معرفت ہے۔

यदृच्छा लाभ संतुष्टो द्वंद्वातीतो विमत्सर: ॥
सम: सिद्धा वसिद्धौ च कृत्वापिन निबद्ध्यते ॥२२

(۲۲) جو بغیر خواہش کے حاصل ہوئی شے پر قناعت کرتا ہے متضاد خیالات کو دل میں جگہ نہیں دیتا تعصب سے تعلق نہیں رکھتا اور کامیابی و ناکامی میں یکساں رہتا ہو وہ فعل کرنے پر بھی پابند نہیں ہوتا	عارف مسرور اور بے تعلق ہو کر پابند فعل نہیں ہوتا

چو موحد بغرض اور مست ہی ہر حال میں	فعل کے ہوتے وہ آلودہ نہیں افعال میں

سامانِ قدرت سے جو کچھ پیش آتا ہے عارف اُسی میں خوشحال رہتا ہے نیکی و بدی کامیابی و ناکامی رنج و راحت وغیرہ کے متضاد خیالات اوس کے دلمیں پیدا نہیں ہوتے وہ کسی کے ساتھ الفت اور تعصب نہیں رکھتا اور بے تعلق ہو کر فعل کرتا ہی پس اوسمیں نہیں پھنستا۔

गत संगस्य मुक्तस्य ज्ञाना वस्थित चेतसः॥

यज्ञाया चरतः कर्म समग्रं प्रविलीयते ॥२३॥

عارف فعل کا صدور قدرت سے جانتا ہی اور اپنی ذات کو اُس سے بری سمجھتا ہے

(۲۳) جو بے تعلق رہنے کے باعث آزاد اور علم ذات میں مستغرق ہو جاتا ہی اور فعل کو دریا من قدرت سمجھکر کرتا ہی اُسکے کل فعل معدوم ہو جاتے ہیں۔

علم حق سے پاک باطن ہو چکا ہی جو بشر	اِس پہ ہو سکتا ہی کب افعال قدرت کا اثر

ब्रह्मार्पणं ब्रह्म हविर्ब्रह्माग्नौ ब्रह्मणा हुतम्॥

ब्रह्मैव तेन गंतव्यं ब्रह्मकर्म समाधिना ॥२४॥

عارف کی تسلیم یعنی گیان یوگ

(۲۴) جو یگ کرنیکے آلہ کو۔ یگ میں ڈالنے کی شے کو۔ یگ کی آگ کو یگ کرنیوالیکو اور یگ کے کرنیکو ذات واحد تصوّر کرتا ہے اوسکا ذات واحد سے وصال ہوتا ہے۔

فعل و فاعل ظرف و آلہ کل جمالِ ذات ہے	ذات کی تسلیم کا ثمرہ وصالِ ذات ہے
صوفی شدہ نیست ہست را مذہب نیست	با دوست رسیدہ را دگر مطلب نیست
رب ارس رب شد تمام رب ار ربا نیست	ہر جا خورشید ہست آنجا شب نیست

दैवमेवापरे यज्ञं योगिनः पर्युपासते ॥

ब्रह्माग्नावपरे यज्ञं यज्ञेनैवोपजुह्वति ॥

॥२५॥

صفات پرستی اور اجپا جاپ

(۲۵) بعض اشخاص جو کرم کے پابند ہیں دیوتاؤں کا یگ کرتے ہیں بعض ذات واحد کی آتش میں عمل کو عمل کی مدد سے جلاتے ہیں۔

مانتا ہے کوئی تو خالق سے فعلوں کا وجود — کوئی فعلوں کو سمجھتا ہے ملایک کا شہود

श्रोत्रादीनीन्द्रियाण्यन्ये संयमाग्निषु जुह्वति

शब्दादीन्विषयानन्ये इन्द्रियाग्निषु जुह्वति ॥२६॥

شرتی سادھنا اور اشٹانگ یوگ کا طریقہ

(۲۶) بعض قوت سامعہ وغیرہ حواس کو ضبط کی آگ میں جلاتے ہیں بعض صوت وغیرہ محسوسات کو حواس کی آگ میں جلاتے ہیں

ضبط کی آتش میں جلتے ہیں کسیکے سب حواس — انکی زد کو روکتا ہے دل سے کوئی خودشناس

सर्वाणीन्द्रियकर्माणि प्राणकर्माणि चापरे ॥

आत्मसंयमयोगाग्नौ जुह्वति ज्ञानदीपिते ॥२७॥

سن دھیان کا طریقہ

(۲۷) بعض سب حواس کے فعلوں اور نفس کے فعلوں کو ضبط دل کی آگ میں جو علم ذات سے روشن ہے جلاتے ہیں۔

بعض شاغل جملہ فعلوں کو حواس اور نفس کے — خاک کردیتے ہیں اپنے شعلہ زن عرفان سے

द्रव्ययज्ञास्तपोयज्ञा योगयज्ञास्तथापरे ॥

स्वाध्यायज्ञानयज्ञाश्च यतयः संशितव्रताः ॥२८॥

دان تپ اور پاٹھ یا تحصیل علم

(۲۸) بعض مستقل مزاج طالب خیرات کا یگ زہد کا یگ یوگ

کا یگ اور تحصیل علوم معقولات و منقولات کا یگ کہتے ہیں۔

کوئی تو عابد ہو کوئی زاہد فیاض ہو   واقفِ رازِ نہاں کوئی ذکی مرتاض ہے

अपाने जुह्वति प्राणं प्राणे ऽ पानं तथा परे ॥
प्राणापान गती रुद्ध्वा प्राणायाम परायणाः ॥ २९ ॥

پرانایام کا طریقہ

(۲۹) بعض اشخاص جو حبس نفس کے شاغل ہوتے ہیں وہ پران اور اپان کی حرکتوں کو روک کر پران کو اپان میں اور اپان کو پران میں جھونکتے ہیں

حرکت انفاس کو بالا و پائیں روک کر   سوختہ کر دیتا ہے کوئی حبس دم کی آگ پر

پرانایام کے شغل کی تشریح کے واسطے پانچویں ادھیا کے آخر میں تصویر کو دیکھو۔

अपरे नियता हाराः प्राणान् प्राणेषु जुह्वति ॥
सर्वे ऽप्येते यज्ञविदो यज्ञ क्षपित कल्मषाः ॥ ३० ॥

تقلیل غذا سے نفس کے مغلوب کرنیکا طریقہ

(۳۰) بعض لوگ جو اندازہ کے موافق غذا کھاتے ہیں پرانوں کو پرانوں میں سوختہ کرتے ہیں یہ سب کے سب یگ کے جاننے والے یگ کے ذریعہ سے گناہوں سے پاک ہوتے ہیں۔

نفس کُش کرتے ہیں کم کھا کے خواہش کو ہلا   جملہ شاغل شغل کی برکت سے ہو جاتے ہیں پاک

یگ کا اشارہ اُن مختلف اشغال کی طرف ہے جن کا ذکر اوپر ہوا ہے اوپر کے منتروں سے ثابت ہے کہ یگ کے معنی عمل یا ریاض کے ہیں۔

यज्ञशिष्टा ऽ मृतभुजो यान्ति ब्रह्म सनातनम् ॥
नायं लोको ऽस्त्ययज्ञस्य कुतो ऽन्यः कुरु सत्तम ॥ ३१ ॥

ریاضات کا نتیجہ حصول معرفت اور وصال ذات ہے

(۳۱) اے ارجن جو یگ سے حاصل کئے ہوئے آبحیات کو پیتے ہیں وہ ذات لازوال کو پاتے ہیں اور جو یگ نہیں کرتے اُن سے دنیا بھی نہیں سنبھلتی عقبیٰ کا تو کیا ذکر کیا جائے۔

شغل کی ظلمات میں ہی وصل کا انجیات		دین دُنیا میں نہیں اسکے سوا راہِ نجات	

جن اشغال کا اوپر بیان ہوا ہے اونکا نتیجہ اور ماحصل علم ذات ہے جو شخص اون کے انجام میں علم ذات کو نہیں پاتا ہے وہ وصال ذات سے محروم رہتا ہے اس لئے اشغال کو منزلِ مقصود جاننا نہ چاہیے بلکہ اون کو علم ذات کے حاصل کرنے کا وسیلہ سمجھنا چاہیے اور جس انسان کا کچھ بھی شغل نہیں ہوتا ہے اور جو اپنے فرائض کے ادا کرنے میں بالکل قاصر رہتا ہی وہ ظاہری اور باطنی دونوں قسم کی خوشی سے محروم رہجاتا ہے۔

एवं बहुविधा यज्ञा वितता ब्रह्मणो मुखे ॥
कर्म जान्विद्धि तान्सर्वा नेवं ज्ञात्वा विमोक्ष्यसे ॥३२॥

ویدوں میں جو یگ لکھے ہوئی ہیں وہ سب عمل ہیں۔

(۳۲) اسطور پر جو بہت اقسام کے یگ وید میں درج ہیں اون سب کی پیدائش عمل سے خیال کر۔ اس عقدے کے حل کر لینے سے نجات حاصل ہوتی ہے۔

ویدسے ظاہر کیا جن بے شمار اشغال کو		وہ عمل کی صورتیں ہیں اُنسے تو آزاد ہو ::	

جتنے ادراک ذات کے طریقے ویدوں میں بیان کیے گئے ہیں اون میں سے کوئی بھی عمل سے خالی نہیں رہی یعنی ہر ایک میں حواس اور دل وغیرہ میں سے کسی نہ کسی سے شغل کیا جاتا ہی وہ طریقہ جس میں کوئی عمل کرنا نہیں پڑتا گیان یوگ ہی اسکے اصول کی تشریح پانچویں ادھیاکے ۲۷ منتر میں درج ہے

श्रेयान् द्रव्य मया द्यज्ञा ज्ञान यज्ञः परंतप ॥

सर्वं कर्मा ऽखिलं पार्थ ज्ञाने परि समाप्यते ॥३३॥

عملی ریاضت سے علمی ریاض اعلیٰ ہے	(۳۳) اے ارجن علمی یگ سے عملی یگ اعلیٰ ہے اے ارجن سب اعمال علم میں کلیتاً انجام پاتے ہیں۔

	بخشش دولت سے کسب علم اعلیٰ کام ہے		علم میں ارجن تمام اعمال کا انجام ہے۔	

بھگوت گیتا نے ہر جگہہ علم کو عمل پر سبقت اور فضیلت دی ہے اور اوس کو سب سے اعلیٰ کہا ہے اور اوس کا حاصل کرنا انسان کے حیات کا سب سے بڑا فرض بتایا ہی چنانچہ مندرجہ بالا اشغال کا مدعا اور مطلب علم ذات کا حاصل کرنا ہی جب بشر کو اس علم کی سچی راحت میسر ہوتی ہی اوسکی نزدیک تمام اعمال ہیچ ہو جاتے ہیں

तद्विद्धि प्रणि पातेन परि प्रश्नेन सेवया ॥
उपदेक्ष्यंतिते ज्ञानं ज्ञानि नस्तत्व दर्शिनः ॥३४॥

عارفوں سے یہ علم حاصل ہوتا ہے	(۳۴) سمجھ لے کہ حقیقت شناس عارف تعظیم التجا اور خدمت کرنے پر تجھے وہ علم (معرفت) بتائینگے۔

	خدمت و تعظیم سے جب تو کرے گا التجا		رہبر کامل تجھے دیں گے سبق اس علم کا	

عارفوں کا ادب کرنا اور اون کی خدمت گذاری اسلئے واجب ہے کہ وہ آبحیات اونہیں کی صحبت بابرکت سے ملتا ہے۔

यज्ज्ञात्वा न पुनर्मोह मेवं यास्यसि पांडव ॥
येन भूतान्य शेषेण द्रक्ष्यस्या त्मन्यथो मयि ॥३५॥

اس علم سے غفلت جاتی رہتی ہی اور انسان ذات کے سرور کو پاتا ہے	(۳۵) جس سے واقف ہو کر تو اے ارجن پھر ایسی غفلت میں گرفتار نہیں ہوگا اور جسکے ذریعہ سے تو کل عالم کو اوّل اپنے اندر بعد ازاں مجھ میں موجود دیکھیگا۔

	جسکے باعث تیرہ غفلت سے تو چھوٹ جائیگا		اپنے اندر اور پھر مجھ میں یہ عالم پائیگا	

اِنسان نادانی کی وجہ سے اپنے آپ کو جزو سمجھتا ہے جب علم ذات کے وسیلہ سے اوس کی نادانی رفع ہوجاتی ہے اوسوقت وہ ذات واحد کو کل عالم کی ہستی سمجھتا ہے۔

अपि चे दसि पापेभ्यः सर्वेभ्यः पाप कृत्तमः ॥
सर्वं ज्ञान प्लवे नैव वृजिनं सं तरिष्यसि

گنہگار بھی اِس کے وسیلہ سے نجات پاتا ہے

(۳۶) گو تو سب گنہگاروں سے بھی زیادہ گنہگا ہوتا ہم علم عرفان کی کشتی کے وسیلہ سے گناہ (کے دریا) سے پار ہو گا۔

	کشتیِ عرفان میں ہو گا قلزم عصیاں سے پار		خواہ تو ہو سب گنہگاروں سے بڑھکر شرمسار	
باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ	صد بار اگر توبہ شکستی باز آ	ایں درگہ ما درگہ نومیدی نیست		گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ

यथैधांसि समिद्धोऽग्निर्भस्म सात्कुरुतेऽर्जुन ॥
ज्ञानाग्निः सर्व कर्माणि भस्म सात्कुरुते तथा ॥ ३७॥

یہ علم مثل آتش کے عذاب اور ثواب دونوں کو جلا دیتا ہے

(۳۷) جیسے شعلہ زن آگ لکڑیوں کو خاکستر کر دیتی ہے ویسے ہی آتش عرفان سب عملوں کو جلا دیتی ہے۔

	آتشِ عرفان جلا دیتی ہے کُل افعال کو		خاک کر دیتی ہے آتش لکڑیوں کی ٹال کو	

नहि ज्ञानेन सदृशं पवित्र मिह विद्यते ॥
तत्स्वयं योग संसिद्धः काले नात्मनि विंदति ॥ ३८॥

علم ذات علم صفات سے اعلیٰ ہے اور اپنا شاہد آپ ہے

(۳۸) علم معرفت کی برابر دُنیا میں کوئی شے پاک نہیں ہے اسلئے کہ وہ علم اِنسان کو اوس کے عمل کے تکمیل پانے پر خود بخود حاصل ہوتا ہے۔

	خود بہ خود شاغل کو ہو جاتا ہے یہ عین الیقین		معرفت سے پاک تر دُنیا میں کوئی شے نہیں	

علم ذات قایم بالذات ہے اور سب علوم اور عملیات صفاتی ہیں اور انجام رکھتے ہیں۔

श्रद्धावांल्लभते ज्ञानं तत्परः संयतेंद्रियः ॥
ज्ञानं लब्ध्वा परां शान्ति मचिरेणाधि गच्छति ॥ ३९ ॥

شوق اور طلب سے یہ علم جلد حاصل ہوتا ہے

(۳۹) جو تیز فہم اور اہل ارادت ہے اور اپنے حواس پر غالب ہے وہ علم معرفت حاصل کر کے جلد سرور ابدی کو پاتا ہے۔

طالب روشن ضمیر و صادق و پرہیزگار
علم کی تکمیل سے فی الفور پاتا ہے قرار

غواصی کن گرت گوہرے باید
خواہان را چارہ ہنرے باید
سر رشتہ بدست دوست جان بکف دست
دم نازون و قدم زسرے باید

अज्ञश्चाऽश्रद्दधानश्च संशयात्मा विनश्यति ॥
नायं लोकोऽस्ति नपरो नसुखं संशयात्मनः ॥ ४० ॥

جاہل علم پاک سے بے نصیب رہتے ہیں

(۴۰) جو شخص جاہل اور بے ارادت ہے اور حواس سے مغلوب رہتا ہے وہ برباد ہو جاتا ہے اپنا دل جسکے قابو میں نہیں اوسے نہ تو دنیا اور عقبیٰ کی آسایشیں میسر ہوتی ہیں اور نہ اوسکے دل کو چین نصیب ہوتا ہے۔

جہل اور بے اعتقادی کا نتیجہ ہے فنا
راحت دایم کو کھو دیتا ہے بندہ وہم کا

جو شخص جہل پست ہمتی اور بے اعتقادی کی وجہ سے علم معرفت کے حاصل کرنے میں قاصر رہتا ہے اور اپنے دلکے شکوک اور واہمات کو رفع نہیں کر سکتا اُسکی اور حیوان کی زندگی میں بہت کم فرق ہے

योग संन्यस्त कर्माणं ज्ञान संछिन्न संशयम् ॥
आत्मवंतं नकर्माणि निबध्नति धनं जय ॥ ४१ ॥

علم معرفت کے ذریعے افعال کو ترک کر دیتے ہیں اور علم حقیقت سے شکوک رفع کر لیتے ہیں وہ مقید افعال نہیں ہوتے

(۴۱) اے ارجن جو انسان افعال سے بے تعلقی اختیار کرتا ہے اور تیغ عرفان کی مدد سے شکوک کو قطع کرتا ہے اور اپنے دل کو

قابو میں آتا ہے وہ افعال کی قید سے بری ہو جاتا ہے۔

محو کرکے سارے فعلوں کو سکونِ قلب میں جو سراپا ذات کے دیدار میں مسرور رہے		رفع کرکے علم باطن سے شکوک اور حجتیں یاد رکھ ارجن وہ آفات عمل سے دور ہے	

جب قوت متخیلہ کلیتاً بطون کی طرف رجوع ہوتی ہے اور بحر عرفان میں سماتی ہے اوسوقت سب فعل خود بخود ترک ہو جاتے ہیں اور جو وسوسات بطون میں وقتاً فوقتاً پیدا ہوتی ہیں اور وہ علم حقیقت کے ادراک سے دور ہو جاتے ہیں۔

तस्माद ज्ञान संभूतं हृत्स्थं ज्ञानासिनात्मन:।

छित्वैनं संशयं योग मातिष्ठोत्तिष्ठ भारत ॥४२॥

(۴۲) پس اے ارجن تو ان شکوک کو جو تیرے دل میں نادانی کی وجہ سے پیدا ہو گئے ہیں علم عرفان کی تلوار سے قطع کرکے افعال سے بے تعلق رہنے کے اصول پر کار بند ہو اور جنگ کرنے پر مستعد ہو۔

انسان اپنے شکوک کو علم حقیقت سے قطع کرے اور میدان معرفت میں قدم رکھے

وہم کی گردن کو تیغ معرفت سے قطع کر		اور ادائے فرض میں مشغول ہو اے نامور	

شکوک جہل کی تیرگی سے پیدا ہوتے ہیں اور علم روشنی بطون ہے اُس روشنی کے مقابل اندھیرا نہیں ٹھہر سکتا علم میں قیام پذیر ہونے کو یوگ کہتے ہیں۔

इति श्री मद्भगवद्गीता सूपनिषत्सु ब्रह्म विद्यायां योग शास्त्रे श्री कृष्णार्जुन संवादे कर्म संन्यास योगो नाम चतुर्थो ऽध्याय: ॥४॥

شری بھگوت گیتا کے مخفی علم الوہیت کی طریقت کے بارہ میں

شری کرشن اور ارجن کی تقریر کی چوتھی ادھیا

کرم سنیاس یوگ نام ختم ہوئی

چوتھی ادھیا کا خلاصہ

آتما لازوال محیط اور قدیم ہے اور مصدر علم و سرور ہے اُسکا علم کبھی ضایع نہیں ہوتا البتہ کبھی پوشیدہ اور کبھی آشکارا ہوتا رہتا ہے صرف عارف اِس رمز کو جانتے ہیں۔ جاہل تموگن یعنی صفت ادنیٰ کے غالب ہونے کی وجہ سے اوس کے سمجھنے سے معذور رہتے ہیں اور انسانوں میں صِرف صفت اور فعل کا فرق ہوتا ہے آتما تو سب میں یکساں موجود ہے وہ آتما جسمانی افعال اور اُن کے نتیجہ سے بے تعلق رہتی ہے پس اِنسان بے تعلق ہوکر فعل کرنے سے آتما میں وصل ہو سکتے ہیں کرم سنیاس یعنی ترک فعل کے یہی معنی ہیں۔ فعل دو قسم کے ہیں فعل با تعلق اور فعل بے تعلق اوّل قسم کے فعل میں نیک و بد کا تمیز ہوتا ہے۔ اور وہ ادنیٰ ہے دوسری قِسم کے فعل میں نظر نیکی و بدی دونوں سے اُٹھ جاتی ہے اور وہ عارفوں کے طریقے کے مطابق ہے اِس طرح پر عمل کرنے سے تمام افعال آتِش عرفان میں سوخت ہوجاتی ہیں اور اِنسان ذات میں مستغرق ہو جاتا ہے وید میں جتنے مختلف عملی طریقے درج ہیں اونکا اصلی مطلب اور نتیجہ علم معرفت کا حاصل کرنا ہے اور علم معرفت وہ سب سے اعلیٰ شئے ہے جسکے بغیر شکوک رفع نہیں ہوتے اور آرام نہیں ملتا پس اِنسان کو واجب ہے کہ وہ اوسی کا طالب ہو۔

پانچویں ادھیا سنیاس یوگ

अर्जुन उवाच

संन्यासं कर्मणां कृष्ण पुनर्योगं च शंससि ॥
यच्छ्रेय एतयोरेकं तन्मे ब्रूहि सुनिश्चितम् ॥ १ ॥

کرم سنیاس اور کرم یوگ اِن دونوںمیں سے کونسا بہتر طریقہ ہے

ارجن نے کہا۔ (۱) اے کرشن آپ کرم سنیاس کی اور ساتھ ہی کرم یوگ کی ہدایت کرتے ہیں اِن میں سے جو طریقہ بہتر ہے وہ ٹھیک طور پر مجھے بتایئے۔

	ترکِ و ایجابِ عمل دو نو بتائے آپ سنے		ان میں بہتر جو روش ہے اوسکو ظاہر کیجیے	

اوپر کی تلقین سے ارجن نے کرم سنیاس کے معنی فعل کا نکرنا اور کرم یوگ کے معنی فعل کا کرنا خیال کیا یعنی اونکو دو مخالف امر سمجھا اس لیے اوس نے یہ سوال پیش کیا ہے۔

श्री भगवानुवाच

संन्यासः कर्म योगश्चनिः श्रेय सकरा वुभौ ॥
तयोस्तु कर्म संन्यासा त्कर्म योगो विशिष्यते ॥ २ ॥

کرم سنیاس اور کرم یوگ دونوں لازم ملزوم ہیں مگر کرم یوگ اعلیٰ ہے

شری بھگوان نے جواب دیا۔ (۲) اگرچہ کرم سنیاس اور کرم یوگ دونوں عمدہ ہیں لیکن منجملہ انکے کرم سنیاس سے کرم یوگ اعلیٰ ہے۔

	گرچہ دونوں ہی طریقوں کا بخیر انجام ہے		ترک سے دنیا میں ترکِ ترک اعلیٰ کام ہے	

عارفا کی نظر میں کرم سنیاس اور کرم یوگ دو مخالف امر ثابت نہیں ہوتے بلکہ لازم ملزوم ہیں کرم سنیاس سے مراد سانکہ یعنی علم حقیقت ہے جو لفظ تت سے مناسبت رکھتا ہے اور

جس سے قلب کی حرکت ساکت کیجاتی ہے۔ کرم یوگ کے معنی ویدانت یعنی علم معرفت ہیں جو لفظ اوم سے نسبت رکھتا ہے اور وصال کی منزل کا بیان ہے۔ وصال سکون قلب سے حاصل ہوتا ہے اور سکون قلب وصال کا لوازمہ ہے۔ افعال سے بے تعلقی اختیار کرنا کرم سنیاس ہے اور افعال سے بے تعلقی ہو جانا کرم یوگ ہے۔

ज्ञेयः सनित्य संन्यासी योन द्वेष्टि न कांक्षति ॥

निर्द्वंद्वो हि महाबाहो सुखं बंधात्प्र मुच्यते ॥३॥

سنیاسی اوسے کہتے ہیں جو شوق و نفرت کو ترک کر دیتا ہے

(۳) ہمیشہ اسکو تارک سمجھنا چاہیے جو رغبت و نفرت نہیں رکھتا اے ارجن جو خیالات متضادہ نہیں رکھتا وہ باسانی قید افعال سے آزاد ہو جاتا ہے

	ہے وہ تارک جسنے رغبت اور نفرت چھوڑدی		ہے وہ سالک بیخودی میں جسکو آزادی ملی	

سنیاسی وہی ہے جو کسی شے سے رغبت نفرت نہیں رکھتا اور واہمات سے نجات پاتا ہے ظاہری سامان کے ترک کردینے سے انسان سنیاسی نہیں ہو جاتا۔

सांख्य योगौ पृथग्बालाः प्रवदंति न पंडिताः ॥

एक मप्यास्थितः सम्य गुभयोर्विंदते फलम् ॥४॥

سانکھ اور یوگ بالمعنی ایک ہیں

(۴) سانکھ اور یوگ کو طفل جدا بتاتے ہیں نہ کہ دانشمند جو بشر کسی ایک پر قادر ہوتا ہے اوسے دوسرے کا نتیجہ بھی بخوبی حاصل ہو جاتا ہے۔

	مختلف جذب و سلوک احوال کو آتا ہے نظر		ایک کی تکمیل سے ملتا ہے دونوں کا ثمر	

علم حقیقت کے بغیر علم معرفت کبھی حاصل نہیں ہوتا اور علم معرفت کے حاصل ہوئے بغیر علم حقیقت درجہ تکمیل پر نہیں پہونچتا اسلئے وہ دونوں طریقے بالمعنی واحد ہیں۔

مقولہ کبیر صاحب

جگت تت کرم اوپاسنا دھیان جوگ اور سانکھ
بنا سانکہ پاوے نہیں پرم تتو کا بھیو
سانکہ کرے من شدھ ہو پر تہا جاوے بھیو
نرنے سانکہ بچار کا پھل آنند پہچان
سانکہ یوگ دو ماننا ہی احوال کا کام
سانکہ یوگ کا ساتھ ہی وہی سانکہ وہی یوگ
سانکہ یوگ کے بھید کو پرگھٹ کردں بکھان
دست سانکہ بن دور رہتی ہوئی سانکہ ہی پاس

سات جتن ہیں سانکہ کُھ جون پنچھی کے پانکہ
کون دیو رچا کرے یہی سانکہ ہے دیو
ترت ملے تت کال پھل الیسا پرگھٹ دیو
جتنا جسکو سانکہ ہے اوتنا آنند جان
کہتے ماتر جانئے سانکہ یوگ دو نام
سانکہ کیا جن دست کا وہی دست ہی یوگ
دست ایک جانی نہ تھی اب وہ جانی جان
وہی پاس وہی یوگ ہی ہوا پاس میں باس

यत्सांख्यैः प्राप्यते स्थानं तद्योगैरपि गम्यते ॥
एकं सांख्यं च योगं च यः पश्यति सपश्यति ॥५॥

دونوں کیفیت قلبی انسان میں باہم پائی جاتی ہیں

(۵) جس مقام پر سانکہ کے عالم پہونچتے ہیں اُسکو یوگی بھی حاصل کر لیتے ہیں سانکہ اور یوگ کو جو واحد دیکھتا ہے وہ بینندہ ہے

جسجگہ سالک پہنچتا ہی وہیں مجذوب بھی		چشم بینا میں ہی یکرنگی سلوک جذب کی

حقیقت اور معرفت، ایک ہی کیفیت قلبی کی دو مختلف اشکال ہیں۔

संन्यासस्तु महाबाहो दुःखमाप्तुमयोगतः ॥
योगयुक्तो मुनिर्ब्रह्म नचिरेणाधिगच्छति ॥६॥

علم حقیقت کا حاصل ہونا علم معرفت پر منحصر ہے

(۶) اے ارجن یوگ کے بغیر سانکہ کا حاصل ہونا مشکل ہی اور یوگ کا جاننے والا عارف ذات میں جلد وصل ہوجاتا ہے۔

قلب بے پندار کی حاجت ہے تارک کیلئے		مطمئن رہتا ہے سالک ذات کے دیدار سے	

تحقیقات باطنی کے انجام میں شاغل کو علم ذات حاصل ہوتا ہے اور علم ذات کے آشکارا ہونے سے اسکی تحقیقات درجہ تکمیل پر پہونچتی ہے۔

योगयुक्तो विशुद्धात्मा विजितात्मा जितेन्द्रियः॥
सर्व भूतात्म भूतात्मा कुर्वन्नपि नलिप्यते ॥७॥

یوگی کو افعال کی پابندی نہیں ہوتی

(۷) جو شخص یوگ کے ذریعہ سے صفائی قلب حاصل کرتا ہے اپنے دل پر فتح پاتا ہے حواس کو قابو کر لیتا ہے اور کل مخلوقات کی جان کو اپنی جان تصور کرتا ہے وہ باوجود فعلوں کے کرنے کے اونمیں آلودہ نہیں ہوتا۔

صاف باطن فاتح دل واقف ضبط حواس		ذات کی تسلیم ہیں اعمال سے ہے بے ہراس	

नैव किंचित्करोमीति युक्तो मन्येत तत्ववित्॥
पश्यञ्छृण्वन्स्पृशञ्जिघ्रन्नश्नन्गच्छन्स्वपन्श्वसन्॥८
प्रलपन्विसृजन्गृह्णन्नुन्मिषन्निमिषन्नपि॥
इंद्रियाणींद्रियार्थेषु वर्तंत इति धारयन्॥९॥

اسکی نظر مشاہدہ ذات سے غافل نہیں ہوتی۔

(۸ و ۹) حقیقت شناس عارف جانتا ہے کہ دیکھتے۔ سنتے۔ چھوتے سونگھتے۔ کھاتے۔ چلتے۔ سوتے۔ سانس لیتے۔ بولتے۔ چھوڑتے۔ پکڑتے آنکھ کھولتے۔ اور بند کرتے وقت حواس کا فعل محسوسات کیجانب ہوتا ہے وہ کچھ نہیں کرتا

کھاتے چلتے سانس لیتے سوتے سنتے دیکھتے بولتے چھوتے پکڑتے چھوڑتے اور سونگھتے		اپنی پلکیں بند کرتے یا کھلی رکھتے ہوئے۔ بے تعلق اجر سے ہے سالک اپنے فعل سے	

یوگی ذات کو صفات قیود سے منزہ جانتا ہے اِسلئے وہ تمام جسمانی اور روحانی افعال کے سرزد ہونے پر بھی اون افعال سے بے تعلقی رہتا ہے اور مشاہدہ ذات میں مسرور رہتا ہے -

ब्रह्मण्या धाय कर्मोणि संगंत्यक्त्का करोतिय: ॥

लिप्यते नस पापेन पद्म पत्र मिवां भसा ॥ १०॥

(۱۰) جو اپنے افعال قدرت کو تفویض کر کے اونہیں بے تعلقی کے ساتھ کرتا ہے وہ گناہ سے اِس طرح بے لوث رہتا ہے جیسے کنول کا پتہ کسی تالاب کے پانی میں -

جو اپنے پندار کو فنا کردیتا ہے وہ آلودہ گناہ نہیں ہوتا

جو ادا کرتا ہے اپنا فرض خواہش چھوڑ کر	برگ نیلوفر ہے سیلاب گنہ میں وہ بشر		

قدرت کو افعال تفویض کرنے کے یہ معنی ہیں کہ افعال کو اپنے سے منسوب نکرنا اور اونکا صدور قدرت سے جاننا چاہیے -

कायेन मनसा बुध्दया केवलै रिन्द्रियै रपि ॥

योगिनः कर्म कुर्वंति संगं त्यक्त्वात्म शुध्दये ॥११॥

(۱۱) یوگی صفائی قلب حاصل کرنے کے لئے بے تعلق ہو کر جسم دل عقل اور حواس سے فعل کرتا ہے

عارف اپنے بطون سے نظر نہیں ہٹاتا اور افعال کی تکمیل جسم وغیرہ میں دیکھتا ہے

سالکِ آزاد بھی اپنے گذارے کے لئے	کام لیتا ہے دل و جسم و حواس و عقل سے		

عارف کل فعلوں کو جسم - دل اور عقل سے متعلق جانتا ہے - یعنی اپنی ذات سے اونہیں علیحدہ مانتا ہے -

युक्तः कर्मफलं त्यक्त्का शांति माप्नोति नैष्ठिकीम् ॥

अयुक्तः काम कारेण फले सक्तो निबध्दयते ॥१२॥

> عارف بیم و اُمید سے نظر اُٹھا کر آرام محض پاتا ہے جاہل بیم و اُمید میں گرفتار رہتا ہے۔

(۱۲) یوگی نتیجہ افعال سے نظر اُٹھا کر اِطمینانِ ابدی پاتا ہے جو بشر یوگ سے ناواقف ہے وہ نتیجہ افعال کے خواہش رکھنے کے باعث پابند افعال ہوتا ہے۔

بے ہوس عارف کو حاصل ہے سکونِ دائمی ۔۔۔ پانوں میں جاہل کے پڑتی ہے طمع کی بیکڑی

عارف کہ ہمہ بند دوئی را بگسیخت ۔۔۔ چوں شیر و شکر بوحدتِ صرف آمیخت

عارف نظر بالذات اور آزاد رہتا ہے۔ جاہل نظر بالغیر ہونے کی وجہ سے پابند صفات ہو جاتا ہے۔

सर्व कर्माणि मनसा संन्यस्यास्ते सुखं वशी ॥
नव द्वारे पुरे देही नैव कुर्वन्न कारयन् ॥१३॥

> جسم مکان ہے جان مکین ہے

(۱۳) ذات مطلق سب فعلوں کو دل سے ترک کر کے نو دروازوں کے شہر میں نہ کچھ کرتی ہوئی اور نہ کچھ کراتی ہوئی مسرور رہتی ہے۔

روحِ انسان بے تعلق ہو کے کُل افعال سے ۔۔۔ ساکن ایسے شہر میں ہے نو ہیں جسکے راستے

جانان در جانان چو جان در تن پیدا ۔۔۔ بے من صفتے زیر دہ من پیدا

در پرورش دانۂ خود جہدے کُن ۔۔۔ در دانۂ تو ہزار خرمن پیدا

جسم اِنسان مثل ایک شہر کے ہے جسمیں دو آنکھ دو کان دو سوراخ ناک کے ایک منہ اور دو مقام بول و براز نو دروازے ہیں جان بادشاہ ہے قوت مدرکہ ممیزہ وغیرہ اراکین سلطنت ہیں اور محسوسات رعایا ہیں۔

* * *

नकर्तृत्वं नकर्माणि लोकस्य सृजति प्रभु: ॥
नकर्म फल संयोगं स्वभावस्तु प्रवर्तते ॥१४॥

پندار اور افعال کا سبب خاصہ طبعی ہے نہ کہ جان

(۱۴) ذات اِس عالم میں پندار فاعلیت کو افعال کو اور اُنکے نتائج کے باہمی تعلق کو پیدا نہیں کرتی یہ سب صفات سے پیدا ہوتے ہیں۔

فاعلیت فعل اور اُنکے نتائج کا صدور	جلوہ قدرت ہے قادر سے نہیں اُنکا ظہور

ذات پاک پندار اور فعل اور فعل و نتیجہ کے تعلق کا باعث نہیں ہے اور اونکی آلایش سے بری تر ہے وہ سب پرکرتی یعنی امتزاج صفات سے ظہور پاتے ہیں اِسی کا نام جہل بسیط ہے جس میں کُل عالم گرفتار ہے۔

नादत्ते कस्यचित्पापं नचैव सुकृतं विभु: ॥
अज्ञाने नावृतं ज्ञानंतेन मुह्यंति जंतव: ॥१५॥

جان پر عذاب ثواب کا اثر نہیں ہوتا اِنسان بوجہ جہل اِن کو اُس سے منسوب کرتا ہے۔

(۱۵) اگرچہ ذات کسی کے عذاب اور کسی کے ثواب کو نہیں اوٹھاتی لیکن جہل علم ذات کو پوشیدہ کردیتا ہے اسوجہ سے اِنسان غفلت میں پھنستے ہیں۔

نیک و بد دونوں سے دایم جان رہتی ہے بری۔	جہل پردہ ڈالتا ہے عقل پر اِنسان کی۔

آفتاب ذات ہمیشہ روشن رہتا ہے اور تاریکی اُس کے پاس دخل نہیں پاتی البتہ خاصہ طبعی کا ابر عقل کے سامنے حایل ہو کر اِنسان کو عذاب و ثواب کے پھندے میں ڈالدیتا ہے اِس سے بریت پانے کیواسطے عقل کو روشن کرنا لازم آتا ہے کیونکہ جو غلطیان اندھیرے میں ہوتی ہیں روشنی میں اُن کی صحت ہوسکتی ہے۔ اِنسان کو مرض جہل کے دفع کرنیکے لئے دانش کا نسخہ استعمال کرنا ضروری ہے۔ اور وہ نسخہ بھگوت گیتا ہے۔

ज्ञाने नतु तदज्ञानं येषां नाशित मात्मन: ॥

तेषा मादित्य वज्ज्ञानं प्रकाशयति तत्परम् ॥१६॥

(١٦) علم ذات کے وسیلہ سے جن کا جہل دُور ہو جاتا ہے اُن کا علم اُس واجب الوجود کو اِس طرح عیاں کر دیتا ہے جیسے دُنیا کو سورج۔

جب جہل کا پردہ ہٹ جاتا ہے تو قلب میں علم ذات بخوبی آشکارا ہوتا ہے

دُور ہو جاتا ہے جب عقلِ بشر کا یہ حجاب ۔۔۔ ذاتِ حق کو علم درساتا ہے مثل آفتاب

عارفان علم ذات کے وسیلہ سے پندار ہستی مٹا دیتے ہیں یعنی جزویت سے کلیت پاتے ہیں اور ذات نامتناہی کو ظاہر اور باطن مثل آفتاب کے منور دیکھتے ہیں۔

तद्बुद्धयस्त दात्मान स्तन्निष्ठा स्तत्परायणाः ॥
गच्छंत्य पुनरावृत्तिं ज्ञान निर्धूत कल्मषाः ॥१७॥

(١٧) جن کی عقل اُس کے ادراک میں مصروف ہوتی ہے دل اسمیں لگا ہوتا ہے اور جنھیں اعتقاد اور بھروسہ اُس پر ہوتا ہے وہ علم ذات کے وسیلہ سے گناہوں سے پاک ہو کر نجات پاتے ہیں۔

جن کا اِس منزل میں مقام ہوتا ہے وہ رُستگار ہیں۔

عقل و دِل کو محو کر کے اہل تسلیم و رضا ۔۔۔ معرفت سے عالم فانی میں پاتے ہیں بقا

विद्या विनय संपन्ने ब्राह्मणे गवि हस्तिनि ॥
शुनि चैवश्व पाके च पंडिताः समदर्शिनः ॥१८॥

(١٨) باعلم و تہذیب برہمن۔ گئو۔ ہاتھی۔ کتا۔ اور چنڈال سب میں عارف ذات کو مساوی دیکھتا ہے۔

اُس کو عارف کہتے ہیں جو وحدت کا جلوہ کثرت میں دیکھتا ہے۔

فیل کتا گائے چنڈال اور فاضل برہمن ۔۔۔ مختلف جسموں میں ہے اِک نورِ جان پر توفگن

عارف کل اجسام میں ذات واحد کو محیط دیکھتا ہے اور نیرنگیِ دُنیا کا باعث صفات اور افعال کو جانتا ہے۔

इहैव तैर्जितः सर्गो येषां साम्ये स्थितं मनः ॥
निर्दोषं हि समं ब्रह्म तस्मा द्ब्रह्मणि ते स्थिताः ॥१९॥

جو وحدت کی نظر رکھتا ہے وہ ذات میں وصل ہوتا ہے	(۱۹) جن کا دل اصول مساویت کے تسلیم کرنے میں پکا ہو جاتا ہے وہ اس عالم کو فتح کر لیتے ہیں اور وہ ذات میں وصل ہو جاتے ہیں۔

قلب بے پندار کے قبضہ میں ہے کل کائنات		ایک نقطہ میں سمایا ہے فروغ مہر ذات

کثرت میں وحدت کی تسلیم وصال ذات کی صورت ہے۔

न प्रहृष्येत्प्रियं प्राप्य नोद्विजेत्प्राप्य चाप्रियम् ॥
स्थिर बुद्धि रसं मूढो ब्रह्म विद्ब्रह्मणि स्थितः ॥२०॥

وہ ہر حال میں یکساں رہتا ہے	(۲۰) جو بشر مستقل مزاج ہوش مند عارف اور واصل ذات ہے وہ مرغوب شے کے حاصل ہونے پر خوش اور نامرغوب کے حاصل ہونے پر رنجیدہ نہیں ہوتا۔

ضابطہ و روشن دل عارف ہو کے واصل ذات میں		مطمئن رہتا ہے آرام اور تکلیفات میں

बाह्य स्पर्शेष्वसक्तात्मा विंदत्यात्मनि यत्सुखम् ॥
स ब्रह्मयोग युक्तात्मा सुख मक्षय मश्नुते ॥२१॥

اس کی حواس اور محسوسات پر نظر نہیں رہتی اور وہ ذات کی کیفیت میں مسرور رہتا ہے	(۲۱) جو شاغل حواس بیرونی پر توجہ نہیں کرتا اور مشاہدہ بطون میں مسرور رہتا ہے وہ آرام ابدی پاتا ہے۔

غیریت کو چھوڑ کر جس کو لگن ہے ذات کی		علم باطن میں اسے ملتی ہے لافانی خوشی

येहि संस्पर्शजा भोगा दुःखयो नय एवते ॥
आद्यंत वंतः कौंतेय नतेषु रमते बुधः ॥२२॥

لذات و حواس عارضی ہیں اور اصلی آرام دینے والے نہیں ہیں	(۲۲) اے ارجن جتنے لذات حواس ہیں وہ سب تکلیف کے باعث ہیں اور عارضی ہیں اسلئے کوئی دانشمند انپر التفات نہیں کرتا۔

نفس کی لذات ہیں تکلیف دہ اور بے ثبات		انپہ اے ارجن نہیں کرتے ہیں عاقل التفات

शक्नोतीहैव यः सोढुं प्राक् शरीर विमोक्षणात् ॥
काम क्रोधोद्भवं वेगं सयुक्तः ससुखीनरः ॥२३॥

جو انسان اپنی حیات میں خواہش اور غضب کو مغلوب کر لیتا ہے وہ یوگی ہوجاتا ہے۔	(۲۳) جو شخص اِس دُنیا میں جسم کے چھوڑنے سے پیشتر خواہش اور غضب کے جوش کی برداشت حاصل کرتا ہے وہ یوگی کہلانے کے مستحق ہوجاتا ہے اور سچی خوشی رکھتا ہے
موت کے آنے سے پہلے حرص و غصہ چھوڑ کر۔	وصل کی بے انتہا راحت کو پاتا ہے بشر

جو شخص خواہش اور غضب پر قادر ہو جاتا ہے اُس کو یوگی کہنا چاہئے اس کے سوائے کسی کو اصلی آرام حاصل نہیں ہوتا۔ علم معرفت نقد کا سودا ہے اور اُمید عقبیٰ نسیہ کی دوکان انسان کو اپنے فرائیض کا مرگ سے پیشتر ادا کرنا واجب ہے عقبیٰ کی اُمیدیں صرف بیم و رجا ہیں۔

योंतः सुखोऽतर रामस्तथां तर्ज्योति रेवयः ।।
सयोगी ब्रह्म निर्वाणं ब्रह्म भूतोऽधिगच्छति ।।२४।।

آرام خالص بطون کے استغراق میں حاصل ہوتا ہے	(۲۴) جو یوگی بطون میں مسرور اور مستغرق رہتا ہے اور روشن دل رکھتا ہے وہ ذات میں وصل ہو کر ذات کا سرور حاصل کرتا ہے۔
معرفت کے نور سے معمور ہے جس کا بطون	اُس کا حصہ ہے وصال ذات کا اعلیٰ سکون

یوگی لذاتِ حواس کو ناپائدار اور ہیچ سمجھکر اور اُن سے کنارہ کرکے جمال ذات کے مشاہدہ میں مصروف رہتا ہے جس کو اِنسان کے قلب کی سب سے اعلیٰ کیفیت سمجھنا چاہئے۔

लभंते ब्रह्म निर्वाण मृषयः क्षीण कल्मषाः ।।
छिन्न द्वैधा यतात्मानः सर्व भूत हिते रताः ।।२५।।

بطون میں سلسلۂ خیالات کے رکنے سے استغراق حاصل ہوتا ہے	(۲۵) جو عارف گناہوں سے مخلصی پاتے ہیں شکوک سے بریت حاصل کرتے ہیں اپنے دل پر حاوی ہوجاتے ہیں اور کل عالم کی بہتری مدِ نظر رکھتے ہیں وہ ذات میں حاصل ہوتے ہیں
عارفانِ پاک طینت بیگناہ و باثبات۔	فیض پہنچاتے ہوئے دُنیا کو پاتے ہیں نجات

نروان ایک حالت کیف اور سرور کی ہے جس میں اِنسان کو اپنے وجود کی مطلق خبر نہیں رہتی جسکے بیان کرنیکی کلام کو طاقت نہیں ہے اور جسکا ثبوت صرف شاغل کو اپنے بطون میں ملتا ہے

कामक्रोध वियुक्तानां यतीनां यतचेतसाम् ।।

अभितो ब्रह्मनिर्वाणं वर्तते विदितात्मनाम् ॥२६॥

ترک خیال سے خواہش اور غضب پر فتح ملتی ہے اور یہی وسیلہ وصال ذات کا ہے۔	(۲۶) جو خواہش اور غضب سے بری اور خیال پر قادر ہیں کر تارک ہیں اور علم خودشناسی رکھتے ہیں اُن کو ذات کا سرور حاصل ہے

شوق و نفرت سے بچا کر جس نے رو کا ہے خیال	ایسے حق بین کو میسر ہے سدا حق کا وصال

تارک وہ ہے جو خیال کے حرکت کو قابو میں رکھکر سب فعلوں کو کرتا ہے نہ وہ شخص جو اسباب ظاہری کو ترک کر دیتا ہے۔

स्पर्शान्कृत्वा बहिर्वाह्यां श्चक्षुश्चैवांतरे भ्रुवो: ॥
प्राणापानौ समौ कृत्वा नासाभ्यंतर चारिणौ ॥२७॥
यतेन्द्रिय मनोबुद्धि मुनि र्मोक्ष परायणः ॥ २८
विगतेच्छा भयक्रोधः यः सदा मुक्त एवसः ॥२८॥

بہر گٹی دہیان یعنی سُرت سادہنا (۲۷) جو عارف تعلقات بیرونی کو باہر کرکے اور نظر کو بھنوں کی وسط میں ٹھہرا کے اور ناک میں سے گذرنے والے انفاس بالا و پائیں کو مساوی کرکے۔

(۲۸) جو اس دل اور عقل پر قادر ہو جاتا ہے آزادی حاصل کرتا ہے اور خواہش خوف اور غصہ سے خلاصی پاتا ہے وہ ہر وقت نجات رکھتا ہے۔

ابروؤں کے وسط میں لا کر نظر اطراف سے دل حواس و عقل کر دیتا ہے جو علم ذات	جا پہنچتا ہے سانس کو جو ناک سے چلتے ہوئے وہ علایق سے بری ہے اُسکی ہر دم ہے نجات

جو شخص مندرجہ بالا ہدایت کے بموجب محسوسات کا خیال دور کرکے دل کو یکسو کرتا ہے اور اپنی نظر کو اُس مقام پر جہاں ناک کا بانسہ شروع ہوتا ہے ٹھیراتا ہے اور منہ بند کرکے سانس کی آمد و شد ناک سے رکھتا ہے اُسے تھوڑے عرصہ کے بعد سانس کی رفتار میں ایک قسم کا سکون معلوم ہوتا ہے تب اُس کے بطون میں خیالات کا سلسلہ رکجاتا ہے اور علم اشراق آشکارا ہوتا ہے کرشن بھگوان نے اس عملی طریقہ کو کل دیدوں میں سے انتخاب کرکے اہل دنیا اُس پر کاربند

ہونے کی اجازت دی ہے اور یہی بھرکٹی دھیان سرت سادھنا اور سہج اوستھا کے مختلف ناموں سے موسوم ہوا ہے اور اسی کی بدولت کشایش باطن حاصل ہوتی ہیں جو لوگ اس شغل کے لئے بغیر قیل و قال کرتے ہیں اُنہیں اپنے بیانات کے راست ہونے کا بھروسہ بالکل نہیں ہوتا رامچندر جی نے بھی رام گیتا میں اِس شغل کی تشریح ذیل کے الفاظ میں کی ہے -

جاگرت وشو اکار کو لادے تیجس مائیں	تیجس مہی کو لین کرے پراگ مکارے مائیں
پراگ مہی کو لین کرے تریا انبھ مائیں	اُسی دیس میں ہو رہے جہاں دو ہمرا نائیں

زمانہ سلف کے اکثر عارفوں نے اِسی ضمیر کو مختلف کلمات میں ادا کیا ہے جن کی نظر بطون پر ہوتی ہے وہ تو سب کلام میں ایک ہی ضمیر پاتے ہیں اور جو اس سرزمین سے بے خبر ہیں وہ واہیات میں پڑے رہتے ہیں اِس موقع پر شائقین کے مطالعہ کے واسطے پران چکر کا ایک نقشہ جس کا حوالہ منتر ۲۹ چوتھی ادھیا میں آچکا ہے دکھایا جاتا ہے اُس کی پوری تشریح مولف کے تصنیف کئے ہوئے بھاشا کے برہم درشن نامی گرنتھ میں مل سکتی ہے -

भोक्तारं यज्ञतपसां सर्वलोक महेश्वरम् ॥

सुहृदं सर्व भूतानां ज्ञात्वा मां शांति मृच्छति ॥२९॥

اِس شغل کی برکت سے عارف ذات میں وصل ہوتا ہے -	(۲۹) یہ جانکر کہ میں یگ اور تپ سے حظ اوٹھانیوالا صاحب اور کل مخلوقات کا دوست ہوں وہ تسکین پاتا ہے -

میں ہوں سب شغلوں کا مرجع مالک اور پروردگار	مجھکو جو ایسا سمجھتا ہے وہ پاتا ہے قرار

ذات پاک عمل اور ریاضت کو جس کا ظہور قدرت سے ہوتا ہے صرف تمیز کرتی ہے اُن کی فاعل نہیں بنتی وہ کل موجودات میں محیط ہے سارا عالم اُس کی فرع ہے اور اُس کے جاننے سے آرام ابدی ملتا ہے -

इति श्री मद्भगवद्गीता सूपनिषत्सु ब्रह्म विद्यायां योग शास्त्रे श्रीकृष्णार्जुन संवादे कर्म सन्यास योगो नाम पंचमोऽध्याय: ॥५॥

شری بھگوت گیتا کے مخفی علم الوہیت کی طریقت کے بارہ میں سری کرشن اور ارجن کی تقریر کی پانچویں ادھیا سنیاس یوگ نام ختم ہوئی

پانچویں ادھیا کا خلاصہ

پانچویں ادھیا نے کرم سنیاس اور کرم یوگ کے مختلف ہونے کے خیال کو غلط ثابت کیا ہی اور ظاہر کیا ہے کہ وہ ایک ہی کیفیت قلبی کی دو صورتیں ہیں سانکہ سے علم حقیقت اور یوگ سے علم معرفت مُراد ہے یوگی تمام افعال جسمانی کو کرتے ہوئے بھی نظر باطن رہتا ہے۔ مگر اور طریقوں کے شاغل جب کاروبار دُنیوی کی طرف متوجہ ہوتے ہیں نظر بالغیر ہو جاتے ہیں۔ یوگی کے معنی واصل کے اور سنیاسی کے معنی تارک کے ہیں علم معرفت کے بغیر افعال کا ترک نہیں بنتا اور علم حقیقت کے بغیر وصال ممکن نہیں اِس لئے سنیاس اور یوگ لازم و ملزوم ہیں اُن کے حاصل ہونے پر انسان دریافت کرلیتا ہے کہ جان افعال جسمانی کی فاعل نہیں بنتی۔ اور اُن کے نتیجہ سے تعلق نہیں رکھتی مگر وہ جہل کے سبب عوام کو پابند افعال معلوم ہوتی ہے ۲۷ و ۲۸ اور ۲۹ منتر میں جو شغل لکھا گیا ہے اُس کی مدد سے مشاہدہ جان ہوتا ہے اور اُسکی تشریح ۱۸ سے ۲۲ منتر تک کی گئی ہے اِس منزل کو انسان اپنی زندگی میں پاسکتا ہے زمانہ مستقل پر نظر رکھنا صرف بیم و رجا میں پھنسنا ہے۔

چھٹی ادھیائے آتم سیم یوگ

श्रीभगवानुवाच

अनाश्रितः कर्मफलं कार्यं कर्म करोतियः ॥
ससन्यासी च योगी च ननि रग्निर्न चाक्रियः ॥१॥

شری بھگوان فرماتے ہیں

سنیاسی اور یوگی کی تعریف

(۱) سنیاسی اور یوگی وہ شخص ہے جو نتیجہ پر نظر نہ رکھکر فعل کرتا ہے نہ کہ وہ شخص جو آگ کو استعمال میں نہیں لاتا یا مذہبی پابندیاں چھوڑ دیتا ہے۔

سالک و مجذوب ہیں بے واسطہ افعال سے		وہ نہیں تارک جو آگ اور قید مذہب چھوڑ دے

سنیاسی یا یوگی سے جتنے فعل صادر ہوتے ہیں جبر کی حالت میں ہوتے ہیں اور اُس کو اُن کے نتیجہ سے سروکار نہیں ہوتا۔ انسان کے قلب کی اِسی کیفیت کا نام ترک ہے تارک ہونے کیواسطے افعال لازمی کا چھوڑنا ضرور نہیں ہے صرف اُن کا بے تعلق ہوکر کرنا کافی ہے پس جو لوگ کاروبار دنیوی سے کنارہ کرکے اپنے آپ کو تارک بتاتے ہیں وہ تارک نہیں ہیں بلکہ دنیا پرست ہیں انسان صرف کپڑوں کے رنگنے اور مذہبی رسوم کے ترک کرنے سے سنیاسی یا یوگی نہیں ہو سکتا افعال کا بے تعلقی کے ساتھ کرنا ترک کی اصلی مراد ہے۔

यं संन्यास मिति प्राहु र्योगंतं विद्धि पांडव ॥
नह्य संन्यस्त संकल्पो योगी भवति कश्चन ॥२॥

سنیاسی یعنی ترک خیال کے بغیر یوگ ہونا ناممکن ہے

(۲) جس کو سنیاس کہتے ہیں ارجن اوسی کو یوگ سمجھ کیوں کہ خیالات کے ترک کئے بغیر کوئی یوگی نہیں ہو سکتا۔

ترک کہتے ہیں جسے وہ فی الحقیقت ہے وصال		کوئی واصل ہو نہیں سکتا بلا ترک خیال

سلسلہ خیالات کو روک کر علم ذات کا حاصل کرنا سیناس کہلاتا ہے۔ یوگ علم و سرور کی اُس حالت کا نام ہے جسمیں خیالات بیم و رجا کے پیدا نہیں ہوتے ہیں واقعات کی تصویر پیش نظر رہتی ہے۔

आरुरुक्षोर्मुनेर्योगं कर्म कारण मुच्यते ॥

योगारूढस्य तस्यैव शमः कारण मुच्यते ॥ ३॥

ترکِ خیال کی کوشش کو شغل کہتے ہیں
ترکِ خیال کی حالت سکون کو کمال کہتے ہیں

(۳) جبتک عارف یوگ کا شاغل ہوتا ہے اُس کا ذریعہ فعل کہلاتا ہے جس وقت وہ یوگ میں کامل ہو جاتا ہے اُس کا ذریعہ سکون کہا جاتا ہے۔

شوق جبتک ہے پسِ پردہ جمالِ یار ہے — ہٹ گیا پردہ تو پھر دیدار ہی دیدار ہے

جس وقت تک شاغل فعل کی عادات ڈالتا رہتا ہے۔ اُس وقت تک اُس [illegible] اختیاری ہوا کرتا ہے جب کچھ عرصہ کی مزاولت سے شغل کا کرنا اُس کی طبیعت کا خاصہ ہو جاتا ہے وہ فعل جبریہ کہا جاتا ہے۔

यदाहि नेंद्रियार्थेषु नकर्मस्वनुषज्जते ॥

सर्व संकल्प संन्यासी योगारूढस्त दोच्यते ॥४॥

حالتِ سکون کی شناخت

(۴) جس وقت تمام واہمات کے ترک کرنے پر انسان کی توجہ محسوسات اور فعلوں کے طرف نہیں جاتی اُس وقت وہ یوگ میں کامل کہا جاتا ہے

وسوسہ جب دل سے مٹ جاتا ہے آتی ہے نظر — سارے عالم میں سراپا ذاتِ واحد جلوہ گر

جس وقت علم ذات کے سرور کے غالب ہونے پر محسوسات کا علم نہیں رہتا اور ذات واحد کا جلوہ کل عالم میں نظر آتا ہے اُس وقت یوگ کی حالت انسان کے دل میں آشکارا ہوتی ہے۔

उद्धरे दात्म नात्मानं नात्मान मव सादयेत ॥

आत्मैव ह्यात्मनो बंधुरात्मैव रिपुरात्मनः ॥५॥

انسان کا درجہ کمال کو حاصل کرنا فرض ہے

(۵) انسان دل کو عروج دے نہ کہ دل کو پستی میں گرائے دل ہی اپنا

دوست ہے اور دِل ہی اپنا دشمن۔

دِل ہی اپنا یار ہے جب قلب بے پندار ہے ۔ ہے عدو اپنا ہی دِل جب فعل کا مختار ہے ؛

یوگ کا حاصل کرنا دِل کو عروج دیتا ہے یوگ سے واقف ہونا اور گرفتار واہمات رہنا دلکو پستی میں گراتا ہے اُس کی ترقی و تنزل اِنسان کے اختیار میں ہے۔

बंधु रात्मात्मन स्तस्य येनात्मै वात्मनाजित: ॥
अनात्मनस्तु शत्रुत्वे वर्तेतात्मैव शत्रुवत: ॥६॥

کامل اور ناقص رہنے کا انحصار اِنسان کی ذات پر ہے۔

(۶) جو بشر دلپر فتح پاتا ہے اُس کا دِل اُس کا دوست بنجاتا ہے مگر جو دلپر قادر نہیں ہوتا اُس کا دِل اُسکے ساتھ دشمن کے مانند برتاؤ کرتا ہے۔

آگیا قابو میں [illegible] کے دِل ہے اُسکا دوستدار ۔ جبکہ قابو میں نہیں ہے دشمنی دِل کا شعار

جو سنیاسی یا یوگی سے دِل قابو میں آکر دوست بنجاتا ہے جو یوگ سے ناواقف ہے اُس کا دل اُس کے قابو میں نہ ہونے کی وجہ سے باعث آزار ہو جاتا ہے۔

जितात्मन: प्रशांतस्य परमात्मा समाहित: ॥
शीतोष्णसुखदु:खेषु तथा माना पमानयो: ॥७॥

صاحب کمال اطمینان پاتا ہے

(۷) جو دلپر قادر ہوتا ہے اور اطمینان رکھتا ہے اُس کا دِل سردی اور گرمی رنج اور راحت عزت اور اہانت میں مشاہدہ ذات میں مسرور رہتا ہے۔

جس کو اپنے دلپہ قابو اور اطمینان ہے ۔ گرم و سرد و رنج و راحت میں اُسے عرفان ہے

یوگی کی توجہ بیرونی تعلقات کی طرف نہیں ہوتی کیونکہ وہ ہر حال میں یکساں رہتا ہے اور خلوت میں ذاتِ بحت کا جلوہ دیکھتا ہے۔

ज्ञान विज्ञान तृप्तात्मा कूटस्थो विजितेंद्रिय: ॥
युक्त इत्युच्यते योगी सम लोष्टाश्मकांचन: ॥८॥

علم و سرور رکھتا ہے۔

(۸) وہ یوگی جس کا دِل علم و سرور سے معمور ہے اور جو آزاد رہتا ہے

اور جو اس پر قابو رکھتا ہی اور جسکے نزدیک مٹی پتھر اور سونا مساوی ہی ذات میں وصل کہا جاتا ہے

ہے وہ واصل جس کا دل ہی مرکز علم و سرور   بے تعلق بے طمع بے نفس ہے مست حضور

آنند کے سدھ ہو میں آن بسے تنکو نہ سوہے تن کو چینو   جب آپ میں آپ سماتے گئے تب آپ ہی آپ لمو اپنا

جب آپ ہی آپ لہو اپنو تب تہاہی جاپ رہو چینو   جب گیان کو بھان پرکاش بھو جگ جیون ہو رہو سپنو

सुहान्मत्रार्युदासीन मध्यस्थ द्वेष्य बंधुषु ॥

साधुष्वपि च पापेषु सम बुद्धि विशिष्यते ॥९॥

کل عالم کو مساوی جانتا ہے (۹) جو محب دوست - دشمن اور بے غرض کو دوستی اور دشمنی یکساں رکھنے والے کو بیگانے اور یگانے کو نیک افعال اور بد افعال کو مساوی خیال کرتا ہی وہ اعلیٰ ہی

جان لیتا ہے مساوی سب کو مرد با کمال   اس کو کثرت میں نظر آتا ہے وحدت کا جمال

بھولو سمادہ جاپ بھول گیو پن پاپ کون ہر کون آپ کہاں لو بکھلنے

برہوں سنجوگ بتے سوگ ادلٹ بھوگ بھے سرجن یہ جوگ بھئے کیسے جی

جانت ہے دو جا تب چاہت ہی پوجا یہاں ایک ہی نہ دوجا کہو کیسے تو گا کرے لگاوٹ

جل میں ترنگ جیسے جیو اور برہم ایسے لاکہہ روپ دیکھے کو ایک روپ مانے

योगी युंजीत सतत मात्मानं रहसि स्थित: ॥

एकाकी यत चित्तात्मा निराशीर परिग्रह: ॥१०॥

یوگ کے شغل کی ہدایت (۱۰) یوگی کو واجب ہے کہ وہ گوشہ میں تنہا بیٹھکر قوت خیال اور دل کو روک کر بیم ورجا چھوڑ کر اور بے تعلق ہو کر یوگ کا شغل ہمیشہ کیا کرے -

بیٹھکر گوشہ میں تنہا باندھ کر اپنا خیال   چھوڑ کر خوف و تمنا کو وہ پاتا ہے وصال -

شغل کی مزاولت عارف کے لئے ضروری خیال کی گئی ہے تاکہ بیرونی تعلقات اس کے دل کو اور اک ذات کی طرف سے نہ ہٹا سکیں -

رباعی

عزلت ز خودی و خویشتن مے باید بیشک علے و ہمتے و شوقے	خلوت ہمہ بے جان و بدن مے باید نے آنکہ دریں محض سخن مے باید

शुचौदेशे प्रतिष्ठाप्य स्थिर मास न मात्मनः ॥
नात्युच्छ्रितं नाति नीचं चैलाजिन कुशोत्तरम् ॥ ११॥
तत्रैकाग्रं मनः कृत्वा यतचित्तेंद्रिय क्रियः ॥
उपविश्यासने युञ्ज्या द्योग मात्म विशुद्धये ॥ १२॥

یوگ کے لوازمات

(۱۱) وہ کسی پاک جگہ چادر پر مرگ چرم پر یا کُشا گھاس پر نہ بہت اونچی اور نہ بہت نیچی اپنی نشست بے حرکت قایم کرکے۔
(۱۲) دل کو یکسو کرکے قوت خیال اور حواس کے فعلوں کو روک کر جائے نشست پر بیٹھ کر یعنی صفائے قلب حاصل کرنے کے واسطے یوگ میں مشغول ہو۔

[illegible] کے قابو میں کرکے کُشا کا بند و بست دور کر دے دلسے انساں سوسے اور خواہشیں	ہو بہت اونچی نہ نیچی سیدھی بے حرکت نشست یوں صفائے قلب کی نیت سے بیٹھے شغل میں

ایک شغل تو پانچویں ادھیائے کے ۲۷ و ۲۸ منتر میں بیان کیا جا چکا ہے دوسرا اسی موقعہ پر درج ہوا ہے تیسرے شغل کا آٹھویں ادھیائے کے ۱۲ و ۱۳ منتر میں آگے بیان کیا جاوے گا یہ تین مختلف طریقے قوت خیال کو روک کر ذات میں محو ہونے کے ہیں۔

ہردے نابھہ اور بھرکٹی تین دھیان استھان سُرت لیں ہو بھرکُٹی برہمہ رندھر میں گیان سب منوت من سے رہے تج بچار اور گیان نربکے پد کی اوستھا جوں پرکاشے بھان جیون کا تیوں پہچان کر دیجے چھوڑ گمان	سُرت ایکتا نابھہ میں ہردے بیچ پر وہان تین دھیان کی ایکتا پرم شانت اور آن نربکے پد کی اوستھا کیوں کر کروں بکھان رہے دیہہ میں بدیہہ ہو اپناشی نربان آپ سنبھال کمال سے کھینچے پران آپان

समंकाय शिरोग्रीवं धारयन्न चलं स्थिरम् ॥

संप्रेक्ष्य नासिकाग्रं स्वंदिशश्चान वलोकयन् ॥ १३॥
प्रशांतात्मा विगतभी र्ब्रह्मचारि व्रतं स्थितः ॥
मनः संयम्य मच्चितो युक्त आसीत मत्परः ॥१४॥

ناساگر دھیان کا طریقہ - (۱۳) طالب حق جسم سر اور گردن کو سیدھا اور بیحرکت قایم رکھکر اپنی نظر کو اطراف و جوانب سے ہٹا کر اور ناک کے اگلے حصہ پر جما کر
(۱۴) مستقل مطمئن اور توہمات سے آزاد ہو کر اور دل کو روک کر میرا تصور کرتا ہوا میرے ادراک میں مشغول رہے۔

بیم اور اُمید سے جب قلب اُس کا پاک ہو	دل کی یکسوئی میں اُس کو ذات کا ادراک ہو
من کے لگائے ہر پاوے	جوگی یا بدہ من کو لگاوے
جیسے پتنگ جرے دیپک میں پریت سے پران جلاوے	جگ جوت سہی نہیں جاوے جوت میں آپن سماوے
	جوگی یا بدہ من کو لگاوے
جیسے نار پنگھٹ کو جات ہے سر گاگر بھر لاوے	سکھی سنگ سے بولت چالت سرت گاگر سے لگاوے
	جوگی یا بدہ من کو لگاوے
جیسے نٹ کلا کے کارن گاڑ ہاڑ ڈھول بجاوے	اپنا بوجھ سادہ سر اوپر سرت بانس سے لاوے
	جوگی یا بدہ من کو لگاوے

شائقین سوچیں کہ گنیش کی مورتی جس کی پوجا اہل ہند سب سے پہلے کرتے ہیں کیا معنی رکھتی ہے انسان کے دھڑ پر ہاتھی کا سر کاٹ کر لگا دینا معقولات کے خلاف ہے
واقعات یہ ہیں کہ زمانۂ سلف میں جو استعارات تحریر میں آتے تھے گرو کی زبان سے ان کی تشریح ہوا کرتی تھی افسوس کہ اب گرو ہی معنی سے بیخبر ہیں چیلے کیونکر سمجھ سکتے ہیں
شیو پوران میں گنیش جی کی ولادت کی روایت درج ہے جسکے لغوی معنی پر عوام نے اپنا خیال جما لیا ہے۔ اور اصلی مطلب کو گم کر دیا ہے البتہ غور و فکر سے اس روایت کے

معنی بخوبی حل ہو جاتے ہیں ماتا پاروتی پرکرتی یعنی شکتی کا روپ ہے اور پتا مہادیو پورش یعنی شیو کا سروپ ہے۔ پرکرتی کا اٹن یا میل پنج مہا بھوت ہیں جنھیں عناصر کثیف کہتے ہیں اور جن سے کل اجسام کی پیدائش ہے اہنکار یعنی پندار جسم کا دوارپال یا نگہبان ہے اور وہ پرکرتی کا بندہ ہونے کی وجہ سے اپنے پتا آنند روپ شیو کو نہیں پہچانتا اور اپنے انتھ کرن یعنی قلب میں اسکے علم الیقین کو داخل نہیں ہونے دیتا جب اُس پورش کا علم قلب میں دخل پاتا ہے اُسی وقت انانیت کا سر کٹتا ہے ہاتھی کے سر کا لگانا اس غرض سے بیان کیا گیا کہ اجسام دو قسم کے ہیں کشر اور اکشر یعنی فانی اور باقی۔ فانی اجسام میں چوہا سب سے چھوٹا اور ہاتھی سب سے بڑا ہے اور دونوں میں کامل مشابہت ہے اسی طرح علم جزویت سب سے چھوٹا اور علم کلیت سب سے بڑا مسلمہ ہے سنسکرت کی زبان میں اکشر غیر فانی کو کہتے ہیں اور وہ لفظ حروف تہجی کو بھی تعبیر کرتا ہے جنمیں ॐ اونکار سب سے بڑا ہے اور سب سے اوّل آتا ہے۔ اِس اِسم اعظم کی تحریری شکل پر غور کیا جاوے اور اُلٹ کر دیکھا جاوے تو وہ ایک دانت والے ہاتھی کے سر کے مثال ہے ہاتھی کا سر کاٹ کر انسان کے دھڑ پر لگانے سے یہ مراد لی گئی ہے کہ اہنکار یعنی جزویت کے پندار کو دماغ سے نکالکر اونکار ॐ یعنی کلیت کا علم وہاں قایم کیا جاوے۔

گن کے معنی گروہ کے ہیں اور ایش یا پتی کے معنی مالک کے ہیں پس گنیش یا گنپتی کا اشارہ گرو پر ہے جو مریدوں کے مجمع کا رہنما ہو کر اونکار ॐ کے اِسم اعظم کا شغل اُن کو بتاتا ہے اور جزویت کے پندار کو اُنکے سر سے نکالدیتا ہے یا اُسکو مطیع کرلیتا ہے اِس لئے چوہے کو گنیش کی سواری مانا ہے شرتی نے اونکار شبد کا اوچارن سب سے مقدم بتایا ہے۔ اور سُمرتی نے اُس شبد کی مورتی بنا کر گنیش کی پرتشٹھا کی ہے اور اُسکو گرو کی تھمان دی ہے۔

اِس تصویر میں ایک طرف گنیش کی صورت ظاہر ہے اور دوسری طرف تاساگرد ہیان یعنی شغل طادسی کی کیفیت معلوم ہوتی ہے جس کا طریقہ مجمل طور پر اس ادہیا کے تیرہویں منتر میں درج ہے۔ اِس تصویر میں پانچوں دیوتاؤں کے نشان ملتے ہیں اور گایتری جاپ کا طریقہ

نفس کی رفتار دسکون کے ذریعہ سے جیسے پورک کنبھک اور ریچک کہتے ہیں دکھایا گیا ہے یوگ کی یہ سب سے آسان اور عمدہ سیڑھی ہے اور اسکی تفصیل تہرون یدکی یوگ شکھا اپنشد میں لکھی ہوتی ہے

युञ्जन्नेवं सदात्मानं योगी नियत मानसः ॥
शांति निर्वाण परमां मत्संस्थ्या मधि गच्छति: ॥ १५॥

یوگ سے اعلیٰ درجہ کی راحت حاصل ہوتی ہے

(۱۵) جو یوگی دل کو روک کر ہمیشہ اس طرح پر شغل کرتا ہے وہ اعلےٰ درجہ کی راحت کو جو مجھ میں موجود ہے حاصل کرتا ہے۔

اپنے دلکو تھام کر جو شغل کرتا ہے مدام
اُس کو ملتا ہے وصالِ ذات کا اعلیٰ مقام

مندرجہ بالا شغل کی مزاولت سے اِنسان وصال ذات کا اعلیٰ سرور حاصل کرتا ہے۔

नात्यश्नतस्तु योगोऽस्तिन चैकान्त मनश्नत: ॥
नचाति स्वप्न शीलस्य जाग्रतो नैव चार्जुन ॥१६॥

یوگ کے شرائط

(۱۶) اے ارجن یوگ نہ تو زیادہ خوراک والے کو حاصل ہوتا ہے اور نہ بہت کم خوراک والے کو نہ زیادہ سونے والے کو اور نہ زیادہ جاگنے والے کو۔

کم خوری سے ہے اور نہ کم خوابی ریاضت کا اصول
پُرخوری سے ہے نہ پُرخوابی سے راحت کا حصول

युक्ताहार विहारस्य युक्त चेष्टस्य कर्मसु ॥
युक्त स्वप्ना ऽवबोधस्य योगो भवति दुःखहा: ॥१७॥

اعتدال سے یوگ حاصل ہوتا ہے

(۱۷) جس شخص کی غذا اور تفریح اعتدال کے ساتھ ہوتی ہے اور جو کام میں اعتدال کے ساتھ محنت کرتا ہے اور اعتدال کے ساتھ سوتا اور جاگتا ہے اُس کو راحت دینے والا یوگ حاصل ہوتا ہے۔

اعتدالِ خواب و خور تفریح و محنت چاہیئے
اِعتدالِ فعل میں راحت ہے شاغل کے لئے

سشری بھگوان نے اعتدال اختیار کرنے کی ہدایت کی ہے اور تمام حکما کی بھی یہی رائے ہوئی ہے یوگ ایک عشق کی حالت ہے جس میں عاشق محو رہا کرتا ہے یعنی کھانے پینے۔ چلنے بیٹھنے

سونے۔ جگنے میں اُس کے عشق کی حالت نہیں بدلتی۔

यदा विनयते चित्त मात्मन्येवावतिष्ठते ॥

निःस्पृहः सर्वकामेभ्यो युक्त इत्युच्यते तदा ॥१८॥

یوگ کے کمال کی شناخت

(۱۸) جس وقت خیال رُک کر ادراک ذات میں قایم ہو جاتا ہے اور تمام لذات کا شوق جاتا رہتا ہے اُس وقت یوگی کہا جاتا ہے۔

ذات کے ادراک میں جب ہو گیا قایم خیال		اور دل سے شوقِ لذت مٹ گیا تب ہو کمال

خیال کا قایم ہو جانا اور لذات کے ساتھ شوق و نفرت نہ رہنا یوگ کی شناخت ہے

यथा दीपो निवातस्थो नेंगते सोपमा स्मृता ॥

योगिनो यत चित्तस्य युंजतो योग मात्मनः ॥१९॥

اُس کی تمثیل

(۱۹) چراغ کی لو بند ہوا میں نہیں ہلتی یہ اُس یوگی کی مثال دیگئی ہے جو خیال پر قادر ہے اور جس کا دل یوگ میں مصروف ہے۔

ایسے شاغل کو جو رکھ سکتا ہے بیحرکت خیال		شمع کی لاجبٓ روشن لو سے دیتے ہیں مثال

بند ہوا میں چراغ کی لو ساکن اور منور ہوتی ہے اور یہ تمثیل یوگی کی ہے جس کا دل خیالات کی تھپیڑ سے بچا ہوا ہے۔

यत्रो परमते चितं निरुद्धं योग सेवया ॥

यत्र चैवात्मनात्मानं पश्यन्नात्मनि तुष्यति : ॥२०॥

یوگ کے وسیلہ سے سکون قلب پیدا ہو کر مشاہدہ ذات حاصل ہوتا ہے

(۲۰) جس کی مزاولت کرنے پر شغل کے وسیلہ سے قوت خیال رُک کر ساکن ہو جاتی ہے اور اِنسان اپنی ذات کو اپنے بطون میں خود مشاہدہ کرکے مسرور ہوتا ہے۔

شغل کے رشتہ سے جب مضبوط ہوتا ہے خیال		قلب ساکن میں نظر آتا ہے اپنا ہی جمال

सुखमात्यंतिकं यत्तद्बुद्धिग्राह्य मतींद्रियम् ॥

वेत्ति यत्र न चैवायं स्थितश्चलति तत्त्वतः ॥२१॥

یوگ سے راحت ابدی حاصل ہوتی ہے

(۲۱) جس کی بدولت وہ اُس بے انتہا راحت کو جو اشراق میں تمیز ہوتی ہے اور حواس کے حیطہ سے باہر ہے ادراک کرتا ہے اور اصول پر قایم ہو کر علم حقیقت سے برگشتہ نہیں ہوتا۔

عالم اشراق کی بے انتہا راحت ہو واں		ذات کے دیدار میں وسواس سے فرصت ہو واں

यं लब्ध्वा चापरं लाभं मन्यते नाधिकं ततः ।

यस्मिन्स्थितो न दुःखेन गुरुणापि विचाल्यते ॥२२॥

یوگ سب سے اعلیٰ ہے اور وہ انسان کو حالتِ سکون بخشتا ہے

(۲۲) جس کو حاصل کر کے وہ کوئی شے اُس سے اعلیٰ حاصل کرنے کے لئے نہیں پاتا اور جس میں قایم ہو کر وہ سخت تکلیف سے بھی جنبش نہیں کھاتا۔

شغل سالک کو ہر نایاب جس کو مل گیا		بیقراری و طلب سے اُس کا چھٹکارا ہوا

तं विद्याद् दुःखसंयोगवियोगं योगसंज्ञितम् ॥

स निश्चयेन योक्तव्यो योगोऽनिर्विण्णचेतसा ॥२३॥

یوگ کا حاصل کرنا فرض ہے

(۲۳) اور جو تکلیف کے تعلق کو قطع کرتا ہے اُس کا نام یوگ جاننا چاہئے اُس میں انسان کو استقلال اور ہمت کے ساتھ مصروف ہونا واجب ہے۔

جب تعلق قطع ہو جاتا ہے محسوسات کا		قلب کی اُس کیفیت کو وصل کہنا ہے بجا

संकल्पप्रभवान्कामांस्त्यक्त्वा सर्वानशेषतः

मनसैवेन्द्रियग्रामं विनियम्य समन्ततः ॥२४॥

शनैः शनैरुपरमेद् बुद्ध्या धृतिगृहीतया ॥

आत्मसंस्थं मनः कृत्वा न किंचिदपि चिंतयेत् ॥२५॥

یوگ کا طریقہ ضبط دل ہے

(۲۴) شاغل کو چاہئے کہ وہ اُن تمام خواہشوں کو جو خیال سے پیدا ہوں کلیتاً ترک کر کے دل سے حواس کے گروہ کو روک کر۔

(۲۵) استقلال کے ساتھ رفتہ رفتہ حواس سے نظر اٹھا وے اور توجہ کو بطون میں ٹھیرا کر کسی شے کا خیال نہ کرے۔

لذتِ دنیا سے پہلے دل اُٹھانا چاہیے رفتہ رفتہ جسم سے شاغل نظر اپنی اُٹھائے		دل سے پہلے پھر نقشِ تخیل کو مٹانا چاہیے ہو کے بے وسواس باطن پر توجہ کو لگائے

خیال کی حرکت کو جو باہر کی طرف جاتی ہے روکنے سے خیال ساکن ہو جاتا ہے اور اُس وقت اِنسان اپنے حواس سے بے خبر ہو جاتا ہے۔

यतो यतो निश्चरति मनश्चंचलं मस्थिरम् ।।
ततस्ततो नियम्यैतदात्मन्येव वशं नयेत ।।२६।।

ضبطِ دل کی مزاولت واجب ہے

(۲۶) جس جس طرف بیقرار اور متحرک دِل جاوے اُس اُس طرف سے روک کر اُس کو بطون میں ٹھیرائے۔

چار سو سے دل میں کوئی اضطراب آنے نہ دے		اور نگاہِ شوق کو مرکز سے ہٹنے نہ دے

دِل پرندے کے مانند محسوسات کی طرف پرواز کرتا ہے شاغل کو اُسکی بیقراری دُور کرنی لازم ہے

प्रशांत मनसं ह्येनं योगिनं सुखमुत्तमम् ।।
उपैति शांत रजसं ब्रह्म भूत मकल्मषम् ।।२७।।

اس طرح پر یوگ میں کمال حاصل ہوتا ہے اور اعلیٰ درجہ کی راحت ملتی ہے

(۲۷) جب یوگی سکون دل کو حاصل کرتا ہے خواہشات سے بری اور ذات میں وصل ہوتا ہے اور گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے تب اُسے اعلیٰ درجہ کی راحت ملتی ہے۔

جب قرار آجائے اور دل بے طلب جاتی ہے		شغل کی تکمیل میں تب وصل کی راحت ملے

युजन्नेवं सदात्मानं योगी विगत कल्मषः ।।
सुखेन ब्रह्म संस्पर्श मत्यंतं सुख मश्नुते ।।२८।।

وصالِ ذات کی بے انتہا راحت حاصل ہوتی ہے

(۲۸) یوگی اِس طرح پر شغل کرنے کی بدولت گناہوں سے آزاد ہو کر

وصال ذات کی بے انتہا راحت کو باسانی حاصل کرتا ہے۔

شغل کی برکت سے دُھلجاتے ہیں انساں کے گناہ
شغل کی لاانتہا فرحت ہیں ملتی ہے پناہ

सर्व भूतस्थ मात्मानं सर्व भूतानि चात्मनि ॥
ईक्षते योग युक्तात्मा सर्वत्र सम दर्शनः ॥२९॥

یوگی توحید کا لطف اُٹھاتا ہے

(۲۹) جو یوگی ذات میں وصل ہو جاتا ہے اور سب کو مساوی جانتا ہے وہ اپنے آپ کو کل مخلوقات میں اور کل مخلوقات کو اپنی ذات میں موجود دیکھتا ہے۔

عالمِ کثرت ہی عارف کی نظر ہیں ایک سا
کل کے اندر جزو ہے اور جزو میں کل ہے چھپا

یوگی ذات واحد کو کل اجسام میں محیط دیکھتا ہے اور اُس کو اپنی ہستی جانتا ہے پس وہ اپنے آپ کو کل مخلوقات میں پاتا ہے یہ منتر معقولات کی ادراک سے برتر ہے اور اُس کے سمجھنے کے واسطے مشاہدہ درکار ہے۔ یعنی وہ حالت سکون جس کا اس ادھیا کے تیسرے منتر میں ذکر ہو چکا ہے حاصل کرنی ضروری ہے۔ اگلا منتر اس منتر کی توضیح کرتا ہے۔

योमां पश्यति सर्वत्र सर्वं च मयि पश्यति ॥
तस्याहं न प्रणश्यामि सच मेन प्रणश्यति ॥३०॥

کثرت میں وحدت کا تماشہ دیکھتا ہے

(۳۰) جو مجھکو سب میں اور سب کو مجھ میں دیکھتا ہے اس سے میں جدا نہیں ہوتا اور وہ مجھ سے جدا نہیں ہوتا ہے۔

مجھکو سب میں اور سب کو مجھ میں جو ہے جانتا
وہ نہیں مجھ سے جدا اور میں نہیں اس سے جدا

सर्व भूतस्थितं योमां भजत्येकत्व मास्थितः ॥
सर्वथा वर्तमानोऽपि स योगी मयि वर्तते ॥३१॥

جو موحد ہوتا ہے وہ وصال ذات کا لطف حاصل کرتا ہے۔

(۳۱) جو یوگی توحید کی نظر سے مجھکو کل مخلوقات میں مقیم مانتا ہے وہ ہر حال میں مجھ میں وصل رہتا ہے۔

جو موحد جانتا ہے میرا عالم میں قیام
فعل کے ہوتے وہ مجھ میں وصل رہتا ہے مدام

आत्मौ पम्येन सर्वत्र समं पश्यति यो ऽर्जुन ॥

सुखं वायदि वा दुःखं सयोगी परमो मतः ॥ ३२॥

(۳۲) اے ارجن جو یوگی ذات کو واحد تسلیم کر کے رنج و راحت کو مساوی جانتا ہے وہ اعلیٰ مانا گیا ہے۔	جو موحد رنج و راحت میں مساوی رہتا ہے وہ اعلیٰ ہے۔

شغل میں حال ہے ارجن اُسکو بیشک بچتگی		شادی و غم میں جو رکھتا ہے نگہ توحید کی

अर्जुन उवाच ॥ यो ऽयं यो गस्त्वया प्रोक्तः साम्येन मधुसूदन ।

एतस्याहं न पश्यामि चंचलत्वात्स्थितिं स्थिराम् ॥ ३३

ارجن نے کہا (۳۳) اے کرشن آپ نے جو یہ یوگ مساویت کے اصول پر بتایا ہے میں انسانی دل کے متحرک ہونیکی وجہ سے اُسکے تسلیم کو استحکام نہیں دیکھتا۔	مساوات کی تعلیم کا قایم ہونا مشکل ہے

پر دل انسان ہے متحرک یہ دقت آپڑی		آپنے تو مجکو تسلیم و رضا تلقین کی

चंचलंहि मनः कृष्ण प्रमाथि बलवद्दृढम् ॥

तस्याहंनिग्रहं मन्ये वायोरि वसुदुष्करम् ॥ ३४ ॥

(۳۴) اے کرشن دل متحرک۔ مفسد۔ زبردست اور سرکش ہے۔ میری رائے میں اُس کا قابو میں کرنا مثل ہوا کے روکنے کے مشکل ہے۔	دل بڑا سرکش ہے اور اُس کا روکنا سخت دشوار ہے

بادپائے بے عناں مشکل سے لیتا ہے لگام		دل ہے سرکش مفسد و عیار اے عالی مقام

श्रीभगवानुवाच । असंशयं महावाहो मनोदुर्निग्रहं चलम् ॥

अभ्यासेनतु कौंतेय वराग्येणाच गृह्यते ॥ ३५ ॥

شری بھگوان نے جواب دیا (۳۵) اے ارجن دل بیشک قرار نہیں رکھتا اور مشکل سے قابو میں آتا ہے۔ لیکن وہ شغل اور عشق حقیقی کے وسیلے سے قابو میں آجاتا ہے۔	دل بیشک متحرک ہے مگر شغل اور عشق سے قابو میں آتا ہے۔

بھولتا ہے چوکڑی جب عشق کی پڑتی ہے مار		فطرتاً گو اضطراب ورم سے اس دلکا شعار

असंयतात्मना योगो दुष्प्राप इति मे मतिः ॥
वश्यात्मना तु यतता शक्योऽवाप्तुमुपायतः ॥ ३६॥

دِل کے قابو میں آنے پر یوگ منحصر ہے
(۳۶) میری رائے میں جو لوگ دلپر قادر نہیں ہیں اونہیں یوگ حاصل ہونا دشوار ہے۔ البتہ جو لوگ دلپر قادر ہیں کوشش کرکے حاصل کرسکتے ہیں۔

ضبط دلپر منحصر ہے علم وحدت کا حصول		جو نہیں ہے دِل پہ حاوی اُسکی کوشش ہے فضول

अर्जुन उवाच - अयतिः श्रद्धयोपेतो योगाच्चलितमानसः ॥
अप्राप्य योगसंसिद्धिं कां गतिं कृष्ण गच्छति ॥ ३७॥

جو طالب یوگ کے کمال کو نہیں پاتا اُس کا کیا انجام ہوتا ہے۔
ارجن نے سوال کیا (۳۷) اے کرشن جو اہل ارادت فضل سے ناواقف رہتا ہے اور یوگ میں دل نہیں لگا سکتا یوگ کا درجہ کمال حاصل نہ ہونے سے اُس کا کیا حال ہوتا ہے۔

شاغل مجبور جس کا ہے پراگندہ خیال		کیا ہے گا شغل میں حاصل نہونے سے کمال

कच्चिन्नोभयविभ्रष्टश्छिन्नाभ्रमिव नश्यति ॥
अप्रतिष्ठो महाबाहो बाहो विमूढो ब्रह्मणः पथि ॥ ३८॥

وہ ناقص رہکر فنا ہوجاتا ہے یا نہیں
(۳۸) کیا وہ شخص جو سکون نہیں رکھتا اور مطلوب کے راستہ سے بے خبر ہے دونوں طرف سے ناقص رہکر بادل کے ٹکڑوں کے مانند فنا نہیں ہوجاتا۔

جو ہے دلمیں مضطرب اور وصل سے ناآشنا		اپنے ذاتی نقص سے کیا ہو نہیں جاتا فنا

एतन्मे संशयं कृष्ण छेत्तुमर्हस्यशेषतः ॥
त्वदन्यः संशयस्यास्य छेत्ता न ह्युपपद्यते ॥ ३९॥

یہ شک آپ رفع کیجئے
(۳۹) آپ کو یہ میرا شک کامل طور پر رفع کرنا لازم ہے۔ کیونکہ آپکے سوائے اور کوئی اِس شک کا رفع کرنے والا نہیں ہے۔

یہ خلش دلکی مٹادیں آپ کافی طور سے		کون بہتر آپ سے ہے رفع شک جو کرسکے

पार्थ नैवेह नामुत्र विनाशस्तस्य विद्यते ॥
नहि कल्याण कृत्कश्चि दुर्गतिं तात गच्छति ॥४०॥

نیکی کی طرف رجوع کرنے والا فنا نہیں ہوتا

شری بھگوان نے فرمایا۔ (۴۰) اے ارجن وہ اِس عالم اور اُس عالم میں فنا نہیں ہوتا۔ اے عزیز نیکی کرنیوالا ہرگز خرابی میں نہیں آتا۔

نیک ہے جسکا اِرادہ وہ نہیں ہوتا فنا ‖ ہر دو عالم میں برابر اُس کا ہوتا ہے بھلا

प्राप्य पुण्यकृतांल्लोकानुषित्वा शाश्वतीः समाः ॥
शुचीनां श्रीमतां गेहे योगभ्रष्टोऽभिजायते ॥४१॥

اُس کی نیکی کا ظہور آئندہ نیک افعالوں میں ہوتا ہے

(۴۱) جو شخص یوگ سے بے بہرہ رہجاتا ہے وہ نیک افعالوں کے عالم میں پہنچکر اور زمانہ دراز وہاں رہکر پاتو نیک افعال و دولتمند وں کے گھر میں پیدا ہوتا ہے۔

نیک افعالوں کا جو عالم ہے پہنچیگا وہاں ‖ اُس کی نیکی ہوگی دولتمند نسلوں میں عیاں

अथवा योगिनामेव कुले भवति धीमताम् ॥
एतद्धि दुर्लभतरं लोके जन्म यदीदृशम् ॥४२॥

علم ذات سینہ بسینہ منتقل ہوتا ہے

(۴۲) یا دانشمند یوگیوں کے خاندان میں پیدا ہوتا ہے مگر دنیا میں اِس قسم کی تولید بہت نادر ہوتی ہے۔

علم حق سینہ بسینہ منتقل ہو جائے گا ‖ عارفانِ ذی خرد میں جا کے قسمت پائیگا

یوگ یعنی علم ذات کے حاصل کرنے کے واسطے نیک افعالی طالب کا شعار ہوتا ہے اور نیک افعالونکا مسکن کرہ ستوگن میں ہوتا ہے (دیکھو ادھیائے ۱۴ منتر ۱۸) اِس لئے جو شخص یوگ کے درجہ کمال کو نہیں پہنچا اُس کی قوت علمی جسم کے ترک کرنیکے بعد کرہ ستوگن میں محو ہو جاتی ہے اور اُسی کرہ سے آئندہ نسلوں میں بصورت نیک افعالی ظاہر ہوتی ہے (دیکھو ساتویں ادھیائے کے آخر میں پرکرتی یعنی قدرت کے منازل کا نقشہ) یوگیوں کی منزل کرہ ستوگن سے بلند مانی گئی ہے اگر وہ عیال دار فرض کئے جاویں تو اولاد کا ہونا ممکن ہے اور طالب ذات کی قوت علمی جس کو کمال حاصل نہیں ہوا کشش

مقناطیسی (اچہاکارن) سے یوگیوں کے خاندان میں ظہور پاسکتی ہے۔ (دیکھو ادھیائے ۱۵ منتر ۸)

اگر یوگی تارک اور مجرد مانے جاویں تو اولاد کا پیدا ہونا قاعدہ قدرت کے خلاف اور بعید از قیاس ہو جاتا ہے غور کرنا چاہیئے کہ تولید دو قسم کی مانی گئی ہے ایک جسمانی دوسری علمی۔ پہلی قسم کی تولید باپ سے ہوا کرتی ہے اور دوسری قسم کی تولید گرو سے اس طرح پر علم ایک نسل سے دوسری نسل میں منتقل ہوتا رہتا ہے اس موقع پر لفظ پیدائش سے ولادت علمی مراد ہے نہ کہ جسمی آتما تو بالذات قایم ہے یہ سب تبدل و تغیر پرکرتی میں ہوتا رہتا ہے اہل ہند نے تسلیم کیا ہے کہ گیانی کو آواگون نہیں ہوتا اگیانی کو ہوتا ہے اس کے معنی پر ذرا غور کرنا چاہیئے۔ گیانی کو آواگون نہیں ہوتا یعنی روشنی میں غلطی نہیں ہوتی اگیانی کا آواگون ہوتا ہے یعنی اندھیرے میں غلطی کا ہونا ممکن ہے گیان مثل آفتاب کے روشن ہے اسلئے وہاں آواگون جیو کا موہوم ثابت ہوتا ہے اگیان مثل شب تار کے ہے پس اس میں آواگون کا وجود فرض ہوتا ہے اب دریافت کرنا چاہیئے کہ کونسی تسلیم صحیح ہے بیشک جو کچھ روشنی میں دریافت کیا جاتا ہے قابل تسلیم ہوتا ہے اور جو اندھیرے میں معلوم ہوتا ہے پایہ ثبوت نہیں رکھتا آواگون کے معنی آنے اور جانے کے ہیں اور یہ سلسلہ دنیا میں جاری ہے ایک آتا ہے دوسرا جاتا ہے آواگون کے معنی دوبارہ جسم قبول کرنیکے خود اس لفظ سے ثابت نہیں ہوتے البتہ پنر جنم کے معنی دوبارہ جسم اختیار کرنیکے ہوسکتے ہیں۔ جو مراد کہ عوام نے آواگون کے لفظ سے اخذ کی ہے وہ کلمات متبرک اور کلام عارفان سے ثابت نہیں ہوتی ہے اور جو اس لفظ کے معنی اس موقع پر ہیں وہ پندرھویں ادھیاکے ۸ و ۹ منتروں پر غور کامل کرنے کے بعد دریافت ہوسکتے ہیں۔

तत्रतं बुद्धि संयोगं लभते पौर्वदेहिकम् ॥
यतते च ततो भूयः संसिद्धौ कुरुनंदन ॥४३॥

علم ذات کشش مقناطیسی رکہتا ہے (۴۳) اے ارجن وہ وہاں پر سابق جسم کی قوت علمی کو حاصل کرتا ہے اور پھر کمال پانے کے لئے سعی کرتا ہے۔

قوتِ علمی کو حاصل کر کے پہلے جسم کی		پھر کرے گا شغل کی تکمیل میں کوشش نئی

وہ کا اشارہ مجموعہ پرکرتی پر ہے جیو نہ کہیں جاتا ہے اور نہ آتا ہے (دیکھو ادھیائے ۲ منتر ۲۰)

पूर्वाभ्यासेन तेनैव ह्रियते ह्यवशोऽपिसः॥
जिज्ञासुरपि योगस्य शब्द ब्रह्माऽतिवर्तते ॥४४॥

اُس کی کوشش منزل معرفت پر پہنچاتی ہے (۴۴) یوگ کا طالب زمانہ سابق کے شغل کی مدد سے خود بخود چرخ قدرت سے پار ہو جاتا ہے

شغل سابق کی مدد سے طالبِ نیکی شعار		قلزم قدرت سے ہو جاتا ہے پار انجام کار

طالب صادق کمال کی طرف رجوع کرتے کرتے اخر الامر کمال کو حاصل کرتا ہے

प्रयत्नाद्यतमानस्तु योगी संशुद्धकिल्बिषः॥
अनेकजन्मसंसिद्धस्ततो याति परां गतिम्॥४५॥

وہ کوشش متواتر مسلسل چلی جاتی ہے (۴۵) یوگی کوشش کے ساتھ شغل کر کے اور گناہوں سے پاک ہو کر اور بہت سے پیدائیش کے بعد منزل کمال کو پاکر اعلیٰ درجہ پر پہنچتا ہے۔

یوگی یکسُوئی کے ذریعہ سے گناہوں سے بری ہو کر بہت سے جنموں میں درجہ کمال حاصل کرتے ہیں۔ اِس منتر میں لفظ جنم سے ولادت علمی مُراد ہے جس کا اوپر ذکر کیا جا چکا ہے اُس کی سب سے عمدہ تاریخی مثال بشسٹ جی مہرشی اُن کے فرزند پراشر سوامی اور پوتے وید ویاس مُنی اور پڑپوتے مہامُنی سکھدیو جی ہیں یعنی جو علم بشسٹ جی کو حاصل ہوا تھا وہ رفتہ رفتہ خالص ہو کر سکھدیو جی کے ذات میں درجہ تکمیل پر پہنچا ہے اور ان بعد اُن کی نسل کا خاتمہ ہو گیا ہے مگر اُن کا علم اب تک زندہ اور موجود ہے۔

پاک ہو کر قابیوں میں اور بہت کوشش کیساتھ		عارفِ کامل کا اعلیٰ مرتبہ آتا ہے ہاتھ

तपस्विभ्योऽधिको योगी ज्ञानिभ्योऽपि मतोऽधिकः।
कर्मिभ्यश्चाधिको योगी तस्माद्योगी भवार्जुन॥४६॥

یوگی سب سے اعلیٰ ہیں	(۴۶) چونکہ یوگی مرتاضوں سے عارفوں سے اور پابندان فعل سے اعلیٰ مانا گیا ہے لہذا اے ارجن تو یوگی ہو۔
زہد و خیرات و عمل پر ہے تفضیلت شغل کو	تو ارادہ کرکے پکا شغل میں سرگرم ہو۔

योगि नामपि सर्वेषां मद्गतेनां तरात्मना ॥
श्रद्धावान् भजते यो मां स मे युक्ततमो मतः ॥४७॥

یوگیوں سے واصل ذات اعلیٰ ہے	(۴۷) یوگیوں میں سے بھی وہ شخص جو راسخ الاعتقاد ہے اور سچے دل سے میری یاد میں مستغرق رہتا ہے اعلیٰ درجہ کا یوگی مانا جاتا ہے۔
صدق دل اور پاک بازی سے جو مجھپر ہو فدا	شاغلوں میں اسکا درجہ فی الحقیقت ہے بڑا

جو یوگی دوئی کا حجاب بالکل اُٹھا دیتا ہو اور ذات نامتناہی اپنی ہستی جانتا ہو وہ سب سے اعلیٰ ہے

इति श्री मद्भगवद्गीता सूपनिषत्सु ब्रह्मविद्यायां योग शास्त्रे श्री कृष्णार्जुन संवादे आत्म संयम योगो नाम षष्ठो ६ अध्यायः।

شری بھگوت گیتا کے مخفی علم الوہیت کے طریقت کے بارہ میں کرشن اور ارجن کی تقریر کی چھٹی ادھیا موسوم بہ آتم سیم یوگ ختم ہوئی

پانچویں ادھیا میں خیال کے روکنے کیواسطے بہرکُٹی دھیان کا عملی طریقہ بیان کیا گیا ہے۔ اِس ادھیا میں دوسرے شغل (ناساگر دھیان) کی تشریح کی گئی ہے اور کرشن بھگوان نے اُس کو دل کے ضبط کرنے کا وسیلہ بتایا ہے اور یوگ کو سب سے اعلیٰ مانا ہے اور اُس کے طالب ہونے کا ایما فرمایا ہے اور ظاہر کیا ہے کہ یوگ کا تعلق بیرونی افعال سے صرف اُس وقت تک رہتا ہے جب تک کہ کشائش باطنی حاصل نہیں ہوتی جب شاغل قلب کی سیر دیکھنے لگتا ہے اُس وقت اُسے کل اندرونی قوتیں کام میں لانی پڑتی ہیں۔

ساتویں ادھیا گیان وگیان یوگ (۳۰ منتر)

श्री भगवानुवाच

मय्यासक्तमनाः पार्थ योगं युञ्जन्मदाश्रयः॥

असंशयं समग्रं मां यथा ज्ञास्यसि तच्छृणु॥१॥

علم ذات کا بیان ذیل میں درج ہے	شری بھگوان فرماتے ہیں (۱) اے ارجن تم مجھ میں دل

لگا کر اور میرا طالب ہو کر یوگ کا شغل کرتے ہوئے جیسا مجھکو ادراک کریگا اُس کی کیفیت بالتحقیق اور بالتشریح سُن۔

جس نے مجھ میں دل لگایا ایسے طالب کو سدا	شغل میں جیسا نظر آتا ہے جلوہ ذات کا۔

پانچویں اور چھٹی ادھیا کے اشغال کی تکمیل پانے پر جو علم ذات شاغل پر منکشف ہوتا ہے کرشن بھگوان نے اُس کی کیفیت اس ادھیا میں چوتھے منتر سے تیرہویں منتر تک ظاہر کی ہے۔

ज्ञानं तेऽहं सविज्ञानमिदं वक्ष्याम्यशेषतः॥

यज्ज्ञात्वा नेह भूयोऽन्यज्ज्ञातव्यमवशिष्यते॥२॥

علم ذات کل علوم میں افضل ہے	(۲) میں وہ علم اشراق تجھے مفصل بتاتا ہوں جسے جانکر

دُنیا میں پھر اور کچھ جاننا باقی نہیں رہتا۔

اِس کو بالتشریح سن ارجن یہ ہو علم صفات	اِس کے محرم کو میسر ہے علایق سے نجات

اِس ادھیا کے اگلے منتروں میں جو علم حقیقت درج ہے وہ عقل کے وسیلہ سے دریافت نہیں ہوتا بلکہ حالتِ کیف میں بذریعہ ابھو شکتی یعنی قوت اشراقیہ ادراک ہوتا ہے اُس علم سے آگاہ ہو کر انسان دام غفلت سے کُلیتاً رہائی پاتا ہے تب اُسے کسی شے کے حاصل کرنیکی خواہش اور تمنا نہیں رہتی۔

मनुष्याणां सहस्रेषु कश्चिद्यतति सिद्धये॥

यततामपि सिद्धानां कश्चिन्मां वेत्ति तत्त्वतः॥३॥

بہت کم انسان علمِ ذات کے طالب ہو کر عارف ہوتے ہیں

(۳) ہزاروں انسانوں میں سے کوئی کمال حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے اور کوشش کرنیوالوں میں سے جو درجہ کمال پر پہنچتے ہیں اُن میں سے بھی کوئی مجھے واقعی طور پر جانتا ہے۔

اِس میں ہے دشوار کوشش شاذونادر ہی کمال
مجھکو ویسا جاننا جیسا کہ میں ہوں ہے محال

حقیقت شناس عارف ہر زمانہ میں نادر الوجود ہوتے آئے ہیں۔

رُباعی

ہر گاؤ خرے لائق اطلس نبود
لال و گوہر مناسب خس نبود
عرفان گوہر گہر شناسے باید
بشناس گہر شناس ہر کس نبود

भूमि रापो ऽनलो वायुः खंमनो बुद्धि रेवच ॥
अहंकार इतीयंमे भिन्ना प्रकृति रष्टधा ॥ ४॥

صفات کی تشریح

(۴) خاک - آب - آتش - باد - خلا - دل - عقل - اور انانیت یہ آٹھ مختلف اقسام میرے صفات کی ہیں۔

خاک و آب و آتش و باد و خلا ادنیٰ صفات
جذبہ دل عقل اور پندار ہیں اعلیٰ صفات۔

وید اور دیگر کلمات عارفوں میں پرکرتی کو ہفت گانہ بیان کیا ہے مگر کرشن بھگوان نے اِس منتر میں اہنکار یعنی انانیت کو آٹھویں صفت کہا ہے یہ صفت بسیط ہے وہ ساتوں صفتیں اُس میں محدود ہیں اہنکار یعنی انانیت قدیم ہے اور وہ ساتوں صفتیں حادث ہیں پندرہویں ادھیا میں حدوث و قدم کی تعریف کیجائیگی برہم باہیہ درشن کی تصویر کو گیارہویں ادھیا کی منترہ کے مقابل دیکھو۔

अपरेय मितस्त्वन्यां प्रकृतिं विद्धि मे पराम् ॥
जीवभूतां महा बाहो ययेदं धार्यते जगत् ॥ ५॥

ذات کی تعریف

(۵) اے ارجن یہ تو ادنیٰ قوت تھی اِس کے علاوہ میری ایک اور اعلیٰ قوت ہے جو کہ مادہ حیات ہے اور جس سے اِس عالم کا قیام ہے۔

جان ہے قوت نویں جس سے ہی عالم کا قیام	اک مسبب اور سبب ہیں آٹھ سن اے نیکنام

ذات صفات ہشتگانہ سے برتر اور نویں ہستی ہے اور اُن کے قیام کا باعث ہے وہی کل جانداروں کی جان اور کل عالم کے ظہور کا سبب ہے اُسی کیواسطے پندرہویں ادھیا میں لفظ پرشوتم استعمال کیا گیا ہے جو کے معنی اس منتر میں ہستی محدود کے نہیں ہیں جو عوام نے فرض کئے ہیں۔

एतद्योनीनि भूतानि सर्वाणी त्युप धारय ॥
अहं कृत्स्नस्य जगतः प्रभवः प्रलयस्तथा ॥६॥

ذات خالق عالم ہے۔

(۶) تو سمجھ لے کہ تمام مخلوقات اسی سے پیدا ہوتی ہے میں کل عالم کی پیدائش اور فنا کا مخزن ہوں۔

ان سے پیدائش تمام عالم کی ارجن جان لے	آفرینش اور فنا کا میں ہوں مخزن مان لے

کل جاندار مثل حباب کے بحر ذات سے بر آمد ہو کر پھر اُسی میں محو ہو جاتے ہیں یعنی صفات کے امتزاج پانے سے اُن کے مادی اجسام پیدا ہوتے ہیں اور ذات کے محیط ہونے کے باعث وہ حرکت کر سکتے ہیں۔

मत्तः परतरं किंचिन्नान्य दस्ति धनंजय ॥
मयि सर्वमिदं प्रोतं सूत्रे मणि गणा इव ॥७॥

ذات سب سے اعلیٰ اور سب میں موجود ہے۔

(۷) اے ارجن مجھ سے برتر کوئی شے نہیں ہے اور یہ کل عالم مجھ میں اس طرح پرویا ہوا ہے جس طرح لڑی میں موتی۔

جیسے موتی کی لڑی میں تار ہے اک درمیان	سارے عالم میں ہوں ساری اسطرح اور ہوں نہاں

اجسام بمنزلہ موتی کے ہیں اور ذات ان سب میں لڑی کے مانند موجود ہے ہر انسان کو اسکی تلاش اپنے بطون میں واجب ہے (دیکھو نقشہ نمبر ۳ ششتمار یا نظام شمسی)

रसो ऽहमप्सु कौंतेय प्रभास्मि शशि सूर्ययोः ॥
प्रणवः सर्व वेदेषु शब्दः खे पौरुष नृषु ॥८॥

ذات کے لطیف ظہور: (۸) اے پسر کنتی میں پانی میں ذائقہ ہوں چاند اور سورج میں روشنی ہوں سب ویدوں میں اونکار ہوں ۔ آکاش میں شبد ہوں اور انسانوں میں مردانگی ۔

آب میں ہوں ذائقہ اور مہر و مہ میں روشنی ۔ ۔۔ وید میں پرنو خلا میں صوت انسان میں تری

पुण्यो गंधः पृथिव्यां च तेजश्चास्मि विभावसौ ॥
जीवनं सर्व भूतेषु तपश्चास्मि तपस्विषु ॥ ९ ॥

ذات کے لطیف ظہور (۹) خاک میں خوشبو ہوں آگ میں حرارت ہوں سب جانداروں میں مادۂ حیات ہوں اور مرتاضوں میں ریاضت ۔

خاک میں خوشبو عیاں آتش میں ہوں سوزِ نہاں ۔۔ شغل ہوں میں شاغلوں میں اور جانداروں میں جان

बीजं मां सर्व भूतानां विद्धि पार्थ सनातनम् ॥
बुद्धिर्बुद्धि मतामस्मि तेजस्तेजस्विनामहम् ॥ १० ॥

ذات یعنی جان قدیمی تخم ہے (۱۰) اے ارجن تو مجھے کل مخلوقات کا لازوال تخم سمجھ میں عاقلوں میں عقل ہوں اور صاحب جلال میں جلال ۔

ساری مخلوقات کا ہوں میں ہی تخم بے زوال ۔۔ عاقلوں میں عقل ہوں صاحب جلالوں میں جلال

बलं बलवतां चाहं काम राग विवर्जितम् ॥
धर्मा ऽविरुद्धो भूतेषु कामो ऽस्मि भरतर्षभ ॥ ११ ॥

جان کی قوتوں کی تعریف (۱۱) اے ارجن میں طاقتوروں میں وہ طاقت ہوں جو خواہش اور شوق سے بری ہے اور انسانوں میں وہ خواہش ہوں جو آئین راستی کے مطابق ہے ۔

اہل طاقت میں ہوں طاقت شوق و خواہش سے بری ۔۔ اور انسانوں میں خواہش ہوں بنا بر راستی ۔

ये चैव सात्त्विका भावा राजसास्तामसाश्च ये ॥
मत्त एवेति तान्विद्धि नत्वहं तेषु ते मयि ॥ १२ ॥

سہ گانگی عالم میں جان سے ظہور پاتی ہیں مگر جان اُن سے برتر اور پاک ہے ۔ (۱۲) جتنے ستوگنی رجوگنی اور تموگنی خواص ہیں اُن کا (قیام)

میرے سبب سے سمجھ لے میں اُن میں (مقیم) نہیں ہوں بلکہ وہ مجھ میں مقیم ہیں۔

میرے باعث بود وایجاد فنا کا ہے نظام ۔۔ ہیں مقیم اُن میں نہیں پر مجھ میں ہے اُن کا قیام

ستوگن رجوگن اور تموگن کو طاقت قیام وایجاد و فنا کہنا چاہئے اِن تینوں صفات کا ظہور ذات سے ہوتا ہے جو باوجود اُن کو ظہور دینے کے اُن سے علیحدہ اور برتر رہتی ہے۔

त्रिभिर्गुण मयैर्भावैरेभि : सर्व मिदं जगत् ॥
मोहितं नाभिजानाति मामेभ्यः पर मव्ययम् ॥१३॥

اِنسان صفت سہ گانہ سے محجوب ہو کر جان کو لازوال نہیں جانتا۔

(۱۳) یہ کل عالم اِن تینوں صفاتی خواص کے سبب سے غافل ہو کر مجھ لازوال کو جو اُن سے برتر ہے نہیں جانتا۔

موجب غفلت ہیں کل عالم میں یہ تینوں صفات ۔۔ لازوال اور اُن سے بالاتر ہے ارجن میری ذات

صفت سہ گانہ کا پردہ حائل ہونے کی وجہ سے اِنسان ذات کی حقیقت سے بیخبر ہو جاتا ہے

दैवी ह्येषा गुणमयी मममाया दुरत्यया ॥
मामेवये प्रपद्यंते माया मेतां तरंतिते ॥१४॥

جو جان کو پاتا ہے وہ سہ گانہ صفت سے آزاد ہوتا ہے

(۱۴) میرے اِس عجیب صفاتی طلسم سے عبور کرنا مشکل ہے جو مجکو پاتے ہیں وہ اِس طلسم پر عبور حاصل کرتے ہیں۔

میرے اِس بحر طلسمات صفاتی پر عبور ۔۔ اُن کو حاصل ہے جو پاتے ہیں مجھے عین سرور

عارف صفت سہ گانہ کی طلسم سے آگاہ ہو کر ادراکِ ذات ناتناہی میں مسرور رہتے ہیں اور دامِ غفلت سے کلیتاً بریت حاصل کرتے ہیں۔

नमां दुष्कृतिनो मूढाः प्रपद्यंते नराधमाः ॥
मायया पहृत ज्ञाना आसुरं भाव माश्रिताः ॥१५॥

جو گرفتارِ طلسم ہو جاتے ہیں وہ اِس سے باہر نہیں نکل سکتے

(۱۵) ادنیٰ درجہ کے اِنسان جو بد اعمال اور کم عقل ہیں اور جن کا علم خود شناسی صفاتی طلسم کے وجہ سے جاتا رہا ہے اور جو شیطانی

خاصیت رکھتے ہیں وہ مجھے نہیں پاتے۔

رات دن جو لوگ دلدادہ ہیں محسوسات کے　　جہل کے زندان میں رہتے ہیں نہیں پاتے مجھے۔

جہلاء طلمسی دائرہ میں گرفتار رہ کر عالم علوی کی سیر سے بے نصیب رہتے ہیں۔

चतुर्विधा भजंते मां जनाः सुकृतिनोऽर्जुन ॥
आर्तो जिज्ञासुरर्थार्थी ज्ञानी च भरतर्षभ ॥१६॥

طالبوں کی اقسام (۱۶) اے ارجن مجھے چار قسم کے نیک انسان یاد کرتے ہیں مصیبت زدہ طلبگار عقبیٰ غرض مند اور عارف۔

یاد کرتے ہیں مجھے یہ چار بہر عافیت۔　　غم رسیدہ طالب دنیا و دین و معرفت۔

तेषां ज्ञानी नित्ययुक्त एकभक्तिर्विशिष्यते ॥
प्रियो हि ज्ञानिनोऽत्यर्थमहं स च मे प्रियः ॥१७॥

سب طالبوں میں عارف افضل ہے (۱۷) عارف ذات میں ہمیشہ وصل رہتا ہے اور عشق حقیقی رکھتا ہے اسلئے اُن سب میں افضل ہے میں عارف کو از حد عزیز ہوں اور وہ مجھے عزیز ہے۔

عاشق صادق مرا جو مجھ میں داخل ہو گیا　　اُس کا میں پیارا ہوں ارجن اور وہ پیارا ہی مرا

عارف ذات کو اپنی ہستی جانکر جان جاناں ہو جاتا ہے دیگر طالبان حق کی نظر میں دوئی قایم رہتی ہے اسلئے وہ کمال کا درجہ حاصل کرنے سے محروم رہتے ہیں۔

उदाराः सर्व एवैते ज्ञानी त्वात्मैव मे मतम् ॥
आस्थितः स हि युक्तात्मा मामेवानुत्तमां गतिम् ॥१८॥

عارف ذات سے جدا نہیں ہوتا (۱۸) یہ سب اچھے ہیں لیکن عارف کو تو میں اپنی جان ہی مانتا ہوں کیونکہ وہ صاحب دل میرے اعلیٰ مقام پر پہونچتا ہے۔

سب ہیں اچھے ہے دلے عارف مری روح رواں　　مجھ میں ملکر وہ مجھے پاتا ہے بے نام و نشاں

عارف کو دیگر طالبان حق پر علم ذات سے واقف ہونے کے باعث فضیلت ہے۔

बहूनां जन्म नामंते ज्ञान वान्मां प्रपद्यते ॥
वासुदेवः सर्वमिति स महात्मा सुदुर्लभः ॥१९॥

ایسا عارف جو واصل ذات ہوتا ہے بہت سی پشتوں کے بعد پیدا ہوتا ہے

(۱۹) عارف بہت نسلوں کے بعد کُل عالم کو ذات تسلیم کرکے، مجھ میں وصل ہو جاتا ہے اور ایسا مقدس اِنسان نادر الوجود ہوا کرتا ہے۔

موحد طالبانِ ذات کا اعلیٰ شہود ہے ۔۔ سینکڑوں پشتوں میں ہوتا ہے کہیں ایسا وجود

ہزاروں اِنسانوں میں سے کوئی ایسا پیدا ہوتا ہے جو علم ذات کے وسیلہ سے نروان یعنی وصال ذات حاصل کرتا ہے۔

कामैस्तै स्तै र्हृत ज्ञानाः प्रपद्यंते ऽन्यदेवताः ॥
तं तं नियम मास्थाय प्रकृत्या नियताः स्वया ॥ २०॥

جہل کے سبب پرستش صفات کی ہوتی ہے۔

(۲۰) جاہل خاصہ طبعی سے مجبور ہوتے ہیں اِسلئے وہ طرح طرح کے عقیدوں کے پابند ہوکر انواع انواع کے اغراض سے مختلف دیوتاؤں کی پرستش کرتے ہیں۔

جاہل اپنے جہل سے ہوتا ہے پابندِ رجا ۔۔ ملتیں ہیں بیشمار اور دیوتا بے انتہا

جو لوگ علم ذات سے بیخبر اور ناواقف ہیں وہ صفات کو اپنا معبود قرار دیکر اُسی کی پرستش کرتے ہیں۔

योयो यांयां तनुं भुक्तः श्रद्धयार्चि तुमिच्छति
तस्य तस्याचलां श्रद्धां तामेव विद धान्यहम् ॥ २१

جس کی جیسی طلب ہوتی ہے اسی کے موافق ذات مطلوب بن جاتی ہے

(۲۱) جو عقیدت مند اعتقاد کے ساتھ جس شہود کی پرستش کرنے کی خواہش رکھتا ہے اُس کے اُسی عقیدہ کو میں استحکام دیتا ہوں۔

پوجتا ہے جس عقیدے سے مجھے جو آدمی ۔۔ اُس کی منت کے ثمر کو بخشتا ہوں میں وہی۔

اِنسان اپنی سمجھ کے موافق جو عقیدہ رکھتا ہے اُس کا وہی عقیدہ مستحکم ہو جاتا ہے۔

सतया श्रद्धया युक्तस्तस्याराधन मीहते ॥

लभते च ततः कामान्मयैव विहितान्हि तान् ॥२२॥

مطلوب فرضی مخلوق ہوتا ہے پس خالق نہیں ہو سکتا۔

(۲۲) وہ شخص اپنے عقیدہ کے موافق اوّل اُس شہود کی پرستش کرتا ہے بعد ازاں میرے پیدا کئے ہوئے بہترین مطالب کو حاصل کرتا ہے

میرے جس مظہر پہ ٹھہراتے ہیں اِنسان اعتقاد		اپنے اُس مظہر سے بر لاتا ہوں میں اُنکی مُراد

صفات پرستی سے دُنیوی اغراض حاصل ہوتے ہیں لیکن حقیقت کے نجاننے کی وجہ سے شکوک اور بے اطمینانی رفع نہیں ہوتے علم ذات کا حاصل کرنا اِنسان کا فرض ہے صفات پرست اُس کو پورا نہیں کرتے ہیں اور جہل میں گرفتار رہتے ہیں۔

अंतवत्तु फलं तेषां तद्भवत्यल्प मेधसाम् ॥

देवान्देव यजो यांति मद्भक्तायांति मामपि ॥२३

فرضی مطلوب ہیچ ہے طالب ذات ذات میں وصل ہو جاتے ہیں۔

(۲۳) اُن کم عقلوں کا وہ ثمرہ ختم ہونیوالا ہے صفات پرست صفات کو پاتے ہیں میرے طالب مجھکو۔

ہیچ ہے ایسی پرستش کا صلہ انجام کار		میرے طالب مجھکو پاکر ہو گئے ہیں رستگار

اِنسان کا علم صفات کی جس منزل تک پہونچتا ہے اُس میں ٹھہر جاتا ہے۔ عارف کا علم صفات کے دائرہ سے بلند ہو جاتا ہے پس وہ ذات میں واصل ہوتا ہے۔

अव्यक्तं व्यक्ति मापन्नं मन्यंते माम बुद्धयः ॥

परं भाव मजानंतो ममाव्य यमनुत्तमम् ॥२४॥

جہلا جان کو ہستی قرار دیتے ہیں اگرچہ وہ ہستی اور نیستی سے برتر ہے۔

(۲۴) کم عقل اِنسان میری بے زوال اور اعلیٰ سے اعلیٰ حقیقت سے ناواقف ہونے کی باعث اگرچہ میں ظہور سے برتر ہوں مجھکو ظاہر خیال کرتے ہیں۔

فاش نادانی ہے مجکو مان لینا کائنات	نیستی ہستی کے جھگڑے سے بری ہے میری ذات

ذات ظہور سے برتر اور بے نشان ہے صفات کے نام اور نشان ظاہر ہیں کم فہم ذات اور صفات میں تمیز نہیں کرسکتے اسلئے وہ صفت کو جو عقل و حواس سے مدرک ہوتی ہے ذات سمجھتے ہیں صفات پرستی دُنیا میں علم ذات سے ناواقفیت کی وجہ سے جاری ہوتی ہے۔

नाहं प्रकाशः सर्वस्य योग माया समावृतः।
मूढो ऽयं नाभि जानाति लोको मामजमव्ययम ॥२५॥

صفات کے حجاب سے وہ مدرک نہیں ہو سکتی ہے

(۲۵) میں صفات کے پردے میں چھپے ہونے کے باعث سب پر آشکارا نہیں ہوں۔ یہ عالم غفلت میں گرفتار ہونے کی وجہ سے میری ذات کو جو پیدائش و فنا سے برتر ہے۔ نہیں جانتا۔

ذات کو محجوب کرتی ہیں صفاتِ ظاہری	آفرینش اور فنا سے میں ہمیشہ ہوں بری

جو لوگ پندار خودی کے وجود کو صحیح مان کر محسوسات کی طرف بدل مصروف ہو جاتے ہیں وہ علم ذات سے بے نصیب رہتے ہیں۔ البتہ جو پندار خودی کی ہستی کو موہوم جان لیتے ہیں اُن کو ادراک ذات کا سرور حاصل ہوتا ہے۔

شعر حافظ

میان عاشق و معشوق ہیچ حائل نیست	تو خود حجاب خودی حافظ از میاں برخیز

वेदाहं समती तानि वर्त्तमानानि चार्जुन।
भविष्याणि च भूतानि मां तु वेद न कश्चन॥२६॥

ذات ماضی و مستقبل و حال میں ایک کیفیت پر رہتی ہے۔

(۲۶) اے ارجن میں گذشتہ موجودہ اور آئندہ زمانہ کی مخلوقات کا علم رکھتا ہوں۔ لیکن مجھے کوئی نہیں جانتا۔

حال ماضی اور مستقبل ہے میری نظر	سارے دُنیا دار میری ذات سے ہیں بےخبر

ذات لاتغیر محیط اور قدیم ہے اور مصدر علم و سرور ہے اُس کا علم ماضی حال اور مستقبل تینوں

زمانوں پر حاوی ہے مگر انسان بوجہ نادانی اپنی ہستی کو محدود خیال کرتا ہے۔ دراصل ذات کُل عالم کی ہستی کا سبب ہے۔

इच्छा द्वेष समुत्थेन द्वंद्व मोहेन भारत ॥
सर्व भूतानि संमोहं सर्गे यांति परंतप ॥२७॥

شوق و نفرت کا تعلق انسان کو غفلت میں ڈال دیتا ہے۔	(۲۷) اے ارجن شوق اور نفرت سے نظر دوئی کے پیدا ہونے کے باعث دُنیا کی کُل مخلوق غفلت میں پھنستی ہے

شوق و نفرت کی نگہ میں ہے نہاں رازِ دوئی ۔ جس سے پڑ جاتا ہے پردہ عقل پر انسان کی

شوق اور نفرت جہل کا سرچشمہ ہیں اس لئے ان دونوں کے بند کرنے سے وہ علم ذات جو تینوں زمانوں پر حاوی ہے حاصل ہوتا ہے۔

येषां त्वंतगतं पापं जनानां पुण्य कर्मणाम् ॥
ते द्वंद्व मोह निर्मुक्ता भजंते मां दृढव्रता: ॥२८॥

جنہوں نے نیکی و بدی سے نظر اُٹھائی وہ ہر طرف جلوہ دلدار دیکھتے ہیں۔	(۲۸) جن نیک فعال اور باعتقاد انسانوں کے گناہ معدوم ہو جاتے ہیں وہ نظر دوئی کے نقص سے بری ہو کر مجھے یاد کرتے ہیں۔

جس کے لوحِ قلب سے نقش دورنگی مٹ گیا ۔ سب طرف اُسکو نظر آتا ہے جلوہ ذات کا

जरा मरण मोक्षाय मामाश्रित्य यतंतिये ।
ते ब्रह्म तद्विदः कृत्स्न मध्यात्मं कर्म चाखिलम् ॥२९॥

جو طالب نجات کیواسطے علم حقیقت کی تلاش کرتے ہیں	(۲۹) جو لوگ ضعیفی اور موت سے نجات پانے کے لئے میرے ادراک کی کوشش کرتے ہیں وہ [۱]برہم - [۲]ادھیاتم - اور [۳]کرم کو تمام و کمال جان لیتے ہیں۔

جس بشر پر جزو و کُل اور فعل کا عقدہ کُھلا ۔ وقت ترکِ جسم اُس کو موت سے ہے خوف کیا

برہم ادہیاتم وغیرہ کی تصریح اگلی ادہیاکے ۳ دہ منتر میں کیجاویگی لہذا اُنکے معنی کے اِس موقع پر درج کرنیکی ضرورت نہیں ہے۔

साधि भूताधि दैवं मां साधि यज्ञं च ये विदुः।
प्रयाण काले ऽपि च मां ते विदुर्युक्त चेतसः ॥३०॥

وہ اِن چھہ قوتوں کی کیفیت دریافت کرلیتے ہیں۔	(۳۰) جو شاغل ادہی بہوت۔ ادہی دیو۔ اور ادہی یگ سے واقف ہوجاتے ہیں وہ مرنیکے وقت بھی میرے ادراک سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔

یاد رکھہ مجھ سے ہے فانی اور باقی کا ظہور۔ رش		اور اِن دونوں کا شاہد ہے مرا علم دہ مہرور

جو اِنسان وفات سے پیشتر ذات کی حقیقت کو دریافت کرلیتا ہے دام واپسین تک اُس کا دِل علم ذات سے معمور ہوتا ہے۔

इति श्री मद्भगवद्गीता सूपनिषत्सु ब्रह्म विद्यायां
योग शास्त्रे श्री कृष्णार्जुन संवादे विज्ञानयो-
गो नाम सप्तमो ऽध्यायः ॥७॥

شری بھگوت گیتا کے مخفی علم الوہیت کے طریقت کے
بارہ میں کرشن اور اُرجن کی گیان یوگ نام
ساتویں ادھیا ختم ہوئی

خلاصہ وتشریح ادہیائے ہفتم

تیسری ادہیائے چھٹی ادہیا تک ادراک ذات کی طریقت بیان کی گئی ہے اور اُس کے واسطے لفظ یگ

یعنی ریاض استعمال کیا گیا ہے۔ ساتویں ادھیا میں جو علم اشراق درج ہے وہ اُس ریاض کا ماحصل ہے جو شخص ریاض یعنی عمل کی منزل کو طے کر کے اشراق کے درجہ پر پہنچتا ہے وہ پرکرتی کے سات طبقوں کی سیر بطون میں کرتا ہے۔ اِس ادھیا کا لبِّ لباب اُس کے منتر ہیں درج ہے اسمیں آٹھ اپرا پرکرتیاں یعنی اجزائے عالم بیان کیے گئے ہیں اور نویں پرا پرکرتی مادۂ حیات ہے اِس منتر کے معنی گیارہویں ادھیا کے اوّل نقشہ سے کھلتے ہیں اس لیے سمجھنے کیواسطے اُس کا مطالعہ ضروری ہے۔

	مقولہ کبیر صاحب	
ساتھ بات برنن کتے گیتا میں بھگوان		چھین کو اشٹم کہا یہی بات پرمان

اہنکار کارن یعنی مبداء عالم ہے پرکرتیاں اُس میں محدود ہیں عوام لفظ اہنکار کو غرور کے معنی میں استعمال کرتے ہیں اُس کے لغوی معنی تسلیم جزویت یا انانیت کے ہیں نظر کلیت میں اہنکار کارن ہے منجملہ سات پرکرتیوں کے من اور بدھی سوکشم یعنی لطیف ہیں کہ وہ کسی حس کے ذریعہ مدرک نہیں ہو سکتیں بعض کلمات عرفان میں چار انتہ کرن۔ من[1]۔ بدھ[2]۔ چیت[3]۔ اہنکار[4]۔ یعنی قوت مدرکہ[1] ممیزہ[2]۔ متخیلہ[3]۔ اور حافظہ[4] بیان کیے گئے ہیں۔ اور فلسفہ سانکہ نے من اور چیت کو جو بمنزلہ عکس اور معکوس کے ہیں بجائے دو پرکرتیوں کے ایک ہی مانا ہے اور اُس کے لیے صرف لفظ من استعمال کیا ہے باقی پانچ پرکرتیاں۔ آکاش[1]۔ پون[2]۔ اگنی[3]۔ جل[4] اور پرتھوی[5] ہیں جن کو استھول یعنی عناصر کثیف کہتے ہیں۔

قدرت نے کارن سے سوکشم اور سوکشم سے استھول ہو کر غیب سے ظہور کی طرف نزول کیا ہے اور رنگا رنگ کے اشیاء پیدا کی ہیں جیسے کہ پانی حرارت طبعی کے کم ہو جانے سے منجمد ہو کر مختلف اشکال برف اور اولہ کے اختیار کرتا ہے۔

پانچ گیان اندری یعنی حواس علمی	پانچ گُن یعنی خاصیت عنصری	پانچ مہا بھوت یعنی عناصر بسیط
اِن پچیس کا نام پرتج ہے۔	پانچ پران یعنی انفاس	پانچ کرم اندری یعنی قوت افعالی

اِن کی تفصیل ذیل کے نقشہ میں سہولیت کے لیے درج کیجاتی ہے۔

عنصر	خاصیت عنصر	حواس	قوت افعالی	پران
آکاش	شبد	کان	ہاتھ	سمان
وایو	سپرش	پوست	پانوں	پران
اگنی	روپ	آنکھ	منہ	اپان
جل	رس	جیبھ	مقام بول	دیان
پرتھوی	گندھ	ناک	مقام براز	اودان

مندرجہ بالا ساتوں پرکرتیاں عالم میں بصورت کُل اور ہر انسان میں بصورت جزو موجود ہیں کُل کا نام تت پدیا ایشر ہے اور جزو کا نام تم پد یا جیو ہے انہیں کے امتزاج سے کُل اشکال نمود پاکر پھر کسی وقت اپنے اصلی خزانہ میں ملجاتی ہیں۔

علم جزویت کُل پر حاوی نہیں ہوسکتا۔ اور واقعات کو ظاہر نہیں کرسکتا علم کلیّت لطون میں مشاہدہ کیا جاتا ہے اور وہ راست ہے جب انسان کی تعلیم جزویت تسلیم کلیّت میں مبدل ہوجاتی ہے تب وہ اس امتزاج کی حقیقت کو جان کر قرار و اطمینان پاتا ہے۔

مقولہ کبیر صاحب

پانچ پون کا کھیل ہے جتنا ہے برہمنڈ	جیسے برتیں انڈ میں تیسے برتیں پنڈ

چونکہ پران اِن کے مخزن مانے گئے ہیں اُن کی مجمل کیفیت ذیل میں درج کیجاتی ہے۔

سمان[۱] وایو جزو اور کل میں بصورت خلا ایک حالت پر قایم ہے اور ذیل کی چار وایو کا مبدا ہے

پران[۲] وایو عالم میں بصورت ہوا محیط ہے اور انسان کے جسم میں بصورت نفس کے جو باہر سے اندر کی طرف جاتا ہے موجود ہے اُس کا مرکز دل ہے۔

اپان[۳] وایو عالم میں بصورت حرارت اور جسم انسانی میں بشکل حرارت عزیزی موجود ہے اِس کا فعل پمپ کے مانند اندر آنیوالے پران وایو کو باہر کی طرف لوٹا دیتا ہے پیٹ اِس کا مرکز ہے۔

دیان[۴] وایو عالم میں بصورت مادّہ باردہ اور جسم انسان میں بصورت برودت موجود ہے اِس کا فعل غذا

کو اعضاء میں پہنچانا اور جسم کو بالیدگی دینا ہے اِس کا مرکز پھیپھڑہ ہے۔

اُدوان وایو عالم میں بصورت زمین اور جسم اِنسان میں بصورت ذرات خاکی موجود ہے اِس کا عمل اعضائے بیرونی کو حرکت دینا ہے جگر اِس کا مرکز ہے پران کا اودان سے اور اپان کا ویان سے تعلق ہے پران جو محیط اور ساکن ہے اودان اُسکی مدد سے اندر کی طرف کھینچتی ہے۔ ویان اپان کے وسیلہ سے تمام اعضاء اور رگوں میں گردش کرتی ہے۔

اِن کے علاوہ پانچ اُپ پران یعنی مزید پران بھی مانے گئے ہیں۔ ناگ جو ڈکار کے آنیکا سبب ہے کورم جس کی وجہ سے پلک کھلتے اور بند ہوتے ہیں۔ کریکل جس سے بھوک پیدا ہوتی ہے۔ دیودت جس کے سبب جمہائی آتی ہے۔ دھننجے جو بعد از مرگ جسم کو پھلا دیتا ہے۔

عارفان زمانہ گزشتہ ایسے بہت سے عددوں کو حل کر چکے ہیں جن کا علم اب باقی نہیں رہا ہے جس قدر تحقیقات اُس زمانہ میں ستاروں کی گردش کے بارہ میں بذریعہ علم سینہ ہو چکی ہیں اُس کا صحیح ہونا تو چاند اور سورج کے وقت معینہ پر ظاہر ہونے سے اور نیز غروب و طلوع دیگر ستارگان سے ثابت ہے اونہیں عارفوں نے علم ہندسہ سے چوراسی لاکھ یونی کا عالم میں ہونا بیان کیا ہے جس کی روایت آج تک ہند میں مشہور چلی آتی ہے اِس لیواسطے کوئی کافی دلیل ہونی ضروری ہے ہرچند علماء سنسکرت سے دریافت کیا گیا جواب شافی نہ ملا۔ اُپنشد و دیگر کلمات عارفان سے جو کچھ حل ہو سکا ذیل میں درج ہے۔

تین گن اور سات پرکرتیوں کو باہم ضرب دینے سے اکیس کا عدد پیدا ہوا ہے۔ چونکہ مخلوقات عالم چار قسم کے ہیں جرج جس میں اِنسان اور چارپایہ شامل ہیں انڈج یعنی وہ جاندار جو انڈے سے پیدا ہوتے ہیں مثلاً پرند۔ سویدج جو بدن کے میل سے پیدا ہوتے ہیں مثلاً جوں وغیرہ۔ اودبج یعنی حشرات الارض اکیس کو ۴ میں ضرب دیکر چوراسی کا عدد بنایا گیا ہے اُس زمانہ میں رواج تھا کہ چیتن یعنی متحرک کو عدد اور جڑہ یعنی غیر متحرک کو صفر سے تعبیر کیا کرتے تھے اور پانچ عنصر جڑہ مانے گئے تھے لہذا پانچ صفر کو چوراسی کے عدد پر بڑھانے سے ۸۴۰۰۰۰۰ کا عدد پیدا ہوا۔

اِنسان بوجہ نادانی اپنی ہستی کو جسم میں محدود خیال کرتا ہے اور جسمانی افعال کا اپنے آپ کو فاعل مانتا ہے در اصل وہی سات پرکرتیاں بصورت کُل عالم میں اور بصورت جزو ہر انسان میں اپنا فعل کرتی ہیں۔ جزو اور کُل کے درمیان تعلق موجود ہے اور اسی کے سبب سے حیات جاندران ہے چنانچہ جب کبھی باہر کی ہوا کا اندر جانا مسدود ہوتا ہے زندگی کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے۔
جبتک حِس اور محسوس کے درمیان کوئی تعلق مانا نہ جاوے دیکھنا۔ سُننا وغیرہ حواس خمسہ کے فعل نہیں ہو سکتے انہیں سات پرکرتیوں کو کاملوں نے دیدیں، دیوتا یعنی کارپرداز عالم کہا ہے اور مختلف ملکوں کی زبانوں میں مختلف طور پر موسوم کیا ہے سات تویں دھیاں میں جو قانون قدرت مختصر طور پر درج ہے اسکا نقشہ برائے ملاحظہ شائقین ذیل میں تحریر کیا جاتا ہے۔

نقشہ تقسیم اجزائے عالم

۱				پورش				
۳ پرکرتی	ستوگن		رجوگن		تموگن			
کارن	انہو	چیتن	اِچھا	کامنا	تیج	شانتی	استھتی	۷ ہفتت اہنکار
سوکشم	گیان	چت	شبد	سپرش	روپ	رس	گندھ	۷ ہرنیہ گربھ
استھول	بدھی	من	اکاس	پون	اگنی	جل	پرتھوی	۷ پرجاپت

۲۵

اسی تقسیم ہفتگانہ کے مطابق ذیل کے مختلف اسماء قرار دیئے گئے ہیں۔

سات لوک	بھو	بھوہ	سود	مہا	جنا	تپ	ست
” دیوتا	واسدیو	اندر	رُدر	مُرت	اَرگنی	دروُن	کبیُر
” طبقہ زمین	اتل	بتل	سوتل	تلاتل	رساتل	مہاتل	پاتال
” سمندر	دودھ	دہی	گھی	شہد	شراب	آبِ شیریں	آبِ تلخ
” مادہ جسمانی	نطفہ	ہڈی	گوشت	چربی	خون	پسینہ	پیشاب
” سُر	شڑج	ریکھب	گندھار	مدھم	پنچم	دھیوت	نکھاد
” یوم	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہار شنبہ	پنجشنبہ	جمعہ
” ستارہ فلک	زحل	مشتری	مریخ	شمس	زہرہ	عطارد	قمر

اہل اسلام نے ہفت طبقہ زمین اور نہ فلک مانتے ہیں حضرت شمس تبریز نے فرمایا ہے

از ہفت مادر زادہ ام از نہ فلک اُفتادہ ام		از شش جہت آزادہ ام من عاشق دیرینہ ام

اِس موقع پر سات پرکرتیوں میں اہنکار اور پورش کو شامل کرکے ۹ فلک کہے گئے ہیں۔ اختلاف لفظی ہے نہ کہ معنوی جیتنے سہ گانہ الفاظ مثل برہما۔ وشن۔ مہیش۔ سُرگ۔ انترکش۔ نرک گیاتا گیان گیہ۔ کرتا۔ کرم۔ کاریہ۔ عشق۔ عاشق۔ معشوق وغیرہ اِستعمال میں آتے ہیں وہ دراصل ستوگن۔ رجوگن۔ اور تموگن کے مختلف اسماء ہیں۔

پورش[1]۔ پرکرتی[2]۔ مہتت[3]۔ ہرنیہ[4] گربھہ۔ پرجاپت وغیرہ الفاظ اوپنشدوں پرانوں اور دیگر کتب اہل ہنود میں جابجا آتے ہیں۔ اور یہ سب اُن اجزاء میں شامل ہیں جو نقشہ بالا میں دکھلائے گئے پورش وہ ذات نامتناہی ہے جس کو دیگر اقوام نے برتر از صفات و وہم و خیال اور وحدہٗ لاشریک کہا ہے اور جسکی حقیقت اہل ہند نے اکھنڈ۔ اناشی۔ نرنجن۔ نراکار۔ اچینت۔ اکریہ۔ نرد کار وغیرہ منفی الفاظ سے ظاہر کی ہے۔ پرکرتی سے صفت سہ گانہ مُراد ہے مہتت کارن کے درجہ کی سات قوتوں کا نام ہے لفظ ہرنیہ گربھہ سات سوکشم اور پرجاپت استھول طاقتوں کے معنی رکھتا ہے

آٹھویں ادھیا مہا پورش یوگ

अर्जुन उवाच

किं तद्ब्रह्म किमध्यात्मं किं कर्म पुरुषोत्तम ॥
अधिभूतं च किं प्रोक्तमधिदैवं किमुच्यते ॥१॥

ارجن نے کیا سوال کیا

برہم ادھیاتم کرم ادہی بہوت اور ادہی دیو کے کیا معنی ہیں

(١) اے پرشوتم برہم کیا ہے۔ ادھیاتم کیا اور کرم کیا ادہی بہوت کس کو کہا ہے اور ادہی دیو کسے کہتے ہیں۔

کس کو کہتے ہیں جزو و کل فعل کسے ہے کیا مراد۔ | فانی و باقی کے کیا معنی ہیں اے عالی نژاد

अधियज्ञः कथं कोऽत्र देहेऽस्मिन्मधुसूदन ॥
प्रयाणकाले च कथं ज्ञेयोऽसि नियतात्मभिः ॥२॥

ادہی یگ کی کیا تعریف ہے آخری وقت کیا کرنا چاہیے۔

(٢) اے مدھو سودن اس جسم میں ادہی یگ کون ہے اور کیسا ہے آخری وقت خود شناش کو آپ کا تصور کیونکر کرنا چاہیئے۔

جسم انسان میں محرک کون ہے سمجھائیے | شاغلوں کو نزع میں کس کا تصور چاہیئے

کرشن بھگوان نے ساتویں ادھیا کے انجام میں برہم ادھیاتم وغیرہ الفاظ بیان کئے ہیں۔ ارجن اس ادھیا میں اُن کے معنی دریافت کرتا ہے۔

श्री भगवानुवाच

अक्षरं ब्रह्म परमं स्वभावोऽध्यात्ममुच्यते ॥
भूतभावोद्भवकरो विसर्गः कर्मसंज्ञितः ॥३॥

شری بھگوان نے فرمایا

برہم ادھیاتم اور کرم کی تعریف

(٣) ذات لازوال و برتر کو برہم اور انسان کو ادھیاتم کہتے ہیں

کرمؔ اُس جلوے کا نام ہے جو عالم کی پیدایش اور قیام کا سبب ہے -

زندگی ہے پاک جلوہ غیر فانی ذات کا	فعل کی اشکال ہیں پیدایش و بود و فنا

ذات و صفات کے مجموعہ کا نام برہم ہے یعنی وہ دونوں مثل عکس و معکوس کے ہمیشہ موجود رہتے ہیں اور بحالت مجموعی برہم کہلاتے ہیں ادھیاتم سے اِنسان اور دیگر حیوانات مُراد ہیں جن کے واسطے لفظ جیو استعمال کرتے ہیں یہ لفظ ساتویں ادھیا کے چوتھے منتر اور پندرہویں ادھیا کے آٹھویں منتر کے سوائے بھگوت گیتا میں اور کہیں نہیں آیا ہے اور اُن دونوں موقعوں پر اس کے معنی جان کے ہیں - کرم فعل قدرت ہے جس کے وسیلہ سے موجودات ظہور پاتی ہے تیسری ادھیا کے پندرھویں منتر میں اسی کو بہ الفاظ دیگر برہم یگیہ کہا ہے -

अधिभूतं क्षरोभावः पुरुषश्चाधि दैवतम ॥

अधि यज्ञो ः हमेवात्र देह दहभृतां वर ॥४॥

ادہی بہوت ادہی دیو اور ادہی یگ کی تعریف	(۴) ادہی بہوت جڈ (یعنی جسم فانی ہے اور ادہی دیو جان یعنی چیتن ہے اے نیک مرد اس جسم میں ادہی یگ میں ہوں -

میری قدرت کا کرشمہ ہے یہ انسانی وجود	جسکے سب فعلوں کا شاہد ہوں برتر از شہود

ادہی بہوت صفات کو کہتے ہیں جس میں کُل اجسام مادی شامل ہیں - ادہی دیو جان یعنی ذات واحد ہے جس کی وجہ سے کُل اجسام زندہ کہلاتے ہیں - ادہی یگ کا درجہ سب سے بلند ہے اور اس سے وہ ہستی بحت مُراد ہے جس کو باقی و فانی سے اعلیٰ اور قیاس و فکر سے برتر کہنا چاہیے اوس کا ادراک حواس اور عقل کے وسیلہ سے ممکن نہیں البتہ اُن اشغال کے وسیلہ سے جن کے طریقت پانچویں اور چھٹی ادھیا میں اور اس نیز ادھیا کے ۹ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ منتر میں درج ہے اُس کی حقیقت بطون میں دریافت ہو سکتی ہے - وہ سب سے اعلیٰ مقام کرشن بھگوان کا ہے - اور اُسی کو ساتویں ادھیا کے پانچویں منتر میں عالم کی قایم رکھنے والی نوین قوت کہا ہے چونکہ ان الفاظ کے معنی دقیق ہیں ان کی تشریح ذیل میں مکرر کی جاتی ہے -

ادھی یگ وہ ہستی بے نام ونشان ہے جہاں پر فہم کو رسائی نہیں اور جس کی حقیقت حیطہ ادراک میں نہیں آسکتی برہم میں ادھی دیو اور ادھی بھوت بصورت کُلیّت شامل ہیں ادھیاتم ادھی دیو اور ادھی بھوت کے جزو سے بنتا ہے ادھی دیو سے چیتن مُراد ہے جس کو غیر مادّی کہتے ہیں ادھی بھوت کے معنی جڑہ یعنی مادّی اشیاء ہیں کرم اجسام مادّی میں تغیر و تبدل پیدا کرنیوالی قوت کا نام ہے

अन्तकाले च मामेव स्मरन्मु क्त्वा कलेवरम् ॥
यः प्रयाति स मद्भावं याति नास्त्यत्र संशयः॥५॥

اخیر وقت ادھی یگ کا تصوّر کرنے سے وصال حاصل ہوتا ہے۔	(۵) جو شخص آخری وقت میرا تصوّر کرتے ہوئے کالبد عنصری کو چھوڑتا ہے وہ مجھ میں وصل ہوتا ہے اس میں شبہ نہیں ہے

وقت رحلت یاد میں میری جو بھکتا ہے جو سر
مجھ میں بیشک وصل ہوتا ہے وہ قالب چھوڑ کر

اِنسان کے دِل کی سب سے اعلیٰ کیفیت کا نام جیون مُکت ہے وہ ایک حالت علم و سرور کی ہے جس کے پیدا ہونے پر انسان خوف مرگ سے آزاد ہو جاتا ہے اور جس کے مرتے دم تک قائم رہنے سے وہ وصال ذات حاصل کرتا ہے چونکہ اُس حالت کا مرتے وقت موجود ہونا پیشتر حاصل کئے بغیر ممکن نہیں اِسلئے اِس کا اپنے جسم کے ترک کرنے سے پیشتر حاصل کر لینا اِنسان کو واجب ہے۔

यं यं वापि स्मरन् भावं त्यजत्यंते कलेवरम् ॥
तं तमेवैति कौंतेय सदा तद्भाव भावित: ॥ ६ ॥

اس وقت جس شے کا تصوّر کیا جاتا ہے انسان اس میں وصل ہوتا ہے	(۶) جو بشر آخری وقت جس شے کا خیال کرتے ہوئے جسم کو ترک کرتا ہے اے ارجن ہمیشہ وہ اُس کا تصوّر کرنے کے سبب سے اُسی کو پاتا ہے۔

یہ سمجھ لے آخری دم جس کا جیسا ہو خیال
اپنی نیت کے مطابق اُسمیں ہوتا ہے وصال

اِنسان کی قوت عِلمی جس شے کے تصوّر میں وقت وفات مصروف ہوتی ہے اُسی میں ملجاتی ہے جو لوگ برہم کے منازل کو طے کر کے ادھی یگ کے اعلیٰ درجہ پر پہنچتے ہیں وہ وصال حاصل کرتے ہیں مگر

جن کا علم برہم کے منازل میں محدود رہتا ہے وہ وصال سے محروم رہتے ہیں۔

तस्मात्सर्वेषु कालेषु मामनुस्मर युद्ध्य च ॥
मय्यर्पितमनोबुद्धिर्मामेवैष्यस्य संशयः ॥७॥

پس ہر دم ادہی یگ کی تصوّر میں مصروف رہنا واجب ہے

(۷) لہذا جنگ کرتے ہوئے تو ہر دم میرا تصور کر۔ دل اور عقل کو مجھ میں تفویض کرنے سے تو بیشک مجھے پائیگا۔

جنگ میں مشغول ہو اور مجھ میں اپنا دل لگا		مجھ ہو کر مجھ میں تو ہستی کو میری پائے گا:

حیات بے ثبات ہے اور قابل اعتبار نہیں پس انسان کو لازم ہے کہ وہ اپنے دل کو مطلوب کے تصوّر میں ہر دم لگا رکھے اور اُس کے تصوّر کو مزاولت سے خاصہ طبیعت بنالے دل اور عقل کے تفویض کرنے یعنی انانیت کو دل سے نکالدینے اور پھر اُس کی جگہ ہستی بحت کی تسلیم کو قائم کرنے سے پردہ بیدا اُٹھ جاتا ہے اور وصال کی صورت پیدا ہوتی ہے۔

अभ्यासयोगयुक्तेन चेतसा नान्यगामिना ॥
परमं पुरुषं दिव्यं याति पार्थानुचिन्तयन् ॥८॥

لیکن تصوّر شغل کے ذریعہ سے قایم ہوتا ہے

(۸) اے ارجن دل کو شغل کی مدد سے یکسو کرکے اعلیٰ اور حیرت افزا ذات کا تصوّر کرنے سے وصال حاصل ہوتا ہے۔

یکسو ہوا کرتا ہے انسان کا خیال:		شغل کی برکت سے ذات حق میں ہوتا ہے وصال

منتر ۷ اور ۸ میں وصال کا طریقہ مجمل طور پر بتایا گیا ہے ذیل کے منتر ۹ و ۱۰ میں اُس کی تصریح ہے

कविं पुराणमनुशासितारमणोरणीयांसमनुस्मरेद्यः
सर्वस्य धातारमचिन्त्यरूपमादित्यवर्णं तमसः परस्तात् ॥९॥
प्रयाणकाले मनसाऽचलेन भक्त्या युक्तो योगबलेन चैव ॥
भ्रुवोर्मध्ये प्राणमावेश्य सम्यक्स तं परं पुरुषमुपैति दिव्यम् ॥१०॥

پس جسم ترک کرنے کے وقت شغل کے وسیلہ سے ادہی یگ کا تصوّر کرنا چاہئے

(۹ و ۱۰) جو آخری وقت شغل کی مزاولت کی قوت سے

بھوؤں کے درمیان نفس کو بخوبی روک کر عالم[1] - قدیم[2] - محرک[3] - لطیف سے الطف[4] عالم[5] کے قایم رکھنے والے قیاس[6] سے برتر مثل آفتاب[7] کے جلال رکھنے والے اور تاریکی[8] سے مبرا واجب الوجود کا تصور یکسو دل سے عشق کیساتھ کرتا ہے وہ اُس کی اعلیٰ اور حیرت انگیز ہستی بحت کو پاتا ہے۔

ہے وہ الطف ہست مطلق مالکِ عیب و حضور — جہل و تاریکی سے برتر عینِ علم و عینِ نور
یاد کرتا ہے اُسے جو کوئی وقتِ انتقال — ہو کے جذبِ شوق سے روشندل و ساکن خیال
ابروؤں کے وسط میں انفاس کو روکے ہوئے — بہرہ ور ہوتا ہے وہ کیف وصالِ ذات سے

اتھرون وید کے برہم ودیا اوپنشد اور یوگ سکھا اُپنشد میں درج ہے دونوں آنکھوں کی نظر کو ام الدماغ کی جانب الٹ کر ٹھہرانے سے اور نفس کو اُس مقام پر روک کر اونکار کا دھیان کرنے سے قوت متخیلہ سکون پاتی ہے اور خیال کے ساکن ہوتے ہی شاغل کو ہستی بحت کا دیدار جس کی آٹھ صفتیں اس منتر میں بیان کی گیئں حاصل ہوتا ہے۔

यदक्षरं वेदविदो वदंति विशंति यद्यतयो वीतरागाः॥
यदिच्छंतो ब्रह्मचर्यं चरंति तत्तेपदं संग्रहेण प्रवक्ष्ये॥११॥

ذیل کے منتروں میں ادہی یگ اور برہم کا بیان درج ہے۔

(۱۱) جس کو عالمان وید لازوال بتاتے ہیں جس میں شاغل دل سے تعلقات کو ترک کر کے وصل ہوتے ہیں اور جس کے طالب برہم چرج اختیار کرتے ہیں وہ مقام میں تجھے مختصر الفاظ میں بتاتا ہوں۔

وید کے عالم بیان کرتے ہیں جس کو لازوال — شاغلانِ بے تمنا جس میں پاتے ہیں وصال
جس کے طالب باندہ لیتے ہیں کمر تجرید پر — ایسی ہستی کا سُن اے ارجن بیانِ مختصر۔

ادہی یگ اور برہم کا بیان ذیل کے منتر بارہ سے شروع ہوگا اور منتر ۲۲ تک ختم ہوگا۔

सर्व द्वाराणि संयम्य मनो हृदि निरुद्ध्य च॥
मूर्ध्न्याधायात्मनः प्राण मास्थितो योग धारणाम्॥१२॥
ओमित्येकाक्षरं ब्रह्म व्याहरन्मामनुस्मरन्॥

यः प्रयाति त्यजन्देहं स याति परमां गतिम् ॥१३॥

ادہی یگ کے ادراک کرنے کا طریقہ :

(۱۲ و ۱۳) جو سب دروازوں کو بند کر کے دل کو قلب میں روک کر اور نفس کو ام الدماغ ٹھہرا کر یوگ کا شغل کرتے ہوئے اور اوم کا اسم اعظم کہتے ہوئے جسم کو ترک کر جاتا ہے وہ میری اعلیٰ منزل پر پہنچتا ہے -

ظاہر و باطن میں دل کی خواہشوں کو روک کر اسم اعظم اوم کا جو ذکر کرتا ہے مدام :		شغل کی ترکیب سے دم کو چڑھا کر تا بہ سر کوچ کر کے جسم سے پاتا ہے وہ اعلیٰ مقام

دیکھو نمبر ۴ - برہم ودیا کی تصویر کو جس میں عملی اصول گایتری کے جسے ترکال سندھیا بھی کہتے ہیں مندرج ہیں پورانے رشیوں نے اس ریاضت کو کل دیدوں سے اختصار کے ساتھ اخذ کیا ہے اور برہمن کشتری اور ویش کے لئے اس ریاضت کا کرنا فرض بتایا ہے -

اوم اسم اعظم مبدا اور انتہا کل کائنات کا ہے - اکار اوکار اور مکار تین حروف یعنی زبر پیش اور زیر کے ملنے سے اوم کا شبد بنتا ہے اور چوتھی ندائے غنہ اردھ ماترا کہلاتی ہے جس میں تینوں حروف کے معنی محو ہو جاتے ہیں - پرماتما کے بہت سے نام ہیں مگر اُن سب میں جزویت پرماتما کی پائی جاتی ہے - کلیت پرماتما کی اسی اوم شبد میں ثابت کیگئی ہے اسی وجہ سے اس شبد کو ایکاکشر برہم کہتے ہیں یہ علم کلیت سمجھنے کیواسطے سات طبقوں میں تقسیم کیا گیا ہے جنہیں - خاک[1] - آب[2] - آتش[3] ہوا[4] خلا[5] دل[6] اور عقل[7] کہتے ہیں آٹھواں آہنکار سب کا مبدا اور سب میں بسیط ہے اور انکا مجموعہ اوم کی صورت ہے جو بالفاظ دیگر پرجاپت ہرینہ گربھ اور مہتت کے نام سے بھی موسوم ہوئی ہے

گردھان یا ناساگر دھیان کی تصویر نمبر ۲ جو چھٹی ادھیا میں آ چکی ہے اسی شغل کو دوسری طرح پر دکھاتی ہے اور ساتویں ادھیا کے چوتھے منتر میں اس کی تشریح ہو چکی ہے -

اس تصویر میں جو بڑا گول سات رنگ کا ہے برہمانڈ کو دکھاتا ہے اس میں دوسرا چھوٹا دائرہ پنڈ یعنی جسم کو جتاتا ہے جس نے برہمانڈ کے کرنے کو محجوب کر رکھا ہے برہم ودیا برہمانڈ کی حقیقت کو ظاہر کرتی ہے اور ادھیاتم ودیا پنڈ کے اصلیت کو آشکارا کرتی ہے اور اس کی تعلیم

بہ قاعدہ قدیم گروہ کے اُپدیش پر منحصر ہے اِن دونوں ودیاؤں کے ذریعہ سے آتم کی یکتا کرنیکی ریاضت یعنی گایتری سب سے اعلیٰ درجہ کا شغل مانا گیا ہے دو چھوٹی تصویریں مثل عینک جو نیچے بنی ہوئی ہیں اُن میں سے ایک سرستی یا برہم ودیا کی ہے اور دوسری اُس کی مقابل ساوتری یا ادھیاتم ودیا کی ہے اِن دونوں کے درمیان میں ایک لال رنگ کا نقطہ ہے جو حقیقت انش کو دکھاتا ہے اور جس میں دونوں ودیاؤں کو باہم مِلا کر محو کر دینا گایتری کے شغل کا اصلی مطلب ہے۔

अनन्यचेताः सततं योमां स्मरति नित्यशः ॥
तस्याहं सुलभः पार्थ नित्ययुक्तस्य योगिनः ॥१४॥

(۱۴) اے ارجن جو یوگی یکسو دل سے ہمیشہ اور ہر لحظہ میرا تصور کرتا ہے اور ہر وقت اُس تصور میں غرق رہتا ہے وہ مجھے باسانی پاتا ہے۔

جو شخص اُس کی مزاولت کرتا ہے وہ یوگی ہے۔

دمبدم تا وقت آخر جس کو میرا دھیان ہے / مجھ سے ملنا ایسے شاغل کے لئے آسان ہے

طالب صادق مندرجہ بالا شغل کی مزاولت سے مطلوب کا دیدار باسانی حاصل کرتا ہے۔

मामुपेत्य पुनर्जन्म दुःखालय मशाश्वतम ॥
ना प्नुवंति महात्मानः संसिद्धिं परमां गताः ॥१५॥

(۱۵) صاحب دل کمال کے اعلیٰ درجہ پہنچکر اور مجھ میں وصل ہوکر فنا ہونیوالے اور مکرر پیدائش کی تکلیف رکھنے والے عالم میں نہیں آتا۔

یوگی ادہی یگ میں وصل ہوتا ہے

مجھ میں واصل ہو چکا تکمیل سے جو شغل کی / دار فانی کو نہیں ہوتی ہے اُس کی واپسی

جو لوگ خود شناس ہو جاتے ہیں وہ قید جسمانی میں نہیں آتے ہیں اور ہستی پاک کو باقی اور اِجسام کو فانی اور موہوم جانتے ہیں۔

आब्रह्म भुवनाल्लोकाः पुनरावर्त्तिनो ऽर्जुन ॥
मामुपेत्य तु कौन्तेय पुनर्जन्म न विद्यते ॥१६॥

(۱۶) اے ارجن برہم کی منزل تک جتنے منازل ہیں وہ سب گردش ہیں

ادہی یگ لاتغیر ہی برہم میں تغیر و تبدل ہوتا ہے

ہیں لیکن مجھ میں وصل ہو کر پھر پیدایش ممکن نہیں ہے۔

ماسوا تک یہ تمام عالم ہے گردش میں مدام		ہے وہ گردش سے مبرا مجھ میں ہے جس کا قیام

وہ سات پرکرتیاں جن کا ادھیائے ہفتم میں بیان ہو چکا ہے اِس منتر میں لوک یعنی عالم کے لفظ سے تعبیر ہوئی ہیں اور اُن کی ترکیب سے اجسام پیدا اور فنا ہوتے رہتے ہیں سب سے زیادہ کثیف خاک کا طبقہ ہے اور سب سے لطیف عقل کا جس کو مصنف نے اِس منتر میں برہم لوک بیان کیا ہے ادھی یگ اِن ساتوں سے برتر اور بے لوث ہے جن لوگوں کی قوت تصور برہم سے بلند ہو جاتی ہے اور ادھی یگ تک پہونچتی ہے وہ اِس عقدہ کو سمجھکر کہ تغیر و تبدل صرف برہم میں ہوتا ہے اور ادھی یگ ہمیشہ قایم و بیحرکت رہتا ہے پیدایش و فنا سے آزاد ہو جاتی ہیں۔

सहस्रयुग पर्यंत महर्य द्ब्रह्मणो विदुः॥
रात्रिं युग सहस्रांतां ते ऽहोरात्रविदो जनाः॥१७॥

یوگی برہم کے تغیر و تبدل کو جانتا ہے	(۱۷) جو برہم کے ہزار جگ کے دن اور ہزار جگ کی رات کو جانتے ہیں وہ دن اور رات کے جاننے والے ہیں۔

ذات کے ہر روز و ہر شب میں ہیں شامل جگ ہزار		اہل معنی جانتے ہیں معنی لیل و نہار

اِس نقشہ کے دیکھنے اور بغور سوچنے سے منتر ۱۶ کا مطلب جس میں کرۂ زمین سے برہم لوک تک ساتوں کرتے کال چکر میں دکھاتے گئے ہیں سمجھ میں آجاویگا۔ منتر نمبر ۱۷ کے اندر جو ہزار جگ والے برہم کے دن اور رات کا بیان ہوا ہے اُس کی مراد اس دن اور رات سے جو گذر رہا ہے نہیں ہے بلکہ لفظ سہسر جو ہزار کے معنی رکھتا ہے بے انتہا تعداد کو آشکار کرتا ہے یعنی برہم کے دن اور رات کی انتہا نہیں دیکھو نصف کرۂ زمین پر ہمیشہ دن اور دیگر نصف کرہ پر ہمیشہ رات رہتی ہے مگر ساکنان کرۂ زمین کو زمین کی گردش کیوجہ سے دن رات کا ترخ مفہوم ہوتا رہتا ہے۔ برہم لوک کے دن کا اشارہ ظہور عالم پر ہے اور رات کا منشاء بطون کی کیفیت پر ہے دیکھو منتر ۶۹ دوسری ادھیا کا شرح کرنے والوں نے یگوں کی تقسیم بحوالہ پورانوں کے حسب تفصیل ذیل لکھی ہے

ست جگ کا زمانہ	۱۷۲۸۰۰۰	سال	نسبت ۴ اعداد
تریتا جگ کا زمانہ	۱۲۹۶۰۰۰	"	۳
دواپر جگ کا زمانہ	۸۶۴۰۰۰	"	۲
کلجگ کا زمانہ	۴۳۲۰۰۰	"	۱
میزان	۴۳۲۰۰۰۰		۱۰

مندرجہ بالا تقسیم کے بموجب شری رامچندر جی کا اوتار تریتا جگ کے آخر میں اور شری کرشن کا اوتار دواپر جگ کے آخر میں ہونا معقولات سے بعید معلوم ہوتا ہے شری بسشٹ مہرشی گرو اور ہمعصر رامچندر جی کے تھے اور اُن کی تصنیف کردہ کتاب جوگ بسشٹ موجود ہے بسشٹ جی بیٹا شکتی نام وشوامتر کے ہاتھ سے مارا گیا تھا شکتی کے بیٹے اور مہرشی بسشٹ جی کے پوتے سوامی پراشر منی کی تالیف کی ہوئی کتاب وشنو پوران موجود ہے شری پراشر جی کے بیٹے کرشن ودیاین یعنی وید ویاس جی مہامنی جنھوں نے ویدوں کی تالیف کی اور بہت سے پوران لکھے اور کتاب مہابھارت تصنیف کی کرشن اوتار کے ہمعصر ہوئے ہیں اور بسشٹ جی اور وید ویاس جی کے درمیان صرف چار پشتیں گذریں چار پشت میں آٹھ لاکھ چونسٹھ ہزار برس کا گذرنا جو دواپر جگ کی مدت ہے کسی طرح پر ثابت نہیں ہو سکتا کلجگ کے زمانہ کا اندازہ کرنیکے واسطے متقدمین نے اپنے علم نجوم سے سال شمسی کا پیمانہ ۳۶۵ اور سال قمری کا ۳۵۵ دریافت کیا اور ان دونوں کو جوڑ کر اور سات سو بیس کے ۷۲۰ عدد کو اوسط نکالنے کیواسطے دو سے تقسیم کرکے ۳۶۰ دن کا سال قرار دیا اور اسی عدد کو نظام شمسی کا اُصول قایم کرکے گردش ستارگان وغیرہ کی ثابت کی ہے اب اس نقشہ میں اعداد کو دیکھو سب سے چھوٹا دائرہ زمین کا ہی اُس میں ۳۶۰ کے عدد کو کال یعنی زمانہ گذران کا پیمانہ بنا کر اور دیش یعنی بساط کے بارہ خطوں سے ضرب دیکر ۴۳۲۰ کا عدد پیدا ہوا ہے اس دائرہ کا نام بھولوک یا طبقہ زمین ہے اوس سے اوپر کے دائرہ میں جو طبقہ آبی یعنی چندر لوک ہے اور جسے بھور لوک بھی کہتے ہیں ایک صفر کے بڑھنے سے یہی عدد ۴۳۲۰۰ کی صورت پیدا کرتا ہے من اور پران یعنی نفس کی حرکت چندر لوک سے آتی ہے اور یجروید کے تیرے

اُپنشد میں اِنسان کی تعداد انفاس ایک دِن رات میں ۲۱۶۰۰ بتائی گئی ہے اور انفاس کی دُو حرکت درآمد و برآمد کی ہونے سے اُن کے اعداد دوگنے ہو کر مساوی ۴۳۲۰۰ کے ثابت ہوتے ہیں اُس سے اوپر کے دائرہ میں جو سُرخ رنگ کا ہے اور سوہ لوک یعنی چرخ آفتاب اور کُرہ حرارت کا مانا گیا ہے اُس دائرہ کا ایک صفر بڑھنے سے اوپر لکھے ہوئے اعداد ۴۳۲۰۰۰ کی تعداد بنجاتے ہیں۔ زمین پر شمسی اور قمری دونوں طبقوں کے اثر سے مہینے اور سال بنتے ہیں اور اُن دونوں کے اوسط نکالکر یہ پیمانہ ۴۳۲۰۰۰ کلجگ کا قرار دیا گیا ہے۔ طبقہ زمین و قمری و شمسی تینوں ملکر ترلوکی کہلاتے ہیں اور اِسمیں مار سیاہ کی صورت جو فنا کی علامت ہے دکھائی گئی ہے اور نفس کے غلبہ کی کیفیت کو جسے من کہتے ہیں ایک کے عدد سے نسبت دی گئی ہے اِس ترلوکی سے اوپر سبز رنگ کا چرخ ہوا مہرلوک موسوم ہوا ہے جہاں صورت کا نمود نہ ہونے سے کیفیت بدلجاتی ہے یعنی حواس وہاں دخل نہیں کر سکتے صِرف عقل کی رسائی ہو سکتی ہے اس وجہ سے من اور بدھی دونوں کے مشمول ہونے سے ۴۳۲۰۰۰ کا عدد المضاف ہو کر ۸۶۴۰۰۰ کا پیمانہ دواپر جگ کا مانا گیا ہے اور یہ عدد ۲ سے نسبت رکھتا ہے اِس میں دو مونہے سانپ کی مشابہت دی گئی ہے کہ یہاں حواس کو دخل نہیں ہے البتہ بیم و رجا کی کیفیت رہتی ہے۔

ہوا کی چرخ سے اوپر جنہ لوک جو اکاس یا خلے کا دائرہ ہے وہاں من[۱]۔ بدھی[۲]۔ اور چت[۳] کے باہم موجود ہونے سے ۴۳۲۰۰۰ کا عدد تگنا ہو کر ۱۲۹۶۰۰۰ پیمانہ تریتا جگ کا ہو جاتا ہے اور تین ۳ کے عدد سے مناسبت رکھتا ہے وہاں پر اژدہے کی صورت اِس وجہ سے دکھائی گئی ہے کہ اُس کی نشست اور پھنکار نہایت زبردست ہوتی ہے اور صورت اِن کی تاثیر الانظار سے منکشف ہوتی ہے۔

جنہ لوک سے اوپر تپ لوک یعنی روشن کُرہ ہے جو دودیا رنگ سے دکھایا گیا ہے اور وہ انانیت یا اہنکار کا مقام ہے اور یہاں چار قوتوں کے جنھیں من۔ بدھی۔ چت اور اہنکار کہتے ہیں باہم ہونے سے ۴۳۲۰۰۰ کا عدد چوگنا ہو کر ۱۷۲۸۰۰۰ پیمانہ ست جگ کا تسلیم ہوا ہے اور ۴ کے عدد سے نسبت رکھنے والا مانا گیا ہے شریمد بھاگوت پوران میں جو دھرم کو بیل سے مشابہت دیکر چار۔ تین۔ دو۔ ایک پانوں بیان کئے گئے ہیں اُس کی یہی غرض ہے۔

اِس ست جگ کے دائرہ میں سشیش ناگ کا اشارہ آن کششہائے مقناطیسی پر ہے جنہوں نے تمام کائنات کو طناب میں کھینچ رکھا ہے اور جو لہریہ کی صورت میں آسمان سے زمین کی طرف نزول کرتی ہیں تپ لوک سے اوپر زرد رنگ کا دائرہ گیان کا ہے جسے سیتہ لوک کہتے ہیں اور جو گیان یعنی برہماجی کا مقام ہونے سے برہم لوک بھی کہلاتا ہے یہ ساتواں دائرہ ہے اور یہاں تک سب دائرہ گردش میں رہتے ہیں اور پیدایش عالم یہیں سے شروع ہوتی ہے اور ۱ و ۲ و ۳ و ۴ کے اعداد کے جمع ہونے سے ۱۰ کا عدد بنتا ہے اور اس دائرہ سے نسبت رکھتا ہے۔ سب سے اوپر آٹھواں دائرہ جو سب کو گھیرے ہوئے یعنی محیط اور بسیط ہے وہ کارن اہنکار یعنی سب کا مبدا یا خزانہ معنی اونکار کی صورت ہے اور اس میں سے ناد اور وید کی پیدائش ہوتی ہے یہاں پر علم کو رسائی نہیں اور اس سطح شفاف میں صورت یا عدد کی نمایش ممکن نہیں اور اُس کی بے انتہائی کی شہادت مشاہدہ باطنی سے ملتی ہے جسے انبھو کہتے ہیں یہ دائرہ ہرنیہ گربھہ روپ اور اونکار سروپ ہے اور اس کا دھیان کرنے سے انسان کے دل سے خیال موت کا ہٹ جاتا ہے اور آخری وقت جیسے گھڑے کے پھوٹ جانے سے خلا میں نقص پیدا نہیں ہوتا ہے اونکار کے سادھنا کرنے والا برہم میں وصل ہو جاتا ہے۔

अव्यक्ता द्व्यक्तयः सर्वाः प्रभवंत्यहरागमे।
रात्र्यागमे प्रलीयंते तत्रैवाव्यक्त संज्ञके ॥१८॥

یہ عالم ظہور پا کر غائب ہو جاتا ہے

(۱۸) دن کے نکلنے پر کل موجودات عدم سے ظہور پاتی ہے رات کے ہونے پر اُسی عدم کے خزانے میں غائب ہو جاتی ہے۔

دن نکلتے ہی عدم سے سب کا ہوتا ہے نمود ‖ رات ہوتے ہی عدم کو لوٹتے ہیں کل وجود

اِس جگہ پر دن اور رات کا روشنی اور اندھیرے سے تعلق نہیں ہے دن کے معنی ہیں صفات یعنی کثرت کی طرف توجہ کا ہونا اور رات کے معنی ہیں ذات یعنی وحدت کے مشاہدہ میں مشغول ہونا حواس پر نظر کے پڑتے ہی عالم نمودار ہو جاتا ہے اور بطون میں استغراق کے ہونے پر عالم معدوم ہو جاتا ہے ادھیائے دوم کے منتر ۶۹ میں دن اور رات کی تعریف درج ہو چکی ہے

भूतग्रामः सएवायं भूत्वा भूत्वा प्रलीयते ॥
रात्र्यागमे ऽवशः पार्थ प्रभवत्य हरागमे ॥१९॥

ظہور و غیوبت کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔

(۱۹) اے ارجن یہ عالم رات کے آنے پر غائب اور دن کے نکلنے پر ظاہر ہوتا رہتا ہے اور ایسا ہونا لازمی ہے۔

رات کو ہوتے ہیں غائب اور دن کو آشکار	ساری موجودات یوں چکر میں ہے بے اختیار

عارف عالم کو باطل جانتا ہے مگر عام لوگ حواس کی شہادت کو درست خیال کرکے عالم کا وجود مانتے ہیں

परस्त स्मात्तु भावोऽन्योऽव्यक्तोऽव्यक्तात्सनातनः ॥
यः स सर्वेषु भूतेषु नश्यत्सु न विनश्यति ॥२०॥

ادھی یگ کی تعریف

(۲۰) اس عالم ظاہری سے بالادہ ذات ہے جو پوشیدہ اور لازوال ہے اور جو کل موجودات کے فنا ہونے پر بھی فنا نہیں ہوتی۔

اُن سے ہے بے لوث اک ذاتِ لطیف لازوال	ساری دنیا کے فنا ہونے پہ جو ہے بے زوال

عالم ظاہری حادث یعنی فنا پذیر ہے لیکن ذات پوشیدہ اور قدیم ہے۔ تغیر و تبدل صفات میں ہوتا ہے ذات قایم اور بے تغیر ہے۔

अव्यक्तोऽक्षर इत्युक्त स्तमाहुः परमां गतिम् ॥
यं प्राप्य न निवर्त्तन्ते तद्धाम परमं मम ॥२१॥

ادھی یگ اور کرشن بھگوان کی احدیت

(۲۱) جس ذات کو میں نے پوشیدہ اور لازوال بتایا ہے اُس کا اعلیٰ درجہ بیان کیا گیا ہے مگر جس اعلیٰ مقام پر پہنچکر بازگشت نہیں ہوتی وہ میرا مقام ہے۔

عارضی ہے طالبوں کا اِس حقیقت میں قیام	واپسی سے بے تعلق ہے مرا اعلےٰ مقام

ہستی بحث حدوث اور قدم سے برتر ہے اور اُس کا وصال حاصل کرنا نجات ہے اِسی کو اِلٰہ پہنچ

کے فلسفہ نے اپنی اصطلاح میں ادہی یگ کی لفظ سے تعبیر کیا ہے۔

पुरुषः स परः पार्थ भक्त्या लभ्य स्त्व नन्यया ॥
यस्यांतः स्थानि भूतानि येन सर्व मिदं ततम् ॥२२॥

عشق کے وسیلہ سے ادہی یگ کا اشراق ہوتا ہے

(۲۲) اے ارجن وہ ذات برتر جس سے کُل موجودات کا قیام ہے اور جو ہر شے میں محیط ہے صدق ارادت سے مِل سکتی ہے۔

عشق سے نزدیک ہے اُس پاک ہستی کا حضور | سب کے باطن میں جو ہے اور جس سے ہی سب کا ظہور

ادہی یگ کا وصال عشق حقیقی کے بغیر ممکن نہیں۔

यत्र काले त्वना वृत्तिमावृत्तिं चैव योगिनः ॥
प्रयाता यांति तं कालं वक्ष्यामि भरतर्षभ ॥२३॥

آزادی اور پابندی کی حالتوں کا ذیل میں بیان ہے

(۲۳) جس جس وقت رحلت کرنے سے یوگی آزادی اور پابندی کی کیفیت حاصل کرتے ہیں اے ارجن اُس وقت کی تفصیل میں بیان کرتا ہوں۔

موت کا جس جس طرح انجام ہو ہجر و وصال۔ | اب تجھے میں عارفوں کا کہہ سُناتا ہوں وہ حال

अग्नि ज्योतिरहः शुक्लः षण्मासा उत्तरायणम् ॥
तत्र प्रयाता गच्छंति ब्रह्म ब्रह्मविदो जनाः ॥२४॥

ایک کیفیت قلبی سبب آزادی کا ہے۔

(۲۴) جو برہم کے جاننے والے آگ کے شعلہ میں۔ دن میں شکل پکش میں یا چھ مہینے اترائن میں انتقال کرتے ہیں وہ برہم کو پاتے ہیں۔

روز روشن میں ہو جب پر تو فگن مہر جلال | جاذب سے ہوتا ہے نور حق میں عارف کا وصال

धूमो रात्रिस्तथा कृष्णा षण्मासा दक्षिणायनम् ॥
तत्र चांद्र मसं ज्योति र्योगी प्राप्य निवर्तते ॥२५॥

دوسری کیفیت قلبی سبب پابندی کا ہے

(۲۵) جو یوگی دہوئیں میں۔ رات میں۔ کرشن پکش میں یا چھ مہینے دکھنائن

میں رحلت کرتے ہیں وہ کرۂ بارِدہ تک پہونچکر لوٹتے ہیں۔

ظلمتِ شب میں ہو جب جلوہ نما ماہ جلال ‏ ‏ باز گشتِ عارفان لازم ہے وقتِ انتقال

مضمون بالا تیترے اپنیشد اور مہا نارا ین اُپنیشد سے منتخب ہوا ہے اگر عوام کا یہ مقولہ کہ جو لوگ اترائن میں مرتے ہیں وہ نجات پاتے ہیں اور جو دکھنائن میں اِنتقال کرتے ہیں وہ دوبارہ جنم لیتے ہیں صحیح تسلیم کیا جائے تو پھر ریاض اور علم معرفت محض بے معنی ثابت ہونگے کیونکہ جو جاہل سامان قدرت سے اترائن میں وفات پائیگا وہ وصال ذات حاصل کرے گا اور جو عارف دکھنائن میں اِنتقال کرے گا وہ گردش میں رہے گا۔ اِس خیال کے بموجب نجات کا حاصل ہونا ایک امر اتفاقیہ ہو جاتا ہے اور اُس کا اِنحصار حصول علم ذات پر نہیں رہتا ایسے معنی کا بیان کرنا متکلم کی کم فہمی دلالت کرتا ہے فی الحقیقت مصنف نے اگنی یعنی عالم ذات کو شعلہ دِن شکل پکش اور چھ مہینے اترائن بطور استعارہ بیان کیا ہے اور اگیان یعنی جہل کیواسطے دھواں رات کرشن پکش اور چھ مہینے دکھنائن اُنکے مقابل کے الفاظ استعمال کئے ہیں علم ذات کی روشنی سے اِنسان حق و باطل کو تمیز کرتا ہے جہل کی تاریکی میں وہ گرفتار واہمات رہتا ہے اور اطمینان نہیں پاتا عارفوں کے بطون میں مرتے وقت تک اُس علم کی روشنی موجود ہوتی ہے جس کی بدولت وہ ذات پاک کا وصال حاصل کرتے ہیں جاہل جسم ترک کرنے کے وقت پندار کے حجاب کی وجہ سے ذات تک رسائی نہ پاکر گرداب صفات میں پڑتے ہیں۔ اِصطلاح عارفان میں ذات کو اگنی یعنی مادہ حارہ اور صفات کو اَنجرہ یعنی مادہ بارِدہ کہتے ہیں۔ حرارت کا خاصہ ہے جذب کرنا اور لطیف بنانا برودت کا فعل ہے کثیف کرنا اور بالیدگی دینا حرارت بخارات کو بلند کرتی ہے برودت بارش کی صورت میں پھر اُن کو زمین پر لوٹاتی ہے چونکہ آفتاب حرارت کا مرکز ہے اور چاند برودت کا پس اِن الفاظ کا اُسی معنی میں استعمال ہوا ہے افسوس ہے اُن لوگوں پر جو فہم کو کام میں نہیں لاتے استعارہ کو نہیں سمجھتے اور لغوی معنوں کو بجنسہٖ قبول کر لیتے ہیں۔ دیکھو نقشہ نمبر ۶ کو جس میں سب سے باہر کے دائرہ میں اُترائن ششماہی سرخ رنگ میں، اور دکھنائن ششماہی سیاہ رنگ میں دکھائی گئی ہے اُس کے اندر والے دائرہ میں

یعنی موسم جاڑا - گرمی - اور برسات - جو اس گردش سے پیدا ہوتے ہیں ظاہر کر دیئے گئے ہیں تیسرے اندر کے دائرہ میں ۲۷ نچھتر جن میں بسنت گریشم وغیرہ شامل ہیں لکھدیئے گئے ہیں اُس سے اندر کے دائرہ میں قمری مہینے اور اُس سے اندر کی جانب سکرانت یعنی شمسی چرخ اور نیز دن اور رات کی کمی بیشی جو گردش زمین کا نتیجہ ہے صاف طور سے آشکارا کر دیئے ہیں جب دن بڑھتا ہے تب اُسکے مقابل رات گھٹ جاتی ہے اور جب رات بڑھتی ہے تب دن گھٹ جاتا ہے سُرخ رنگ دن کا اور سیاہ رنگ رات کا ہے اور یہ گردش سالانہ زمین کی ازلی ہے -

शुक्लकृष्णे गती ह्येते जगतः शाश्वते मते ॥
एक या यात्यनावृत्ति मन्य यावर्त्तते पुनः ॥२६॥

(۲۶) اس دُنیا کے روشن اور تاریک دو قدیم راستے مانے گئے ہیں ایک سے مخلصی ملتی ہے اور دوسرے سے بازگشت ہوتی ہے

انسان کی دونوں میں سے کوئی ایک حالت ضرور ہوتی ہے

روشن و تاریک دو لو ہیں طریق آخرت
یہ سبیل بازگشت اور وہ طریق مغفرت

شایقین اس منتر سے معلوم کر سکتے ہیں کہ دن پکش اور ششماہی زمانہ سے مُراد نہیں رکھتے - بلکہ وہ دو مخالف کیفیت قلبی کے نام ہیں جنمیں سے کوئی نہ کوئی ہر انسان میں ضرور موجود ہوتی ہے عارف کا دل روشن دن کے مانند ہوتا ہے اور جاہل کا دل مثل شب تیرہ کے اوّل کیفیت سبب مخلصی اور دوسری باعث پابندی ہے -

नैते सृती पार्थ जानन्योगी मुह्यति कश्चन ॥
तस्मात्सर्वेषु कालेषु योग युक्तो भवार्ज्जुन ॥२७॥

(۲۷) یوگی اِن دونوں راستوں سے واقف ہو کر غلطی نہیں کھاتا اِس لئے اے ارجن تو ہر دم یوگ میں مصروف رہ -

یوگی اِن دونوں سے واقف ہو کر

عارفانِ باخبر وہ ہو کہ نہیں کھاتے کبھی
سب سے اعلیٰ اور سیدھی راہ میں عرفان کی

جس کیفیت قلبی سے نجات ملتی ہے اُس کا نام یوگ ہے -

عاقلاں را عقل تکلیف آمدہ ؛		عاشقاں را عشق تشریف آمدہ	

वेदेषु यज्ञेषु तपस्सु चैव दानेषु यत्पुण्यफलं प्रदिष्टम् ॥
अत्येति तत्सर्वमिदं विदित्वा योगी परं स्थानमुपैति चाद्यम् ॥२८

اور نتیجۂ افعال سے نظر اوٹھا کر وصال پاتا ہے لہذا یوگ کرنا چاہئے۔

(۲۸) وید کے پڑھنے اور یگ اور تپ اور دان کے کرنیکا جو ثمرہ مانا گیا ہے یوگی مذکورہ بالا (علم معرفت) سے کامل طور پر آگاہ ہو کر اُس کو ہیچ جانتا ہے اور اپنے اصلی اعلیٰ مقام پر پہونچتا ہے۔

زہد و تقویٰ خیر و خیرات اور تعلیم و عمل ؛ فعل کی پاداش سے کرتا ہے جو قطع نظر		عالم حادث میں ہیں کل حسب نیت یا بدل جا پہنچتا ہے وہ عارف منزل جاوید پر	

یوگ کے حاصل ہونے پر انسان کو زہد ۔ ریاضت ۔ خیرات وغیرہ نیک افعال ادنیٰ معلوم ہوتے ہیں نیک افعال لوگوں کی رسائی تو صفات تک ہوتی ہے ۔ یوگی بذریعہ علم خود شناسی ذات پاک میں وصل ہو جاتا ہے

इति श्री भगवद्गीता॰ योगशास्त्रे ऽक्षरब्रह्मयोगो
नामाष्टमोऽध्यायः ॥८॥

شریمد بھگوت گیتا کے مخفی علم الوہیت کے طریقت کے بارہ
میں شری کرشن اور ارجن کی تقریر کی آٹھویں ادھیا
موسوم بہ اکشر برہم یوگ ختم ہوئی۔

آٹھویں ادھیا کا خلاصہ

آدہی یگ یعنی ذات بے نشان کُل موجودات کے قیام کا باعث ہے اور وہ ہمیشہ ایک صورت پر قایم ہے اُس میں نہ تو تغیر و تبدل کو دخل ہے اور نہ عقل کو وہاں تک رسائی ہے جو کچھ حواس اور عقل کے وسیلہ سے تمیز ہوتا ہے وہ سب برہم میں شامل ہے اور تغیر پذیر ہے آدہی یگ کا مقام سب سے اعلیٰ ہے اور اُس کے ادراک کے لیئے ابہو یعنی علم اشراق کا حاصل ہونا ضروری ہے۔ علم اشراق شغل کے کرنے پر بطون میں پیدا ہوتا ہے ترپٹی دہیان اور آتم دہیان دو مختلف اشغال ہیں۔ انسان کو لازم ہے کہ وہ اُن کا عامل ہو کر ادہی یگ کا وصال حاصل کرے جو لوگ شاغل نہ ہونیکی وجہ سے ادہی یگ کی حقیقت سے بے خبر رہتے ہیں اُن کی قوت علمی برہم میں محو ہوتی ہے اور اُس کی منازل میں گردش کرتی رہتی ہے۔

نویں ادھیائے راج ودیا راج گہیہ یوگ

श्री भगवानुवाच

इदं तुते गुह्यतमं प्रवक्ष्याम्यन सूयवे।
ज्ञानं विज्ञान सहितं यज्ज्ञात्वा मोक्ष्यसेऽशुभात् ॥१॥

شری بھگوان نے فرمایا

ذیل کے منتروں میں علم اشراق کا بیان ہے

(۱) تیری خصلت نیک ہے اسلئے میں تجھ کو ذیل میں وہ نہایت مخفی علم اشراق بتاتا ہوں جس سے واقف ہو کر تو مکروہات سے نجات پائیگا۔

میں عیاں کرتا ہوں ارجن اب وہ کیفیتِ ذات
جس کو حاصل کرکے تو کلفت سے پائیگا نجات

राज विद्या राज गुह्यं पवित्रमिद मुत्तमम् ॥
प्रत्यक्षावगमं धर्म्यं सुसुखं कर्तुमव्ययम् ॥२॥

اس علم کی یہ تعریف ہے

(۲) یہ علم سب علوم میں افضل ہے اور نہایت مخفی پاک اور اعلیٰ ہے۔ یہ عین الیقین ہوتا ہے اور راست ہے باآسانی حاصل ہو سکتا ہے اور فنا پذیر نہیں ہے۔

علم کی دنیا میں افضل پاک و برتر ہے یہ راز
راست اور عین الیقین سہل اور فنا سے بے نیاز

انہو یعنی علم اشراق کل علموں کا سرتاج ہے اور سب سے زیادہ دقیق ہے وہ دل کی کثافت دور کرتا ہے اور انسان کو درجہ کمال پر پہنچاتا ہے کوشش کرنے سے اس کا نتیجہ فوراً ملتا ہے اور نیز طالب کو اس کے حاصل کرنے میں بمقابلہ اور علموں کے زیادہ محنت نہیں کرنی پڑتی ہے۔

अश्रद्दधानाः पुरुषा धर्मस्यास्य परंतप ॥
अप्राप्य मांनि वर्तंते मृत्यु संसार वर्त्मनि ॥३॥

اس کے حاصل کئے بغیر وصال ذات ناممکن ہے

(۳) اے ارجن جو لوگ اس امر حق کے معتقد نہیں ہیں وہ میری ذات تک رسائی نہ پاکر عالم فانی کے راستہ پر واپس آتے ہیں۔

مجھ سے نا واقف ہیں جو انسان وہ مجبور ہیں		واپسی پر مزرعہ اعمال کو مجبور ہیں :

جو لوگ علم ذات کو حاصل نہیں کرتے وہ آرام ابدی کی منزل پر نہیں پہونچتے اور تشکوک اور بے اطمینانی میں گرفتار رہتے ہیں۔ اگلے منتر سے علم ذات کا بیان شروع ہوگا۔

मया ततमिदं सर्वं जगदव्यक्त मूर्तिना ॥
मत्स्थानि सर्व भूतानि न चाहं तेष्ववस्थितः ॥४॥

ذات پوشیدہ طور پر عالم میں محیط ہے اور اُس کے قیام کا سبب ہے	(۴) میں پوشیدہ طور پر اس عالم میں محیط ہوں کل اجسام کا قیام میرے سبب سے ہی نہ کہ میرا قیام اُن کے سبب سے۔

میں ہوں مخفی طور پر دایم محیط کائنات		مجھ سے کل اجسام قایم ہیں نہ اُنسے میری ذات

جس قدر اجسام کثیف اور لطیف حواس اور عقل کے وسیلہ سے تیز ہوتے ہیں وہ سب ذات واحد کا عکس ہیں اور عکس کا وجود معکوس کے سبب سے ہے۔ معکوس قایم بالذات ہی اور انانیت کے پردے میں چھپا ہے۔

न च मत्स्थानि भूतानि पश्य मे योग मैश्वरम् ॥
भूत भृन्न च भूतस्थो ममात्मा भूत भावनः ॥५॥

عالم کو ذات کیوجہ سے قیام ہے لیکن اِن دونوں کے درمیان کوئی تعلق نہیں کہا جا سکتا۔	(۵) تو میری اِس قدرت کاملہ کو دیکھ کہ نہ تو موجودات کا میری ذات میں قیام ہے اور نہ

میری ذات باوجود موجودات کو قیام اور ظہور دینے کے موجودات میں مقیم ہی۔

دیکھ میری قدرت کامل کہ گو موجود ہے :		بود عالم میری ہستی میں مگر نابود ہے۔
گرچہ میری وجہ سے سارے عالم کا نظام		میں نہوں بے نام ونشان عالم نہیں میرا مقام

اگرچہ عالم کو ذات پاک کے سبب سے نمود ہے مگر عالم کی ہستی اُس کو ملوث نہیں کرتی۔ یہ امر واقعی ہے اور انسان کو اُس کا عقدہ پندار کے رفع ہونے پر مشاہدہ باطنی میں کھلتا ہے عقل اس نکتہ کے سمجھنے میں قاصر ہے مگر جہاں تک عقل کی رسائی ہے وہ اِس نقشہ میں ظاہر

کیجاتی ہے اور بہت غور و فکر سے سمجھ میں آسکتی ہے ادھیا گیارہ میں جو تصویر نمبر ۱۲ آئیگی وہ مجموعہ کائنات ہے جس کو رگ وید کی پورکھہ سوکت نے بیان کیا ہے اور کرشن بھگوان نے چشم باطنی یعنی یوگ شکتی سے ارجن کو مشاہدہ کرایا ہے اسی کو برہم کی جلالی صورت کہتے ہیں اس تصویر نمبر ۷ کی جمالی صورت انسان میں پوشیدہ رہتی ہے اور ادھیاتم ودیا یعنی علم خودشناسی کے وسیلہ سے اُس کا اشراق بطون میں ہوتا ہے۔ بارہویں اور ساتویں تصویریں عکس اور معکوس کی مانند ظاہر و باطن کو دکھاتی ہیں۔ نمبر ۱۲ تصویر میں زمین کا کرہ سب سے چھوٹا ہے اور حیات کا کرہ جسے جیولوک کہتے ہیں سب سے بڑا اور سب کا آدھار ہے اور اس تصویر میں پرتھوی کا کرہ سب سے بڑا اور چیتن انش سب سے چھوٹا اور سب کے اندر ایسا نظر آتا ہے جیسے کسی تالاب یا دریا کے کنارے پر کوئی مندر بنا ہوا ہووے تو اُس کے سایہ میں جو مندر کا شکھر سب سے اونچا ہوتا ہے وہ پانی میں سب سے نیچے نظر آتا ہے۔

اس تصویر میں آٹھ ظاہر کی اور آٹھ باطن کی سولہ کلائیں دکھائی گئی ہیں جن کی وجہ سے کرشن اوتار کو سولہ کلا والا مانا گیا ہے۔ زمین کے دائرہ سے چیتن کی طرف توجہ کا جانا جتن کہلاتا ہے اور چیتن انش کی توجہ باہر کی طرف دائروں پر پڑنے سے کرم میں پابندی ہوتی ہے جتن اور کرم دونوں لفظوں کے معنی میں جو باریک تفاوت ہے وہ بخوبی سمجھ لینا ضروری ہے یعنی فانی سے باقی کی جانب جانا افعال کو فنا کر دیتا ہے۔ اور باقی کا فانی ایشار کے طرف ناظر ہونا افعال کے طوفان میں انسان کو چکرا دیتا ہے۔

यथा काशस्थितो नित्यं वायुः सर्वत्रगो महान् ॥
तथा सर्वाणि भूतानि मत्स्थानी त्यु पधारय ॥६॥

اس نادر تعلق کی یہ مثال ہے۔

(۶) جیسے ہوا چاروں طرف زور سے چلنے پر بھی ہمیشہ خلا میں رہتی ہے ویسے ہی کل موجودات کا قیام مجھ میں سمجھ لے۔

تند جو باد ہوا جیسے خلا میں ہے مدام
مجھ میں موجودات کا ہے ایسی صورت سے قیام

جس طرح ہوا خلے میں حرکت کرتی ہے اور خلے سے تعلق نہیں رکھتی اُسی طرح عالم ذات پاک میں قیام رکھتا ہے اور اُس کو ملوث نہیں کرتا ذات اور صفات کے تعلق کی یہ سب سے عمدہ مثال ہے۔ دراصل علم ذات کا اشراق جو بطون میں ہوتا ہے اُس کے لئے کوئی مثال نہیں ہو سکتی۔

सर्व भूतानि कौंतेय प्रकृतिंयांति मामिकाम् ॥

कल्पक्षये पुनस्तानि कल्पादौ विसृजाम्यहम् ॥٧॥

عالم کی پیدائش و فنا صفات سے ہوتی ہے

(۷) اے ارجن کل موجودات ایک زمانہ کے انجام میں میری قدرت میں محو ہو جاتی ہے اور پھر ایک زمانہ کے آغاز میں اُس کو نمود دیتا ہوں۔

میری قدرت سے ہو رنگ عالم غیب و شہود ۔ گاہ پیدا گاہ پنہان گاہ بود و گہ نبود ؛

قدرت ہر آن و ہر لمحہ نئی نئی اشکال کو ظاہر کرتی ہے جو تھوڑے عرصہ کے بعد پھر اپنے اصلی خزانہ میں غائب ہو جاتی ہیں۔

प्रकृतिं स्वामवष्टभ्य विसृजामि पुनः पुनः ॥

भूतग्राम मिमं कृत्स्नमवशं प्रकृतेर्वशात् ॥٨॥

ذات صفات سے عالم کو ظہور دلاتی ہے اور خود عاقل نہیں بنتی۔

(۸) میں اپنی قدرت کا حاکم بنکر قدرت کے وسیلہ سے ضرور اس کل عالم کو بار بار ظہور دیتا ہوں۔

قادر مطلق ہوں اور میں اپنی قدرت سے ضرور ۔ بار بار اِس عالم فانی کو دیتا ہوں ظہور

ظہور و غیوب کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہتا ہے کہ وہ لازمہ قدرت ہے۔ ذات قدرت سے اِن سب فعلونکو کراتی ہے لیکن وہ اُن کا حق فاعلیت اپنے ذمہ نہیں لیتی۔

न च मां तानि कर्माणि निबध्नंति धनंजय ॥

उदासीन वदासीन मसक्तंतेषु कर्मसु ॥٩॥

ذات ہمیشہ آزاد ہے اور کسی شے کا سبب نہیں بنتی

(۹) اے ارجن چونکہ میں اُن فعلوں سے بے تعلق اور آزاد ہوں اسلئے وہ فعل مجھے پابند نہیں کرتے۔

میں سدا ہوں اپنی قدرت سے بری اور بے اثر | اِس لئے پابندیِ افعال سے ہوں بیخطر :

ذات کسی فعل کی فاعل نہیں بنتی اور بے لوث رہتی ہے اور یہ عالم قدرت کا جلوہ ہے -

मयाध्यक्षेण प्रकृतिः सूयते सचराचरम्।

हेतु नानेन कौंतेय जग द्विपरिवर्त्तते ॥१०॥

عالم میں جس قدر تبدیلیاں ہوتی ہیں اُن کو صفات ذات کی مدد سے پیدا کرتی ہے

(۱۰) اے ارجن چونکہ میری مدد سے قدرت متحرک اور غیر متحرک اجسام کو پیدا کرتی ہے اِسلئے عالم گردش میں رہتا ہے -

میری قدرت کے لوازم میں ہیں حرکت اور قرار | اِس طرح گردش میں ہے یہ عالم ناپایدار

کُل لطیف اور کثیف اجسام کے ظہور و غیوب کا سبب قدرت ہے اور قدرت ذات پاک کی مدد سے قایم ہے -

अवजानंति मां मूढ़ा मानुषीं तनु माश्रितम्।

परं भाव मजानंतो मम भूत महेश्वरम ॥११॥

मोघाशा मोघ कर्माणो मोघज्ञाना विचेतसः॥

राक्षसी मासुरीं चैव प्रकृतिं मोहिनीं श्रिताः॥१२॥

بدخصلت لوگ ذات پاک کی پرستش نہیں کرتے

(۱۱ و ۱۲) میں عالم کا صاحب ہوں اور اِنسان کے جسم میں مقیم ہوں مگر جن نادانوں کی خواہشیں جھوٹی اور فعل بے نتیجہ اور علم بے معنی ہوتا ہے اور جو کم فہم ہوتی ہیں اور شیطانی اور نفسانی خصلت رکھتے ہیں وہ میری اعلیٰ حقیقت کو نہیں جانتے اور میری یاد نہیں کرتے

صاحب عالم ہوں میں گو جسم اِنساں میں مقیم
جنکی جھوٹی خواہشیں ہیں جنکے لاحاصل ہیں فعل
وہ میری اعلیٰ حقیقت سے ہیں بالکل بیخبر

جو بشر نادان ہیں اور اخلاق جنکے ہوں ذمیم
علم بے معنی ہے جنکا اور عقیدت جنکی جہل
زندگی حرکات شیطانی میں کرتے ہیں بسر

جسم اِنسان آئینہ جمال ربانی ہے جن کے دیدۂ حق بین پندار کی وجہ سے کور ہو جاتے ہیں اور جو نفسانی خواہشات کا پورا کرنا زندگی کا ماحصل سمجھتے ہیں وہ لذات حواس میں گرفتار رہتے

ہیں اور مشاہدہ ذات کی طرف رجوع نہیں کرتے۔

महात्मा नस्तु मांपार्थ दैवीं प्रकृति माश्रिताः।
भजंत्य नन्य मनसो ज्ञात्वा भूतादि मव्ययम् ॥१३॥

نیک خصلت ذات کو معبود مانتے ہیں	(۱۳) اے ارجن جو قابل تعظیم انسان صفت رحمانی رکھتے ہیں وہ مجھکو عالم کا مبدا اور فنا سے برتر جانکر میری یاد کرتے ہیں۔

طالبان باصفا جن کی ہیں ملکوتی صفات		اُن کی نظروں میں ہی کُل عالم کا مبدا میری ذات	

सततं कीर्त्तयंतो मां यतंतश्च दृढव्रताः॥
नमस्यंतश्च मां भक्त्या नित्य युक्ता उपासते ॥१४॥

اور اسی کی پرستش کرتے ہیں۔	(۱۴) ثابت قدم انسان میری حمد وثنا اور عبادت کرتے ہوئے اور صدق دل سے میری بندگی کرتے ہوئے میری پرستش میں ہمیشہ مشغول رہتے ہیں۔

ہے میری حمد وثنا و بندگی اُن کا شعار		اور میری یاد میں رہتے ہیں دائم ہوشیار

اوپر کے منتر ۱۳ اور ۱۴ میں اُن لوگوں کا ذکر ہوا ہے جو کرم اور اوپاسنا یعنی افعالی اور خدا پرستی کے پابند رہتے ہیں اور اُسی کو اعلیٰ سمجھتے ہیں۔

ज्ञान यज्ञेन चाप्य न्येयजंतो मामु पासते।
एक त्वेन पृथक्त्वेन बहुधा विश्वतो मुखम् ॥१५॥

عارف کثرت میں وحدت کو دیکھتا ہے	(۱۵) بعض علمی ریاضت کے کرنے والے میری ذات کی جو کثرت کے باعث عالم میں مختلف اشکال میں نمایاں ہے وحدت کے عقیدے سے پرستش کرتے ہیں۔

عارفوں کو جن کی وحدت پر نگہ قایم ہوئی عالم اسباب میں ہوں میں ہی ازسرتابپا		جلوۂ یکرنگ رنگا رنگیٔ عالم ہوئی ہیچ ہے چشم بصیرت کی نظر میں ماسوا

اِس منتر میں اون حقیقت شناس عارفوں کا ذکر ہے جو پندار کو موہوم تصور کر کے ذات واحد کو کُل اِجسام میں محیط مانتے ہیں اور اپنا معبود جانتے ہیں۔

نمار زاہداں سجدہ سجود است	نماز عاشقان ترک وجود است

अहं क्रतुरहं यज्ञः स्वधाहमहमौषधम् ॥
मन्त्रोऽहमहमेवाज्यमहमग्निरहं हुतम् ॥१६॥

ذات واحد کل عالم میں محیط ہے

(۱۶) کرتو میں ہوں۔ یگیہ میں ہوں۔ غلّہ میں ہوں۔ نباتات میں ہوں منتر میں ہوں۔ گھی میں ہوں۔ آگ میں ہوں۔ اور آہوتی میں ہوں

میں ہی کرتو میں ہی یگ ہوں میں ہی غلہ میں ہی گھی	میں ہی آگ اور میں ہی منتر اور میں ہی آہوتی

اِس یگ کے کرنیکی وید میں ہدایت کی گئی ہے اوسے کرتو کہتے ہیں لفظ یگ سے عام طور پر وہ یگ مُراد ہیں جو شاستر وغیرہ میں درج ہیں۔ غلہ نباتات۔ منتر۔ گھی۔ آگ اور آہوتی یگیہ کے اشیاء متعلقہ ہیں خواستگار بہشت آگ کو جلاتے اور اشیاء خوردنی اُس میں ڈالتے ہیں۔ عارف عالم کو فعل قدرت یعنی برہم یگ جانکر علمی ریاضت کرتا ہے یعنی اپنی پندار کو آتش عرفان میں جلاتا ہے۱۶ سے ۲۰ منتر تک کے معنی عِلم اِشراق کے حاصل ہونے پر کُلّیتاً حل ہو جاتے ہیں۔

पिताहमस्य जगतो माता धाता पितामहः ॥
वेद्यं पवित्र मोङ्कार ऋक्साम यजुरेव च ॥१७॥

ذات واحد کل عالم میں محیط ہے

(۱۷) میں اِس عالم کا باپ۔ ماں۔ محافظ اور بزرگ ہوں جاننے کے قابل اور متبرک اونکار ہوں اور رگ وید۔ سام وید اور یجروید ہوں۔

میں ہوں سب کا والد و مادر بزرگ و پاسبان	میں ہوں تینوں وید رگ سام و یجر کا رازدان

کُل مخلوقات کا اور حرف و صوت کا وجود بے بود ہے ذات نامتناہی ہست مطلق ہے اور اُن سب کے ظہور کا سبب ہے۔

गतिर्भर्ता प्रभु साक्षी निवासः शरणं सुहृत् ॥

प्रभवः प्रलयः स्थानं निधानं बीज मव्ययम् ॥१८॥

ایضاً (۱۸) میں منزلِ مقصود۔ پروردگار۔ مالک۔ شاہد۔ قیام گاہ۔ جائے پناہ مربّی پیدایش و فنا کا مقام۔ مخزن اور غیر فانی تخم ہوں۔

مصدرِ عالم مقدّس اسم اعظم اونکار۔ میں ہی ملجاؤ ماوا اور مربّی خلق کا ؛		منزل مقصود و مالک شاہد و پروردگار ؛ تخم لافانی کی صورت موجب خلق و فنا ؛

اے کہ شاہ دیار یکتائی	جلوہ گر گشت در من و مائی		روز و حارت بکثرت آوردی	اے تو پنہاں نہ بس ہویدائی
غیر تو نیست تا ترا بیند	در حقیقت ترا تو بینائی		ہمہ سوئی چرا ہمہ سوئی	ہمہ جائی چرا ہمہ جائی
چوں بصحرا شدی ز خلوت صرف	علطے شہر تست صحرائی		دیدہ و نور دیدہ جملہ توئی	از کہ برقع ز روئے کشائی
	در حجاب از کہ ماندہ ہرگاہ		خود تماشا و خود تماشائی	

तपाम्यहमहं वर्षं निगृह्णाम्युत्सृजामि च ॥
अमृतं चैव मृत्युश्च सदसच्चाहमर्जुन ॥१९॥

ایضاً اے ارجن طپش میں ہوں۔ بارش میں ہوں۔ مادّہ جاذبہ اور مادّہ باردہ میں ہوں۔ حیات اور ممات میں ہوں۔ حق و باطل میں ہوں۔

میں طپش ہوں میں ہی بارش جاذبہ اور باردہ		زندگی اور موت میں ہی حق و فکرِ باطلہ ؛

زمین قمر اور آفتاب اِن تینوں چیز کے مجموعہ کا نام ترلوکی ہے اور یہی صورت پرجاپتی کی اوپنشدوں سے ظاہر کی ہے دن رات پکش مہینہ اتراین دکھناین طپش بارش حیات ممات برودت اور خشکی دنیا میں اِسی کے نتیجہ سے پیدا ہوتے رہتے ہیں۔

اِس تصویر میں آفتاب کو مرکز قایم کرکے زمین کی گردش اوسکے گرد اور چاند کی گردش زمین کے گرد دکھائی گئی ہے۔ مگر آفتاب معہ کرّہ زمین و قمر کے اپنے محور پر اور نیز قطب شمالی کے گرد جو اوسکا مرکز ہے چکر کرتا رہتا ہے۔ اِس تصویر میں ستائیس نکشتر جنہیں بست و ہفت منزل قمر کہتے ہیں اور بارہ راشی جنہیں بارہ بروج کہتے ہیں دکہائے گئے ہیں راشیان آفتاب سے ایک

سطح میں اور نکھشتر کے خطوط عمودی شکل میں ہیں جن کا رُخ جانب دھرو ستارے کے ہے۔ جیسے گیند پر گول اور آڑے خطوں سے نقش چوگانہ بنکر تقسیم حصص ہوجاتی ہے علمائے قدیم نے نظام شمسی کو اِس عقلی دلائل سے اِس طرح پر راشیوں اور نکھشتروں میں تقسیم کرکے تمام سیاروں کی گردش اور اوقات اور مقامات دریافت کیئے ہیں اور اُن کے اِحکام اُس وقت تک بموجب اُسی قاعدہ کے درست پائے جاتے ہیں۔ بارہ مقام سے آفتاب کی شکل بارہ طرح کی نظر آتی ہے۔ دراصل آفتاب ایک ہی ہے اور بارہ موقعات کے لحاظ سے بارہ نام اُس کے رکھے گئے ہیں۔

اِس نقشہ میں تین سیاہی کے دائرے آفتاب کے گرد ہیں اور ایک جانب اوسکے ۳۵۵ کا عدد تین جگہ علیحدہ لکھا ہوا ہے کُل دائرے کی تعداد تین سو پینسٹھ دن یعنی سال شمسی ہے جس میں زمین اپنا چکر آفتاب کے گرد پورا کرتی ہے۔ مگر چاند اپنی تیز رفتار سے اپنی گردش کو ۳۵۵ دن میں پورا کرلیتا ہے اور ہر گردش میں دس درجہ آگے بڑھ جاتا ہے۔ اِس طور سے تین گردشوں میں تیس دن بڑھا کر اوس کی چھتیس ۳۶ گردشوں میں اپنی ۳۷ گردش کرلیتا ہے اِسی وجہ سے منجموں نے دونوں قِسم کی گردشوں کی اوسط نکالنے کے لیئے ایک لوند کا مہینہ قرار دیکر حِساب کو پورا کیا ہے تاکہ تیوہار اور موسم اپنے اپنے مقررہ اوقات پر بدستور آویں۔ اہلِ اسلام کے تیوہار اِس حساب کے نہونے اور صرف قمری مہینوں کی پابندی کے باعث ہمیشہ دیگر موسموں میں بدلتے رہتے ہیں۔

متقدمین نے چاند کی گردش کو ۲۷ حصّوں میں اس وجہ سے تقسیم کیا ہے کہ آفتاب کے بارے میں راشیوں کے حساب کو پورا کرنے کے واسطے اور کوئی عدد کام نہیں دے سکتا ہے قمری ۲۷×۴=۱۰۸ اور شمسی ۱۲×۹=۱۰۸ دونوں ایک پیمانہ میں آجاتی ہیں۔ ۱۰۸×۱۰=۱۰۸۰ اور ۳۶۰×۳=۱۰۸۰ نکھشتروں کے حساب سے چالیس گردش قمری مہینے کی ۲۷ گردش کے مساوی ہوتے ہیں اور شمسی مہینے کی ۳۶ گردش کے برابر ہوجاتے ہیں۔ ہر نکھشتر کے چار حصہ یعنی ۲۷×۴=۱۰۸ اور ہر راشی کو نو حصّہ پر تقسیم کرنے سے ۱۲×۹=۱۰۸ نقشہ کے حاشیہ پر باتشریح دکھادئے گئے ہیں۔ یہ قانون قدرت ہے جس کو قدیم مہرشیوں نے اپنی قوت علمی سے دریافت کرکے دنیا کے بہبود کے واسطے قاعدہ

بازرہ جاتے ہیں اور اُن کے سمجھ لینے سے عقل کو روشنی ہوتی ہے۔

त्र विद्या मां सौम पाः धूत पापा यज्ञै रिष्ट्वा स्वर्गतिं प्रार्थयंते ॥

ते पुण्य मासाद्य सुरेन्द्र लोक मश्नंति दिव्यां दिविदेव भोगान ॥२०॥

نیک افعال بہشت کو حاصل کرتے ہیں

(۲۰) جو تینوں ویدوں کے معتقد سوم کے رس کو پیکر گناہوں سے پاک ہوکر اور یگ کرکے بہشت کے طالب ہوتے ہیں وہ بہشت کی آرام گاہ میں پہونچکر عمدہ اور دلکش لذات بہشتی حاصل کرتے ہیں۔

وید کے جو معتقد کرتے ہیں پیکر سوم رس	پاک نیت سے ریاضت اور جنت کی ہوس
اُنکا فردوس بریں میں جاکے ہوتا ہے قیام	اور وہ ہوتے ہیں بہشتی لذتوں سے شادکام

तेतं भुक्त्वा स्वर्ग लोकं विशालं क्षीणे पुण्ये मर्त्य लोक विशंति ॥

एवं त्रयी धर्म मनु प्रपन्ना गता गतं काम कामा लभंते ॥२१॥

بعض چندے عالم میں واپس آتے ہیں اور گردش میں رہتے ہیں

(۲۱) اور اُس بلند مقام میں حظ نفس اوٹھاکر ثواب کے ختم ہونے پر عالم فانی میں داخل ہوتے ہیں اس طور پر جو لوگ خواہشوں کے پابند ہیں اور تینوں ویدوں کی ہدایت پر عمل کرتے ہیں وہ آمد و رفت میں رہتے ہیں۔

ختم ہوجاتا ہے جب ایسے ریاضوں کا ثمر	واصلان عیش کا جنت سے ہوتا ہے سفر
پیروانِ وید جنکا دل ہے پُر از مدعا	جبر قدرت سے ہیں یوں آواگون میں مبتلا

جو لوگ بیم اور اُمید رکھتے ہیں اور عقبیٰ کے عیش و آرام کے حاصل کرنے کی غرض سے عقاید مذہبی کی پابندی اور نیک افعال اختیار کرتے ہیں وہ اپنی خواہش میں کامیاب ہوتے ہیں۔ لیکن علم ذات سے ناواقف ہونیکے باعث وصال ذات کے اعلیٰ اور اصلی آرام سے محروم رہتے ہیں۔

अनन्याश्चिंतयंतो मां ये जनाः पर्युपासते ॥

तेषां नित्याभियुक्तानां योग क्षेमं वहाम्यहम् ॥२२॥

نیک افعال کا ثمرہ فردوس ملتا ہے

(۲۲) جو لوگ دل کو یکسو کرکے میری پرستش کرتے ہیں اور ہمیشہ میری یاد میں مشغول رہتے ہیں اُنکی امداد اور حفاظت کرتا ہوں۔

یاد کرتے ہیں مجھے جو لوگ باصدق وصفا	انکی امداد و حفاظت فرضِ اولین ہے میرا

ये ऽप्यन्य देवता भक्ता यजंते श्रद्धयान्विताः ।

ते ऽपि मामेव कौंतेय यजंत्यविधि पूर्वकम् ॥२३॥

(۲۳) جو اور دیوتاؤں کو مانتے ہیں اور اعتقاد کے ساتھ اُنکا یگ کرتے ہیں - اے ارجن وہ بھی بیقاعدہ طور پر میری ہی پرستش کرتے ہیں۔

نیک فعال انسان صفات پرست اور ادنیٰ ہیں

جو ارادتمند دل سے ہیں طلبگار صفات	وہ بھی میری بندگی کرتے ہیں گو بے علم ذات

اگرچہ دیوتاؤں کو پوجنے والے ذات کی حقیقت سے بے خبر ہوتے ہیں تاہم وہ ارادت صادق رکھتے ہیں - اسلئے اون کو طالب ذات کہتے ہیں۔

अहं हि सर्वयज्ञानां भोक्ता च प्रभुरेव च ।

न तु मामभिजानंति तत्त्वेनातश्च्यवंति ते ॥२४॥

(۲۴) میں سب یگوں کا قبول کرنے والا ہوں اور معبود ہوں چونکہ وہ میری اس حقیقت کو نہیں جانتے اونکا تنزل ہوتا ہے۔

چونکہ وہ ذات کی اعلیٰ حقیقت سے بے خبر ہوتے ہیں اس لیے وہ گردش میں رہتے ہیں۔

میں ہوں معبود اور مجھسے ہے نتائج کا حصول	ہیں صدا گردش میں وہ جنکا نہیں کوئی اصول

ذات ہست مطلق ہے اور یگ تپ وغیرہ سب ریاضتیں اوسکی قدرت کا جلوہ ہیں دیوتا کے پوجنے والے اس حقیقت کو نہیں جانتے بس وہ وصال ذات سے بے نصیب رہتے ہیں۔

यांति देवव्रता देवान्पितॄन्यांति पितृव्रताः ।

भूतानि यांति भूतेज्या यांति मद्याजिनोऽपि माम् ॥२५॥

(۲۵) دیوتاؤں کے پوجنے والے دیوتاؤں کو پاتے ہیں مُردوں کو پوجنے والے مردوں کو عنصروں کے پوجنے والے عنصروں کو میرے پوجنے والے مجھکو

انسان جس کا طالب ہوتا ہے اُسی کو پاتا ہے

جس کا جو طالب ہے آخر کار پاتا ہے اُسے	ماسوا کا ماسوا کو اور میرا طالب مجھے

دیوتاؤں کے پوجنے والے وہ لوگ ہیں جو اپنی محدود عقل کے بموجب ایجاد قیام اور فنا وغیرہ مختلف

صفتوں کو جن کا ذات پاک سے نمود ہے اپنا معبود قرار دیکر اون کی پرستش کرتے ہیں اکثر ہندو بھی اس زمرے میں شامل ہیں۔ جتنے آدمی بھوت اپریت میراں مدار اور دیگر متوفیان کے معتقد ہیں وہ سب مردوں کے پوجنے والے ہیں جو اقوام سورج چاند پیپل اور آگ وغیرہ کو پوجتے ہیں وہ عناصر پرست ہیں جو حق اور باطل کی تمیز حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ طالب ذات ہیں۔

पत्रं पुष्यं फलं तोयं योमे भक्त्या प्रयच्छति॥
तदहं भक्त्यु पहृतम श्नामि प्रयतात्मन: ॥२६॥

علم ذات کے حاصل کرنے میں تھوڑی سی کوشش بھی ضائع نہیں ہوتی	(۲۶) جو صدق ارادت سے پتہ پھول پھل یا جل مجھے پیش کرتا ہے اُسی کے صدق ارادت سے دی ہوئی شے کو میں بخوشی قبول کرتا ہوں

پیش کرتا ہے مجھے جو پتر جل پھل یا کہ پھول	ہدیہ راسخ یہ اُس کا مجھکو دل سے ہے قبول

پتہ پھول پھل اور پانی وغیرہ ادنیٰ درجہ کی چیزیں بھی جو سچے عقیدے سے دیجاتی ہیں پسندیدہ ہوتی ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ علم ذات کے حاصل کرنے میں صدق ارادت سے اگر تھوڑی سی بھی کوشش کیجاوے لاحاصل نہیں ہوتی اور جو شے جس کسی معبود کو سچے عقیدے سے پیش کیجاتی ہے اُسکی قبول کرنے والی ذات ہے

यतकरोषि यदश्नासि यज्जु होषि ददासि यत ॥
यत पस्यासि कौंतेय तत्कुरुष्व मदर्पणम् ॥२७॥

انانیت کو ترک کرنا چاہیئے	(۲۷) اے ارجن تو جو کچھ کرتا ہے جو کچھ کھاتا ہے جو کچھ ہومتا ہے جو کچھ خیرات کے طور پر دیتا ہے اور جو ریاضت کرتا ہے اوسے مجھسے منسوب کر۔

مجھ سے کر منسوب ارجن فاعلیت فعل کی	دھرم یگ تپ دان اور بھوجن ہیں اصل زندگی

جتنے فعل تجھسے سرزد ہوں تو اون کے فاعل ہونے کے خیال کو چھوڑ دے اور ذات مطلق کی قدرت کو اُن کا فاعل سمجھ۔

शुभाशुभ फलैरेवं मोक्ष्यसे कर्म बंधनै: ॥
संन्यास योग युक्तात्मा विमुक्तो मामुपैष्यसि ॥२८॥

افعال کی قید سے آزاد ہونے اور وصال حاصل کرنے کا یہی طریقہ ہے

(۲۸) اِس طور پر تو افعال کی قید سے جنکا نتیجہ نیک اور بد ہے چھوٹ جائے گا اور علم حقیقت کے طریقہ کا شاغل ہوکر آزادی حاصل کرے گا اور مجھ میں وصل ہوگا

جبکہ تو پابندی افعال سے ہوکر رہا
لوحِ خاطر سے ترے نقشِ خودی مٹ جائیگا

ترک کردے گا جزائے فعل کا بیم ورجا
مجھ میں واصل ہوکے تو ہستی کو میری پائیگا

جب اِنسان قدرت کو تمام فعلوں کا فاعل مانتا ہے وہ افعال اوسے پابند نہیں کرتے یعنی عارف کے سرور میں جو ذات کی اوراک سے حاصل ہوتا ہے۔ فعل کے ہونے سے کوئی نقص واقع نہیں ہوتا اِس کُل ادھیا میں صرف اتنی ہی عملی طریقت ہے جو اوپد کے منتر میں بیان کی گئی۔

समो ऽहं सर्व भूतेषु न मे द्वेष्यो ऽस्तिन प्रियः।।
येभजंति तुमा भक्त्या मयिते तेषु चाप्यहम्।।२९।।

چونکہ ذات متضادہ صفتوں سے آزاد ہے اسلئے جو لوگ انانیت کو چھوڑ کر افعال کی قید سے آزاد ہو جاتی ہیں وہ ذات میں وصل ہوتی ہیں

(۲۹) میں سب میں مساوی ہوں اور شوق اور نفرت نہیں رکھتا جو مجھے عشق کے ساتھ یاد کرتے ہیں وہ مجھ میں محو ہوجاتے ہیں اور میں اون میں۔

سب میں یکساں ہوں یعنی شوق ونفرت سے بری
اُنمیں ہوں میں مجھ میں وہ جنکو محبت ہے میری

جو مرقومہ بالا طریقت سے ذات پاک کے طالب ہوتے ہیں اون کے حال پر یہ شعر صادق آتا ہے۔

او در دل منست و دل من بدست اوست
چوں آئینہ بدست من و من در آئینہ

अपि चेत्सुदुरा चारो भजते मामनन्य भाक्।।
साधुरेव स मंत व्यः सम्यगव्य वसितोहि सः।।३०।।

جو بد افعال علم ذات کا طالب ہو اُسے نیک افعال خیال کرنا چاہیئے۔

(۳۰) جو کوئی بد افعال میری ذات واحد کا تصور کرتا ہے اوسکو بھی نیک افعال ماننا چاہیئے کیونکہ اُسکا ارادہ نیک ہوتا ہے

جان کو قربان کرتا ہے جو میرے نام پر
نیک ہے بد کار بھی ملتا ہے نیت کا ثمر

جو کوئی بد افعال علمِ ذات کا متلاشی ہے اوسے نیک افعال کرنا لازم ہے کیونکہ اُسکا راہ راست پر آنا ثابت کرتا ہے کہ اُسکی بد خصلت مغلوب ہوگئی ہے اور نیک خصلت غلبہ پاگئی ہے۔

क्षिप्रं भवति धर्मात्मा शश्वच्छान्तिं निगच्छति ॥

कौंतेय प्रति जानिहि न मे भक्तः प्रणश्यति ॥ ३१ ॥

(۳۱) وہ جلد نیک افعال ہوجاتا ہے اور دائمی اطمینان پاتا ہے اے ارجن میں تجھے یقین دلاتا ہوں کہ میرا طالب فنا نہیں ہوتا

چونکہ وہ علم انسان کو جلد نیک افعال بناتا ہے اوسکے حاصل کرنے میں محنت رائیگاں نہیں جاتی۔

نیک اعمالی میں اوسکو جلد آتا ہے قرار		یہ سمجھ لے میری طاقت ہے فنا سے رستگار

علم ذات میں کوشش کرنے سے نیک افعالی بڑھتی ہے شکوک رفع ہوتے ہیں اور حالت سکون ملتی ہے

मांहि पार्थ व्यपाश्रित्य येऽपि स्युः पापयोनयः ॥

स्त्रियो वैश्यास्तथा शूद्रास्तेऽपि यांति परांगतिम् ॥३२॥

(۳۲) اے ارجن جب کہ ناقص الوجود عورت اور ویش اور شودر میری پناہ میں آکر اعلیٰ منزل پر پہونچ جاتے ہیں۔

عورت ویش اور شودر بھی کمال حاصل کرسکتے ہیں

فرقہ نسواں و ناقص عقل و ویش و شودر جب		سایۂ رحمت میں اعلیٰ منزلت پاتے ہیں سب

عورت ویش اور شودر کیطرف حقارت سے دیکھنا بیجا ہے کہ وہ بھی علم ذات حاصل کرکے درجہ کمال پر پہونچ سکتے ہیں۔

किं पुनर्ब्राह्मणः पुण्या भक्ता राजर्षयस्तथा ॥

अनित्यमसुखं लोकमिमं प्राप्य भजस्व माम् ॥३३॥

(۳۳) تو پھر نیک خصلت برہمن اور طالب ذات راج رشی کا کیا ذکر کیا جاوے تو اس عالم کو بے ثبات اور آرام ابدی سے خالی جانکر مجھے یاد کر

برہمن اور چھتری کا تو کیا ذکر ہے علم ذات کو جو آرام ابدی دیتا ہے حاصل کرنا واجب ہے

نیک خصلت برہمن اور باصداقت چھتری بے ثبات عالم ہے اور مفقود ہے عیش دوام		کیا تعجب ہے اگر ہوں رازدار سرمدی اتنے نکتہ کو سمجھکر یاد کر میری مدام

اگر برہمن اور چھتری درجہ کمال کو پادیں تو کوئی تعجب کا مقام نہیں کیونکہ علم اُن کا ترکہ ہے جسکی بدولت آسائش ابدی ملتی ہے۔

मन्मना भव मद्भक्तो मद्याजी मां नमस्कुरु ।।
मामे वैष्य सि युक्त्वैव मात्मानं मत्परायण: ।।३४।।

علم ذات حاصل کرکے ذات میں وصل ہو	(۳۴) مجھ میں دل کو لگا۔ میری پرستش کر میرے واسطے یگ کر میری بندگی کر۔ تو اِس طریقہ سے اپنی ہستی کو میرے حوالہ کرکے مجھ میں وصل ہوگا

	مجھ میں اپنا دل لگا اور مجھ کو سچا جان لے نقد ہستی کر مجھے تفویض تو ہو جا فنا		میری خاطر کر ریاضت مجھ کو مالک جان لے مجھ میں واصل ہوگا میرے قول پر ایمان لا

ہستی بحت کو اپنے دل میں تسلیم کرنے سے پندار کا حجاب رفع ہوتا ہے اور وصال کی صورت بطوں میں پیدا ہوتی ہے علم ذات کے حاصل کرنیکا یہی طریقہ ہے اور اُسی کو مصنف نے ادہیہ کے ستائیسویں منتر میں دیگر الفاظ میں بیان کیا ہے۔

श्री मद्भगवद्गीता सूपानषत्सु ब्रह्म विद्यायां
योग शास्त्रे श्री कृष्णार्जुन संवादे राज
विद्या राज गुह्य योगो नवमोऽध्याय: ।।९।।

شری بھگوت گیتا کے مخفی علم الوہیت کے طریقت کے بارہ میں کرشن اور ارجن کی تقریر کی راج ودیا راج گھیہ یوگ نام نویں ادہیا ختم ہوئی۔

نویں ادہیا کا خلاصہ

(۱) ہستی بحت حدوث اور قدیم سے برتر اور افعال سے بے تعلق ہے کُل افعال کی پیدائش اور عالم کا ظہور اور غیوب صفات سے ہوتا ہے۔ ذات اور صفات کے درمیان ایک عجیب تعلق ہے جو کہ ادراک معقولات سے برتر ہے اور پندار کے ترک کرنے کے بعد چشم معرفت سے نظر آتا ہے اُسے تعلق اسوجہ

سے کہتے ہیں کہ صفات کا ذات کیوجہ سے قیام ہے اور لفظ تعلق درست بھی نہیں ہے کیونکہ ایک دوسرے سے الحاق نہیں۔ مقناطیس لوہے کو دور سے کھینچتا ہے مگر کوئی شخص نہیں بتا سکتا کہ اُن میں کسی قسم کا تعلق ہے جو کچھ اوپر بیان کیا گیا ہے وہی علم ذات ہے اور ہر فرد بشر مرد خواہ عورت کو وہ علم حاصل ہو سکتا ہے اور پھر کبھی فنا نہیں ہوتا اوس کا حاصل کرنا انسان کا فرض ہے اور اُس کے حاصل کئے بغیر وصال ممکن نہیں۔

(۲) انسان تین قسم کے ہوتے ہیں۔ بدافعال۔ نیک افعال اور عارف۔ بدافعال لذات دُنیوی میں مصروف رہتے ہیں اور کسی کو اپنے سے اعلیٰ اور واجب التعظیم نہیں سمجھتے اس قسم کے آدمی دام غفلت میں گرفتار اور ذلیل و خوار رہتے ہیں۔ نیک افعال اپنا خالق اور معبود مانتے ہیں اور حواس کو مطیع کر کے اوس کی پرستش میں مصروف رہتے ہیں اون کو اپنی نیک افعالی کے ثمرے میں آرام و آسائش حاصل ہوتے ہیں۔ مگر وہ اصلی نہیں ہوتے یعنی ان کا ہمیشہ قیام نہیں رہتا۔ عارف حق و باطل کو شناخت کرتا ہے اور عالم کو صفات کا جلوہ اور پندار کو ایک موہوم شے جانتا ہے۔ پس وہ بیم و رجا کا پابند نہیں ہوتا اور علم ذات میں مسرور رہتا ہے اوس کا درجہ نیک افعالوں سے بلند ہے

۳- علم ذات پندار کے ترک سے حاصل ہوتا ہے یعنی جب تک پندار کا حجاب رفع نہیں ہوتا علم ذات اور وصال ہرگز حاصل نہیں ہوتے اس لئے انانیت کا چھوڑنا انسان کو واجب ہے

دسویں ادھیا وبھوتی یوگ

श्रीभगवानुवाच

भूयएव महाबाहो शृणु मे परमं वचः ॥

यत्तेऽहं प्रीयमाणाय वक्ष्यामि हितकाम्यया ॥१॥

سِتری بھگوان نے فرمایا

علم ذات کی اِس ادھیا میں مکرر تشریح درج ہے

(۱) اے ارجن تو میرے اعلیٰ کلام کو دوبارہ سُن چونکہ تو مجھے عزیز ہے
اسلئے میں تیری بہتری کے خیال سے ذیل میں اُسکی تشریح کرتا ہوں

سُن مفصل راز مخفی ارجن اب بارِ دگر		مجھکو اے پیارے تیری بہبود ہے مدِ نظر	

دسویں ادھیا میں متکلم نے عجائبات عالم کو ذات واحد کا جلوہ ثابت کیا ہے۔

न मे विदुः सुरगणाः प्रभवं न महर्षयः ॥

अहमादिर्हि देवानां महर्षीणांच सर्वशः ॥२॥

صفات پرست اس علم سے ناواقف ہوتے ہیں

(۲) میری حقیقت کو دیوتا اور مہرشی نہیں جانتے اِسوجہ سے کہ میں
سب دیوتاؤں اور مہرشیوں کا مبدا ہوں۔

مہرشی اور دیوتاؤں کی ہے مجھسے ابتدا		اِسلئے میری حقیقت سے ہیں وہ ناآشنا	

مہرشی وہ عارف ہیں جنہوں نے باہمی مناظرے سے عالم کی ایجاد قیام اور فنا کو تحقیق کرلیا ہے
اور دیوتا اُن لطیف قوتوں کا نام ہے۔ جو انسان اور دیگر حیوانات میں بصورت قوت
متخیلہ و عقل وغیرہ موجود ہیں اور جسم میں محدود نظر آتے ہیں وہ سب دراصل ذات نامتناہی
کی قدرت کے مختلف اشکال ہیں اور اوس سے ظہور پاکر اوسیکا حجاب ہو رہے ہیں پس
جو کچھ اُنکے ذریعہ سے دریافت ہوتا ہے اون سب کا مبداوہ ذات ہے۔

यो मामजमनादिंच वेत्ति लोक महेश्वरम् ॥

असंमूढ़ा समर्त्येषु सर्वपापैः प्रमुच्यते ॥३॥

(۳) میں پیدائش اور فنا سے بری اور عالم کا صاحب ہوں جو دانشمند انسان مجھے جان لیتا ہے وہ گناہوں سے رہائی پاتا ہے۔	جو لوگ اس سے واقفیت حاصل کرتے ہیں وہ گناہوں سے آزاد ہو جاتے ہیں

ہیں ازل سے ہوں ابد تک مالک کون و مکاں		معصیت سے پاک بالاتر ہے میرا راز داں	

बुद्धिर्ज्ञानमसंमोहः क्षमा सत्यं दमः शमः ॥
सुखं दुःखं भवोऽभावो भयं चाभयमेव च ॥४॥
अहिंसा समता तुष्टिस्तपो दानं यशोऽयशः ॥
भवन्ति भावा भूतानां मत्त एव पृथग्विधाः ॥५॥

(۴و۵) عقل[۱]۔ علم[۲]۔ ہوشیاری۔ تحمل۔ راست بازی۔ نفس کشی۔ ضبط دل۔ خوشی۔ رنج۔ پندار۔ ترک پندار[۱۱]۔ خوف[۱۲]۔ بیخوفی[۱۳]۔ رحمدلی[۱۴]۔ سکون[۱۵]۔ قناعت[۱۶]۔ ریاضت۔ فیاضی۔ خیر طلبی۔ اور بدخواہی[۱۹] وغیرہ انسان کی مختلف خصلتوں کا ظہور مجھ سے ہوتا ہے	انسانی طبائع ذات پاک سے ظہور پاتے

	بُردباری راستبازی نفس امارہ کشی نیک و بدخواہی قناعت رحم اور دریا دلی جانتے ہیں مجھ سے جنکو جاننے کا ہے شعور		علم و دانش ہوشیاری ضبط دل رنج و خوشی خوف بیخوفی سکون دل خودی ترک خودی مختلف خاصیتوں کا طبع انسان میں ظہور

یہ سب خصلتیں مندرجہ بالا طبائع انسان میں ذات واحد کی صفاتی قوتوں سے پیدا ہوتی ہیں اور اون کی امتزاج میں اختلاف ہونے کے سبب سے وہ مختلف ہوتی ہیں۔

महर्षयः सप्त पूर्वे चत्वारो मनवस्तथा ॥
मद्भावा मानसा जाता येषां लोक इमाः प्रजा ॥६॥

(۶) سات قدیم مہرشی اور چار منو میری صفاتی قوتیں ہیں جن سے دنیا میں یہ خصلتیں پیدا ہوتی ہیں	وہ سات اور چار صفاتی قوتوں کی ترکیب سے ظہور پاتی ہیں

	ہیں قدیمی جن سے پیدائش ہے مخلوقات کی		میری اعلیٰ طاقتیں چاروں منو ساتوں رشی

ساتوں مہرشی اور چار منو کا اشارہ گایتری منتر کی سات بہو مکا اور چار ادستہا پر ہے جن کے

اخلاط اور ترکیب سے مخلوقات میں تمام خصلتیں پیدا ہوتی ہیں اور وہ مخلوق چندے عالم وجود کی سیر کرکے خوابگاہ عدم میں جاتے ہیں گاہتری منتر پر غور کرنے سے مندرجہ بالا معنی صاف طور پر سمجھ میں آسکتے ہیں۔

एतां विभूतिं योगंच ममयो वेत्ति तत्त्वतः ॥

सोविकंपेन योगेन युज्यते नात्र संशयः ॥७॥

جو بشر ان قوتوں کی ترکیب کو سمجھ لیتا ہے وہ اصلی آرام کو پاتا ہے۔

(۷) جو میری قدرت کو اور اوسکے اون جلوؤں کو ٹھیک طور پر جان لیتا ہے وہ بیشک ایسی حالت سکون کو پاتا ہے جسمیں کبھی جنبش نہیں ہوتی

قدرت اور جلوؤں کا میرے علم کامل ہو جنہیں۔ قطب ہیں وہ اور سکون قلب حاصل ہو انھیں

جو انسان ان منازل کو تمیز کرلیتا ہے اور اپنے وجود کی کیفیت سے آگاہ ہو جاتا ہے اوسکو ایسا قرار واطمینان ملتا ہے جسمیں کبھی خلل واقع نہیں ہوتا یہ امر علمی ثبوت رکھتا ہے اور اسمیں شک کی گنجایش نہیں ہے اور انسان کو اس کے بارہ میں شکوک اوسی وقت تک پیدا ہوتے ہیں جبتک اوس نے اسے علمی طور پر ثابت نہیں کیا ہے۔

شعر

ناصح بطعن گفت برو ترک عشق کن ... معذور دار مست کہ تو او ندیدہ ؏

अहं सर्वस्य प्रभवो मत्तः सर्वं प्रवर्त्तते ॥

इति मत्वा भजंते मां बुधा भाव समन्विताः ॥८॥

طالب صادق ذات پاک کے تحقیقات میں علمی بحث کرتے ہیں۔

(۸) جو دانشمند اور طالب صادق ہیں وہ یہ سمجھکر کہ میں سب کا مبدا ہوں اور سب کا مجھ سے ظہور ہے میری یاد کرتے ہیں۔

سب کا میں آغاز ہوں اور مجھسے ہی سب کا ظہور ... یہ سمجھکر یاد کرتے ہیں مجھے اہل شعور

وہ صفاتی قوتیں جن کے متعلق عالم کا نظام ہے پرکرت یعنی قدرت سے ظہور پاتی ہیں اور قدرت ذات کا عکس ہے پس ذات کل عالم کا مبدا ہے۔ جو لوگ تحقیقات باطنی کا شوق

رکھتے ہیں وہی ادراک ذات میں مشغول ہوتے ہیں۔

मच्चित्ता मद्गतप्राणा बोधयंतः परस्परम् ॥
कथयंतश्च मां नात्यं तुष्यंति च रमंतिच ॥९॥
तेषां सतत युक्तानां भजतां प्रीति पूर्वकम् ॥
ददामिबुद्धि योगं तं येन मामुप यांति ते ॥१०॥

وہ علمی بحث کے نیتجہ میں علم ذات حاصل کرتے ہیں

(۹و۱۰) جو مجھ میں دل اور جان کو لگا کر میری بابت باہم گفتگو کرتے ہوتے اور میرا ذکر کرتے ہوئے ہمیشہ خوش وخرم رہتے ہیں اور میرے تصور میں ہر وقت عشق کیساتھ مشغول رہتے ہیں اونھیں میں وہ علم عرفان عطا کرتا ہوں جس کے وسیلہ سے وہ مجھے پاتے ہیں۔

جو عقیدت مند مجھپر ہیں دل و جان سے فدا
دلسے میری بندگی کرتے ہیں جو صبح و مسا

جنکو دایم مشغلہ ہے میرے ذکر و فکر کا،
علم عرفان اُنکو بہرِ وصل کرتا ہوں عطا

جو لوگ صدق ارادت سے علم ذات کے بارہ میں گفتگو کرتے ہیں اور سچے دل سے اوسکی تلاش میں مصروف رہتے ہیں آخرکار علم ذات اونکی قلب پر آشکارا ہو جاتا ہے عشق صدق ارادت کا نام اور اپنے آپکو بھول کر اوس کی یاد میں رہنا منزل فنا ہے۔

तेषा मेवानुकंपार्थ महमज्ञानजं तमः ॥
नाशयाम्यात्म भावस्थो ज्ञान दीपेन भास्वता ॥११॥

علم ذات جہل و نادانی کو دور کرتا ہے۔

(۱۱) میں اپنی قدرت میں نزول کرکے رحمدلی کے ساتھ معرفت کے روشن چراغ سے اون کے جہل کی تاریکی دُور کرتا ہوں۔

تیرگیِ عقل اُن کی بہتری کے واسطے
دور کر دیتا ہوں علم معرفت کی شمع سے

علم ذات کی روشنی سے نادانی کی تاریکی بالکلّ رفع ہو جاتی ہے اور سکون حالت پیدا ہوتی ہے۔

अर्जुन उवाच- परं ब्रह्म परं धाम पवित्रं परमं भवान् ॥
पुरुषं शाश्वतं दिव्यमादि देव मजं विभुम् ॥१२॥
आहुस्त्वा मृषयः सर्वे देवर्षि र्नारद स्तथा ॥
असितो देवलो व्यासः स्वयं चैव ब्रवीषि मे ॥१३॥

ارجن نے سوال کیا

کل عارفان متفق الرائے ہیں کہ ذات پاک قدیم محیط اور ہستِ مطلق ہے۔

(۱۲و۱۳) دیورشی - نارد - اسیت - دیول - ویاس اور سب رشی آپکو وہ ذات بیان کرتے آئے ہیں جو ہستِ مطلق سب سے اعلیٰ نہایت پاک قدیم حیرت انگیز پیدایش و فنا سے آزاد اور محیط ہے اور آپ بھی ایسا ہی فرماتے ہیں۔

ذاتِ حق عالم کا مخزن اور سب سے پاک تر
مانتے ہیں آپکو ویاس اور نارد مہرشی
حیرت افزا اشرف و اوّل محیط و بے ضرر
دیول و آسیت فرماتے ہیں ایسا آپ بھی

सर्वमेतदृतं मन्ये यन्मां वदसि केशव ॥
नहि ते भगवन व्यक्तिं विदु र्देवा न दानवाः ॥१४॥

بیم و اُمید رکھنے والے اوسکی حقیقت کو نہیں جانتے ہیں

(۱۴) اے کرشن آپ جو کچھ فرماتے ہیں میں اوسے بالکل صحیح مانتا ہوں اے بھگوان نیک اور بد انسان دونوں آپ کی حقیقت سے بے خبر ہیں۔

کرشن میں تسلیم کرتا ہوں ہدایت آپ کی
ہے نہاں جن و ملک سے بھی حقیقت آپکی

جب تک انسان نظرِ غیریت رکھتا ہے اور بیم و اُمید میں گرفتار رہتا ہے علمِ ذات اوسکو ہرگز حاصل نہیں ہوتا۔

स्वयमेवात्मनात्मानं वेत्थ त्वं पुरुषोत्तम ॥
भूत भावन भूतेश देवदेव जगत्पते ॥१५॥

لیکن عارف جو سبے پندار ہیں جانتے ہیں

(۱۵) آپ ذات پاک محرک اجسام، عالم کے صاحب سب سے

اعلیٰ اور سب کے مالک ہیں اور اپنے تئیں خود آپ ہی جانتے ہیں۔

آپ ہی پر منکشف ہوتا ہے عقدہ آپ کا		اے خداوند مسبب ذات پاک و کبریا	
حجاب روئے تو روئے تو ہست در ہمہ حال		نہانی از ہمہ عالم زبسکہ پیدا ئی	

वक्तु महेस्य शेषेण दिव्याह्यात्म विभूतय: ॥

याभिर्विभूति भिलोका निमांस्त्वं व्याप्य तिष्ठसि ॥१६॥

ارجن کرشن جی سے درخواست کرتا ہے کہ اپنی قدرت کے جلوؤں کو مفصل بیان کیجیے۔

(۱۶) اب آپ ان نادر جلوؤں کا مفصل بیان کیجیے جن سے آپ نے اس کل عالم کو معمور کر رکھا ہے۔

ایسے جلوؤں کو مفصل مجھ پہ ظاہر کیجیے۔		جنسے یہ عالم منور کر رکھا ہے آپ نے	

कथं विद्या महं योगी स्त्वांसदा परिचिंतयन् ॥

केषु केषुच भावेषु चित्यो ऽसि भगवन्मया ॥१७॥

میں آپکی حقیقت کو کیسے جان سکتا ہوں۔

(۱۷) آپ تو قادر مطلق ہیں میں آپکو کس تصور کی مزاولت سے جان سکتا ہوں اے صاحب بتائیے کہ میں آپ کا تصور کن وسایل سے کروں

کن وسایل سے ملیگا مجھکو منظر آپ کا		ہے تصور کونسی شکلوں میں بہتر آپ کا	

विस्तरेणात्मनो योगं विभूतिंच जनार्दन ॥

भूय: कथय तृप्तिर्हि श्रृण्वतो नास्तिमे ऽमृतम् ॥१८॥

آپکی قدرت کے جلوؤں کا حال سُننا چاہتا ہوں

(۱۸) اے کرشن آپ اپنی قدرت اور اوس کے جلوؤں کو بالتصریح پھر فرمائیے کیونکہ آپ کا کلام آب حیات کی تاثیر رکھتا ہے اور اوس کے سُننے سے میری سیری نہیں ہوتی۔

اپنی قدرت کے کرشمے پھر بیان فرمائیے		قطرہ کو بڑھنے تر میرا دہان فرمائیے	

علم ذات بیشک آبحیات ہے کیونکہ جو شخص اوسے نوش کرتا ہے وہ حیات جاودانی پاتا ہے

श्री भगवानुवाच । हंतते कथ यिष्यामि दिव्याह्यात्म विभूतयः
प्राधान्यतः कुरु श्रेष्ठ नास्त्यंतो विस्तरस्यमें ॥१९॥

سری بھگوان نے فرمایا

قدرت کے جلووں کی انتہا نہیں ہے

(۱۹) اچھا اب میں تجھے اپنے خاص اور نادر جلوے بتاتا ہوں یوں تو میرے جلووں کی انتہا نہیں ہے۔

مجھسے سُن اب تذکرہ تو میرے خاص اعجاز کا
میرے جلوونکی نہیں ہَی یوں تو کوئی اِنتہا

ذات بحت کی قدرت کے جلوے کیثر اور بے انتہا ہیں بلکہ کُل اجسام نے اوس سے نمود پایا ہے ذیل میں صرف اون جلووں کا بیان کیا جاویگا جو اپنی قسم میں سب سے اعلیٰ درجہ رکھتے ہیں۔

अहमात्मा गुडाकेश सर्व भूताशय स्थितः ॥
अहमादिश्च मध्यंच भूताना मंत एवच ॥२०॥

ذات کُل اِجسام میں پوشیدہ طور پر موجود ہی

(۲۰) اے ارجن میں کُل اجسام کے بطوں میں مقیم ہوں اور کُل اجسام کی ابتدا وسط اور انتہا ہوں۔

اے دلاور سب کے باطن پر تسلط ہَی مرا
ابتدا وسط اور آخر میں ہوں کُلِ جسام کا

ذات کُل اِجسام میں محیط ہے اور کُل اجسام کا ایجاد قیام اور فنا اوس کا کرشمہ ہے۔

आदित्या नामहं विष्णु ज्योतिषां रविरंशुमान् ॥
मरीचिमरुता मस्मि नक्षत्राणा महंशशी ॥२१॥

اوسکی قدرت کے جلووں کا بیان

(۲۱) میں نظام شمسی میں وشنو ہوں ستاروں میں روشن آفتاب مروتوں میں مریچی ہوں سیاروں میں چاند۔

وِشن ہوں برجوں میں سیاروں میں مہر جلوہ گر
بادمیں تارِ نفس ہوں اور منازل میں قمر

یہ تصویر نمبر ۹ سمجھ میں آنے پر عجب کیفیت دکھاتی ہے اور اِس نظارہ میں عالم نورانی کا تماشا پیش نظر ہو جاتا ہَی سنسکرت میں چر متحرک کو کہتے ہیں اور کھ آسمان کا نام ہے اِن دو لفظوں کے ملانے سے

چرکھ شبد بنتا ہے جیسے فارسی والوں نے چرخ فلک لکھا ہو آفتاب کو اس چرخ کا مرکز سمجھو اور جتنے سیارے اوس کے گرد اجسام کے صورت میں ہیں وہ سب آفتاب سے بہت چھوٹے ہیں لہذا آفتاب سے جو روشنی اونپر پڑتی ہے اس سے ایک پنکھڑی سی بنجاتی ہے اس طرح ہر طرف پنکھڑیوں کے بنے سے ایک نورانی چرخہ سا بنا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ زمین اِس چرخہ کا نکلہ ہے جسکے گرد چاند چکر کرتا ہے زمین کا نصف کرہ زرد رنگ کا ہے وہ دِن کی علامت ہے جو سیاہ حصہ ہے وہ رات کی صورت ہے جس مقام پر سرخی نمودار ہے اور لفظ اوشا لکھا ہوا ہے وہ صبح صادق کی افق ہے اسکے مقابل جہاں لفظ مترا لکھا ہوا ہے وہ شام کی شفق ہے اور یہ دونوں ہمیشہ قائم رہتے ہیں یعنی زمین کا جو حصہ اِن مقاموں سے گذرتا ہے وہاں شفق اور افق محسوس ہوتے ہیں قمرہ مادہ باردہ بشکل برف بارش واولہ زمین کے نکلہ پر مثل روئی کے پٹا رہتا ہے جس سے تمام غلہ جات و نباتات کی پیدائیش اور سب جانداروں کی پرورش ہوتی ہے میش راشی کے آفتاب کو وشنو کے نام سے تعبیر کیا ہے اور موسم بسنت کی زردی اسی کے اثر سے ہوتی ہے۔

وید نے سات دیوتاؤں کے علاوہ اوشا۔ مترا۔ اور یم تین دیوتا ترلوکی کے اندر مانے ہیں جن کی صورتین اِس تصویر میں دکھائی گئی ہیں اوشا صبح صادق کی اُفق کا نام ہے جس کا تعلق سورج سے ہے اور مترا شام کی شفق کو کہتے ہیں جسکا تعلق چندرماں یا ورون دیوتا سے ہے یم دیوتا اوس قوت جاذبہ کو کہتے ہیں جو زمین سے آفتاب کی جانب بخارات و دیگر مادوں کو کھینچ لیجاتی ہے اوشا اور مترا کی جوڑی کا نام اشونی کمار ہے اور وہ دو خط مستقیم ہیں جو آفتاب سے اِس کرہ زمین و دیگر ستارگان کیطرف آتے ہیں اور صبح و شام کو پیدا کرتے ہیں اِن کے درمیانی وقت کا نام دِن اور رات ہے کرہ زمین کے مختلف حصے اِن خطوط میں سے گذرتے ہیں مگر یہ خطوط ہمیشہ بدستور قایم رہتے ہیں۔

مرت کا اشارہ ہوائی طبقہ پر ہے جس میں مریچی یعنی نفس فضیلت رکھتا ہے اور وہ بوجہ اپنے چیتن شکتی یعنی روحانی طاقت کی تمام حرکات کا مبدا ہے۔

چاند کا چکر یعنی قمری دور اون ۲۷ حصوں پر جنہیں نکھشتر کہتے ہیں منقسم فرض کیا گیا ہے۔ اور اسکا مجمل بیان تصویر نمبرہ میں ہو چکا ہے اور تصویر نمبر ۱ اگلے صفحہ پر ناظرین کے ملاحظہ کیواسطے دکھائی جائیگی

روئے زمین کے مانند چاند کے نصف کرہ پر جو مقابل آفتاب کے ہوتا ہے روشنی اور دیگر نصف کرہ پر جو آفتاب سے اوٹ میں ہوتا ہے - اندھیرا رہتا ہے گر روئے زمین کے باشندگان کو اوسکا روشن حصہ اوسقدر دکھتا ہے جتنے نظر کے سامنے آتا ہے یہی وجہ ہے کہ چاند کی کلائیں گھٹتی اور بڑھتی معلوم ہوتی ہیں اور جن تین دنوں میں اوسکا روشن حصہ زمین کے مقابل نہیں ہوتا اوہیں رویت قمر بالکل نظر نہیں آتی چاند کا کرہ بر وودت کا مرکز ہے اور وہ زمین سے قریب ہونیکی وجہ سے جذر ومد وغیرہ سمندروں میں پیدا کرتا ہے -

वेदानां सामवेदोऽस्मि देवानामस्मि वासवः ॥
इन्द्रियाणां मनश्चास्मि भूतानामस्मि चेतना ॥ २२ ॥

ایضاً (۲۲) میں ویدوں میں سام وید ہوں دیوتاؤں میں اندر - حواس میں دل ہوں اور جسموں میں جان -

راجہ اندر دیوتاؤں میں رچاؤں میں سام ہوں		ہیں دل و جان حواس خمسہ و اجسام ہوں	

چونکہ سام وید میں طریقت عشق بمقابلہ اور ویدوں کے زیادہ صاف طور پر درج ہے لہذا وہ قدرت کا خاص جلوہ بیان کیا گیا ہے - اندر اوس صفاتی قوت کو کہتے ہیں جو بصورت نفس جسم انسان میں داخل ہو کر حواس پر حکومت کرتی ہو اور دل سے اپنے وزیر کا کام لیتی ہے - دل کی غیر حاضری میں حواس خمسہ بیکار ہو جاتے ہیں اسلیئے دل اونپر فضیلت رکھتا ہے سب جانتے ہیں کہ ہر ایک جسم جان کی وجہ سے حس و حرکت کرتا ہے اور اشیاء خیر وبدی کو تمیز کرتا ہی اسلیئے جان کو جسم پر بہر نوع عظمت حاصل ہے -

रुद्राणां शंकरश्चास्मि वित्तेशो यक्षरक्षसाम् ॥
वसूनां पावकश्चास्मि मेरुः शिखरिणामहम् ॥ २३ ॥

ایضاً (۲۳) میں رودروں میں شنکر ہوں یکش اور راکشسوں میں کوبیر وسوؤں میں اگنی ہوں اور پہاڑوں میں میرو -

میں ہی رُدروں میں ہوں شنکر یکش وراچھس میں کوبیر	میں وسوؤں میں ہوں اگنی اور پہاڑوں میں سمیر

شیو ستوگنی شنکر رجوگنی اور رودر تموگنی نام ہے۔ اِس تصویر نمبر ۱۱ کے دیکھنے سے شیو پُران کا اختصار اور مدعا سمجھ میں آجاوے گا۔ بھارت ورش کی ترکون مورتی ہے اور شیو کا سروپ اوسمیں نظر آتا ہے اوپر جٹا جوٹ کشمیر کا مقام ہے اور جٹائیں جو دائیں ہاتھ پر پھیلی ہوئی ہیں پہاڑیاں ہیں جنمیں سے گنگا جی اور تمام ندیاں گذرتی ہیں اور سمندر کی طرف جاتی ہیں پھر اون کو آفتاب کی حرارت سمندر سے جذب کر کے بادل کی صورت بناتی ہے تب بارش پہاڑوں پر ہوتی ہے ایسا چکر برابر چلا جاتا ہے تیرتھوں کے مقامات اِس نقشہ میں مندرج ہیں ہاتھ کا ترشول تین مقامات بدری کا شرم کیدار ناتھ اور گنگوتری کو جو اِس شکل کے ہیں دکھاتا ہے کمر میں مرگ چھالا لپیٹی ہوئی ہے کوبیر دیوتا کو دنیا کا خزانچی یا بھنڈاری پورانوں نے کہا ہے دنیا پرست جو عقبیٰ سے غافل اور مال دولت کے پوجنے والے ہیں یکھش اور راکھشس کہلاتے ہیں۔

وسو اس حرارت کو کہتے ہیں جو اجسام میں مخفی رہتی ہے اور دو جسموں کے باہم رگڑنے سے ظاہر ہو جاتی ہے۔ یوگ کے اِصطلاح میں میرو پیٹھ کی ہڈی کو کہتے ہیں اور سمیر پربت سے عارفوں کے اِصطلاح میں ام الدماغ مراد ہے۔

पुरोधसां च मुख्यं मां विद्धि पार्थ बृहस्पतिम् ॥
सेनानीनामहं स्कन्दः सरसामस्मि सागरः ॥२४॥

ذات واحد کی قدرت کے نادر جلووں کا بیان

(۲۴) اے اُرجن تو مجھے پروہتوں میں اون کا گرو برہسپتی سمجھ میں سپہ سالاروں میں سکند ہوں اور پانی کے مقامات میں سمندر۔

پروہتوں کا رہنما ہوں سب سے بڑھ کر عقلمند	ساری جھیلوں میں سمندر فوجداروں میں سکند

دیوتاؤں کے گرو کا نام برہسپتی ہے۔ سکند نامی ایک بڑا بہادر سپہ سالار دیوتاؤں میں گذرا ہے ظاہر ہے کہ سمندر میں کُل دریا جھیل اور ندیاں داخل ہو کر غائب ہو جاتے ہیں اور وہ ان سب سے بڑا ہے۔

महर्षीणां भृगुरहं गिरामस्म्येकमक्षरम् ॥
यज्ञानां जपयज्ञोऽस्मि स्थावराणां हिमालयः ॥२५॥

الیضاً (۲۵) میں مہرشیوں میں بھرگو ہوں لفظوں میں اوم یگیوں میں جپ یگ ہوں اور پہاڑوں میں کوہ ہمالیہ۔

	کوہسار ونمیں ہمالہ مشغلوں میں ذکر یار		راج رشیونمیں ہوں بھرگو اکشرونمیں ہوں اونکار	

بھرگو مہرشی ہند کے رشیوں میں بڑے زبردست اور واجب التعظیم گذرے ہیں کتب اہل ہند میں اوم کی ندا کو بڑی فضیلت دی گئی ہے یعنی اوسے اسم اعظم مانا ہے اور اوپنشدوں نے اوس کی شناخت اور معنی مفصل بیان کئے ہیں اور ذات و صفات۔ کر تمام علوم کا اوس کے معنی میں مشمول ہونا ثابت کیا ہے۔ کل عملی طریقوں میں جپ یعنی ذکر بالقلب اعلیٰ ہے کوہ ہمالیہ دنیا کے سب پہاڑوں سے بلند ہے اور بلحاظ خوبصورتی اور قدرتی نشو و نما کے قابل تعریف ہے

अश्वत्थः सर्ववृक्षाणां देवर्षीणां च नारदः ॥
गंधर्वाणां चित्ररथः सिद्धानां कपिलो मुनि ॥२६॥

الیضاً (۲۶) میں درختوں میں طوبیٰ ہوں دیو رشیوں میں نارد۔ گندھربوں میں چتررتھ اور کاملوں میں کپل منی۔

	میں ہوں منیوں میں کپل گندھرب میں ہوں چتررتھ		برہم رشیونمیں ہوں نارد برکشوں میں ہوں اشوتھ	

درخت طوبیٰ یعنی کلپ برچھ کی تفریح پندرہویں ادھیا کے اوّل منتر میں درج ہے اور اوسکی مراد علم صفات سے ہے نارد جی عارفوں کے سرتاج تھے کہ اوہنوں نے عشق حقیقی کے وسیلہ سے وصال حاصل کیا تھا زمانہ سابق میں جو رقاص یا قوالوں کا فرقہ گندھرب کے نام سے مشہور تھا اون میں ایک شخص چتررتھ نامی ہوا تھا جو اپنے علم میں کمال رکھتا تھا کپل منی مصنف سانکھ شاستر کے مرتاض کامل اور اعلیٰ درجہ کے فاضل گذرے۔

उच्चैःश्रवसमश्वानां विद्धि माममृतोद्भवम् ॥

ऐरावतं गजेंद्राणां नराणां च नराधिपम् ॥२७॥

(۲۷) تو مجھے گھوڑوں میں اوچے شروا سمجھ جو آبحیات سے پیدا ہوا تھا میں زبردست ہاتھیوں میں ایراوت اور رعایا میں بادشاہ ہوں۔

اسپ کی نسلوں میں ہوں میں مرکب عالم پناہ	کوہ تن فیلوں میں ایراوت رعایا میں ہوں شاہ

اہل ہند کی اکثر کتابوں میں سمندر کا متھا جانا اور اوسمیں سے چودہ رتن کا نکلنا بیان کیا گیا ہے۔ عوام اِس مضمون کے معنی پر غور کئے بغیر اسے حکایت خیال کرتے ہیں یہ حکایت نہیں ہے بلکہ حضرت اِنسان کی کیفیت ہے جو اور پیرایہ میں ظاہر کی گئی ہے سمندر اِنسان کی ذات ہے اور شیش ناگ اوسمیں نفس ہے دیوتا اور دیت صفات ملکوتی و شیطانی ہیں اور کچھوا جسم ہے دیکھو دوسری ادھیاکا ۵ منتر۔ سمندر کے متھنے سے رتن نکالے گئے ہیں وہ چودہ جوہر پانچ حواس پانچ قواے افعالی اور چار قوتیں متخیلہ۔ ممیزہ۔ مدرکہ اور حافظہ ہیں اور اونمیں سے ایک اوچے شروا ہے یہ ایال دار اور دم دار گھوڑا نہیں ہے بلکہ حضرتِ اِنسان کی قوت متخیلہ ہے حاصل کلام یہ ہے کہ جو قوت خیالات کو پیدا کرتی ہے اور جس کے روکنے سے خیالات رکجاتے ہیں اوسے متکلم نے بطور استعارہ گھوڑا بیان کیا ہے اِسیکو عارفان گذشتہ نے وشنو کی سواری گرڑ اور برہما کی سواری ہنس اور دُلدُل وغیرہ مانا ہے۔ بوعلی شاہ نے لکھا ہے ؎ جہاں تیرہ است درہ مشکل جنیت راعیان درکش ؛ زمانے رخت ہستی را بخلوت گاہ جان درکش ایراوت ہاتھی کا استعارہ بھی قابل غور ہے ایراوت اُن ہاتھیوں میں سے نہیں ہے جو سرکاری توپ خانے میں کام آتے ہیں بلکہ اون میں سے جو بارش بنکر روئے زمین کو سیراب کرتے ہیں اور دریاؤں میں طغیانی پیدا کرتے ہیں بادل بخارات سے بنتے ہیں اور ہاتھیوں کی فوج کے مانند نظر آتے ہیں جیسے ہاتھی سونڈ سے پانی پیتا ہے اور پھر خارج کر دیتا ہے ویسے ہی بادل بھی پانی کو سمندر سے حاصل کرکے زمین پر ڈالدیتے ہیں اِسلئے ایراوت اندر کا ہاتھی بیان کیا گیا ہے۔

आयुधानामहं वज्रं धेनूनामस्मि कामधुक् ॥

प्रजनश्चास्मि कन्दर्पः सर्पाणामस्मि वासुकिः ॥२८॥

الیضاً	(۲۸) میں ہتیاروں میں بجر ہوں گئووں میں کامدھینو اسباب تولید میں خواہش ہوں اور ساپنوں میں واسوکی۔

بجر ہتیاروںمیں اور میں کامدھین گئووںمیں ہوں		فعل حیوانی میں خواہش واسوکی ساپنوںمیں ہوں

بجر زمانہ گذشتہ میں کسی قسم کا نہایت خوفناک ہتیار رہا جس کی صورت اب معلوم نہیں ہو سکتی کامدھین گئو سے چارپایہ کی قسم مراد نہیں جسکی بدولت گھی۔ دودھ۔ دہی۔ وغیرہ دستیاب ہوتے ہیں بلکہ اسکا اشارہ اوس علم حقیقت پر ہے جسکے حاصل کرنے سے تسکین ہوتی ہے اور کسی شے کی تمنا نہیں رہتی تولید کے وسایل میں انسان کی خواہش سب سے بڑا جزو ہے۔ واسوکی ایک قسم کا نہایت زبردست سانپ ہے۔

अनंतश्चास्मि नागानां वरुणो यादसामहम् ॥

पितृणामर्यमा चास्मि यमः संयमतामहम् ॥२९॥

الیضاً	(۲۹) میں ناگوں میں اننت ہوں۔ مادہ بارہ کے موکلوں میں ورون ہوں متوفیوں میں اریمان ہوں اور حاکموں میں یم۔

میں ہوں ناگوںمیں اننت اور ابرباران میں وردن		اریما متوفیوں میں حاکموں میں کارکن ہے

بھاگوت پوران میں یہ بیان درج ہے کہ وشنو بھگوان شیش ناگ کے اوپر آرام کرتے تھے اور لکشمی جی اونکے پاؤں دباتی تھیں بھگوان کی ناف سے کنول پیدا ہوا اور اُس کنول میں سے برھما جی پیدا ہوئے اور وہ سالہا سال تک اوسکی ڈنڈی میں اوپر تلے ڈورتے رہے اب اگر اسکے معنی پر معقولات اور انصاف کے ساتھ غور کیا جاوے تو ثابت ہو جائے گا کہ یہ بھی حضرت انسان کا بیان ہے وشنو بھگوان پورش یعنی ذات پاک کا نام ہے لچھمی جی پرکرتی یعنی قدرت کاملہ ہے شیش ناگ رگیں ہیں جو کل جسم میں بکثرت پھیل رہی ہیں کنول نرخرہ ہے اور اوسکا پھول دماغ ہے جسمیں برھما جی یعنی پندار انفاس کے بالائی پایں حرکتوں کے سبب سے پیدا ہوتا ہے۔

प्रह्लादश्चास्मि दैत्यानां काला कलयता महम् ॥
मृगाणांच मृगेन्द्रोऽहंवैनतेयश्च पक्षिणाम् ॥३०॥

ایضاً	(۳۰) دیتوں میں پہلاد ہوں فنا کرنیوالوں میں کال ہوں چارپاؤں میں شیر ہوں اور پرندوں میں گرڑ۔

دیتوں میں ہوں میں پہلاد اد زمانوں میں فنا		کل پرندوں میں گرڑ۔ شیر ببر ہوں چار پا

پرہلاد بھگت فرقہ جہلا میں پیدا ہو کر اور پرورش پاکر بھی طالب صادق اور عارف کامل ہوتے ہیں اور ایسی پیدائش بیشک عجیب ہے زمانہ سے بڑھکر کوئی شے فنا کرنے والی نہیں ہے کیونکہ جو شئے پیشتر ہمارے سامنے تھی اور اب موجود نہیں ہے سمجھنا چاہئے کہ وہ زمانہ کے دائرہ فنا میں آئی ہے صاف ظاہر ہے کہ درندوں میں شیر سب سے زبردست ہے اور پرواز کرنیوالوں سے سب سے زیادہ اڑنیوالا خیال ہے جسکا نام گرڑ رکھا گیا ہے۔

पवनः पावता मस्मि रामः शस्त्र भृता महम् ॥
झषाणा मकरश्चास्मि स्त्रोत सामस्मि जाह्नवी ॥३१॥

ایضاً	(۳۱) تیز رفتاروں میں ہوا ہوں ہتیار باندھنے والوں میں رامچندر ہوں دریائی جانوروں میں مگر ہوں۔ دریاؤں میں گنگا

میں ہوا چلنے میں ہوں لڑنیمیں دشرتھ کا پسر		میں ہوں دریاؤں میں گنگا مچھلیونمیں ہوں مگر

ہوا کی رفتار کل مادی اشیاء سے زیادہ ہے یعنی کوئی مادی شے ذی روح خواہ غیر ذی روح ہوا سے بڑھکر تیز رو نہیں ہے گو روشنی اور طاقت برقی ہوا سے زیادہ رفتار رکھتے ہیں مگر چونکہ وہ وزن نہیں رکھتے مادی اشیاء نہیں کہے جاسکتے شری رامچندر جی سپہ گری کے فن میں یکتا تھے اور رامچندر جی اور کرشن جی دونوں ذات واحد کے اوتار تھے کثرت کا خیال جہل و نادانی کا نتیجہ ہے علم ذات وحدت کو ثابت کرتا ہے۔ دریائی جانوروں میں مگر زبردست ہے اور تمام دریاؤں میں گنگا سب سے اعلیٰ ہے۔

सर्गाणामादिरन्तश्च मध्यम् चैवाहमर्जुन ।।
अध्यात्म विद्या विद्यानां वादः प्रवदतामहम् ।। ३२ ।।

ایضاً (۳۲) اے ارجن میں موجودات کی اِبتدا۔ وسط اور انتہا ہوں علموں میں علم خود شناسی ہوں۔ مباحثوں میں بحث ہوں۔

میں ہوں موجودات کا آغاز و وسط و خاتمہ ؛		حکمتوں میں خود شناسی منطقوں میں فلسفہ

عالم کا ظہور و غیوب ذات پاک کی قدرت کا تماشہ ہے اور وہ ذات ماضی حال اور مستقبل تینوں زمانوں میں بدستور ہے علم خود شناسی جو اُسکی شناخت کا ذریعہ ہے کبھی فنا نہیں ہوتا اور سب علوم معرض فنا میں آجاتے ہیں۔

अक्षराणामकारोऽस्मि द्वन्द्वः सामासिकस्य च ।।
अहमेवाक्षयः कालो धाताहं विश्वतोमुखः ।। ३३ ।।

ایضاً (۳۳) میں حرفوں میں الف ہوں۔ سماسوں میں میں دوند ہوں اور وہ زمانہ ہوں جسکی اِنتہا نہیں ہے اور عالم کا صانع ہوں جو کہ ہر سمت میں موجود ہے۔

میں ہوں حرفوں میں الف ترکیب لفظی میں عطف		ذات لافانی کی صورت نور افگن ہر طرف

انسان سب سے پہلے ندائے الف کا بولنا سیکھتا ہے چنانچہ کل زبانوں کے حروف تہجی میں وہ اوّل حروف قرار دیا گیا ہے۔ وہ بصورت حرف علت ہر زبان کے الفاظ میں بکثرت اِستعمال ہوتا ہے۔ اور دیگر حروف پر فضیلت رکھتا ہے دو لفظوں کی ترکیب سے تیسرے لفظ کے پیدا کرنیکو سماس کہتے ہیں دوند اسکی ایک خاص قسم کا نام ہے ذات باوجود اس کے کہ وہ عالم کو ظہور دیتی ہے خود زمانہ میں محدود نہیں ہوتی۔

मृत्युः सर्वहरश्चाहमुद्भवश्च भविष्यताम् ।।
कीर्तिः श्रीर्वाक्च नारीणां स्मृतिर्मेधा धृतिः क्षमा ।। ३४ ।।

ایضاً (۳۴) میں سب کو معدوم کرنیوالی موت ہوں اور آنیوالی نسل کی پیدائش

کا مخزن ہوں۔ میں عورتوں میں اون کی نیک سیرتی۔ خوبصورتی۔ سشرین بانی۔ یاد
تیز فہمی مستقل مزاجی اور برداشت ہوں۔

میں ہوں پیدائش کا منبع اور مخزن موت کا	عورتوں میں خلق و نیکی حافظہ حلم و حیا

बृहत्साम तथा साम्नां गायत्री छंदसा महम् ॥
मासानां मार्गशीर्षोऽहमृतूनां कुसुमाकरः ॥३५॥

ایضاً (۳۵) میں سب سُروں میں برہت سُر ہوں اور تالوں میں گائیتری تال
ہوں مہینوں میں منگسر اور موسموں میں بہار کا موسم۔

تال ہوں گائیتری۔ راگوں میں برہت کا ملہار	میں مہینوں میں ہوں منگسر موسموں میں ہوں بہار

سام وید کی مختلف آہنگوں میں سے برہت الحان کو خصوصیت دیگئی ہے جیسے کہ فی زمانہ جوگیا اساوری کو فقرا لوگ قوالی گاؤں میں پسند کرتے ہیں اور اوسکا اثر طبیعت پر زیادہ ہوتا ہے گائیتری چھند یعنی وزن بحر نہایت دلپذیر اور عمدہ ہے۔ منگسر کے مہینہ میں اہل ہند کی جسمانی صحت ترقی پاتی ہے مطلع صاف ہوتا ہے۔ اور تپش آفتاب کم ہوتی ہے۔ بہار کا موسم خوشگوار ہوتا ہے اور اُسوقت خون میں حرارت پیدا ہونی شروع ہوتی ہے۔

द्यूतं छलयतामस्मि तेजस्तेजस्विनामहम् ॥
जयोऽस्मि व्यवसायोऽस्मि सत्त्ववतामहम् ॥३६॥

ایضاً (۳۶) میں فریبوں میں قمار ہوں صاحب جلال میں جلال ہوں اور
طاقتوروں میں طاقت کوشش اور فتح ہوں۔

شان ہوں میں شان والوں میں فریبوں میں جوا	زور و کوشش کامیابی ہوں میں طاقتدار کا

دُنیا ایک قمار خانہ ہے اور اس میں نقدی وقت ہے جو وقت کو ضایع نہیں کرتا وہ جیتا ہوا قمار باز ہے باقی سب ہارے جواری ہیں۔ انسان اپنے آپکو طاقتور سمجھتا ہے اور کوشش اور فتح کا ذریعہ اور فاعل قرار دیتا ہے دراصل وہ طاقت۔ کوشش اور فتح قدرت کی بخشایش ہوتے ہیں۔

वृष्णीनां वासुदेवोऽस्मि पांडवानां धनंजयः ॥
मुनीनामप्यहं व्यासः कवीना मुशना कविः ॥३७॥

ایضاً

(۳۷) میں برشنی کی اولاد میں کرشن ہوں۔ پانڈوؤں میں ارجن ہوں عارفوں میں ویاس ہوں۔ شاعروں میں اوشنا۔

کرشن ہوں یادوں میں ارجن پانڈووں میں پیشوا		عارفوں میں ویاس ہوں اور شاعروں میں اوشنا	

یہ کلام ذات نامتناہی کا ہے جو قدیم لازوال اور محیط ہے اور جو کرشن ارجن اور ویاس وغیرہ میں آشکارا ہوتی ہے ارجن اُسوقت تک علم ذات سے ناواقف تھا اور اپنے آپ کو اور کرشن بھگوان کو جدا خیال کرتا تھا اِس موقع پر ظاہر کر دیا گیا ہے کہ اُسکا یہ پندار غلط ہے کرشن بھگوان اور وید ویاس جی مصنف بھگوت گیتا بھی موجد کی نظر میں جدا نہیں ہو سکتے کیونکہ انانیت کیوجہ سے کثرت نظر آتی ہے استغراق کی حالت میں کل عالم ذات واحد کا جلوہ تیز ہوتا ہے۔

दंडोदमयतामस्मिनीति रस्मि जिगीषिताम् ॥
मौनं चैवास्मि गुह्यानां ज्ञानं ज्ञानवता महम् ॥३८॥

ایضاً

(۳۸) میں حاکموں میں اختیار سزا ہوں۔ راجاؤں میں تدبیر ملکی۔ اسرار میں خموشی ہوں۔ عالموں میں علم

ظالموں میں ظلم ہوں راجاؤں میں فرزانگی		عالموں میں علم اور اسرار میں ہوں خامشی	

جب تک کسی شخص کو اختیارات سزا حاصل ہیں وہ حاکم کہلاتا ہے۔ اختیارات کے چھن جانے پر اوس کی حکومت ختم ہو جاتی ہے۔ ظاہر ہے کہ امن اور فتحیابی تدبیر ملکی پر منحصر ہوتی ہیں خاموش رہنے سے انسان کے دل کا حال پوشیدہ رہتا ہے گفتگو اوسے ظاہر کر دیتی ہے۔

यच्चापि सर्व भूतानां बीजं तदह मर्जुन ॥
न तदस्ति विना यत्स्यान्मया भूतं चराचरम् ॥३९॥

ذات کل عالم کا غیر فانی تخم ہے اور محیط ہے

(۳۹) اے ارجن کل مخلوقات کا تخم میں ہی ہوں کوئی شے متحرک اور غیر متحرک

ایسی نہیں ہے جس میں میں نہیں ہوں۔

اے دھننجے تخم ہوں میں ساری موجودات کا		کون ساکن اور متحرک میں ہے میرے سوا	

नान्तोऽस्ति मम दिव्यानां विभूतीनां परंतप ॥
एष तूद्देशतः प्रोक्तो विभूतेर्विस्तरो मया ॥४०॥

اسکی قدرت کے جلوے لاانتہا ہیں	(۴۰) اے ارجن میرے نادر جلووں کی کوئی انتہا نہیں ہے یہ تو میں نے اپنے جلووں کا مختصر بیان کیا ہے۔

در حقیقت میرے نادر شعبدے ہیں بیشمار		گرچہ میں نے اب انہیں ظاہر کیا بالاختصار	

قدرت کاملہ کے جلوے بے شمار اور حیطہ بیان سے باہر ہیں اِس ادھیا میں صرف اُن میں سے چند کا مختصر بیان کیا گیا ہے۔

यद्यद्विभूतिमत्सत्त्वं श्रीमदूर्जितमेव वा ॥
तत्तदेवावगच्छ त्वं मम तेजोंऽशसंभवम् ॥४१॥

اسکی قدرت کے ایک کرشمہ نے کل عالم کو نمود دیا ہے۔	(۴۱) جو شے کمال یا خوبصورتی۔ یا قوت رکھتی ہے جان لے کہ وہ میرے نور کے ایک شمّہ سے پیدا ہوئی ہے۔

جسمیں طاقت خوبی و تکمیں ہو یہ جان لے		اسکی پیدائش ہے اک شمہ سے میرے نور کے	

جن جن اشیاء میں کمال یا خوبصورتی یا زور پایا جاتا ہے سمجھنا چاہیئے کہ ذات پاک کے قدرت کی ایک ذرہ سے اون سب کو ظہور دیا ہے۔

अथवा बहुनैतेन किं ज्ञातेन तवार्जुन ॥
विष्टभ्याहमिदं कृत्स्नमेकांशेन स्थितो जगत् ॥४२॥

الغرض کل عالم ذات واحد کا عکس ہے	(۴۲) اے ارجن اس بیان کو طوالت دینے سے کیا فائدہ حاصل کلام یہ ہے کہ میں نے ایک شمّہ سے اس کل عالم کو نمود دے رکھا ہے۔

بھلا کہتا ہوں میں اب چھوڑ کر طول کلام		میرے اک ذرے میں ہے اس سارے عالم کا قیام	

جہان جملہ فروغ نورِ حق دان - حق اندر وے ز پیدائیست پنہان -

دسویں ادھیا کا خلاصہ اوس کے آخری منتر میں درج ہے کہ تمام عالم کو قادر مطلق نے اپنے ایک شمہ قدرت میں قایم کر دکھایا ہے جیسے آنکھ کی تپلی میں سارا عالم سمایا ہوا محسوس ہوتا ہے اسیطرح جو شمہ قدرت بطون سے باہر کو آتا ہے کاری کائنات اُسی میں مضمر پائی جاتی ہے اب اُسکی تشریح اِس نقشہ میں دکھو بیچ کے خانہ میں ایک نقطہ ہے جیسے سنسکرت میں اشون یا چیتن بند وکہتے ہیں یہی شمہ قدرت ہے اور ایکو مادّہ حیات یعنی جیو اور ایک کا اولین عدد شمار میں سمجھنا چاہیے - قانون قدرت کی کشش سے تجنیس اور افزونی لازمی ہوتی ہے اِس لئے بہت سے نقطوںکے مجموعہ کا نام خط یا رکھا کھلاتا ہے اور چونکہ خط میں دو نقطہ اوّل و آخر میں ظاہر ہوتے ہیں اِسواسطے وہ دو کا عدد اور وشنو مورتی کہلایا ہے اوسے تجنیس کے قانون سے جیسے نقطہ نے افزوں ہو کر خط بنایا ہے خط نے ایک اور نیا خط پیدا کرکے مثلث کی شکل اختیار کی ہے - وجہ یہ ہے کہ ایک خط کا ہونا صرف طول کو ثابت کرتا ہے اور وہ کالی یا زمانہ کا روپ ہے جمیں ماضی و مستقبل دو نقطے لانہائی ہیں اِس خط سے عرض یعنی وسیع ظاہر نہیں ہو سکتا تھا مگر اِس دوسرے خط نے اوسی پہلے خط سے ملکر مثلث کی شکل بنائی ہے یعنی عرض و طول دونوں پیدا کر دیئے ہیں اور یہ شیو کا سروپ ہوا جو ترشول دہاری اور ترنیتر کہلاتا ہے اور نیز فنا کا دیوتا مانا جاتا ہے چنانچہ جتنے ہتیار کاٹنے والے ہیں اون سب کی شکل مثلث ہوتی ہے اِسطور تین کا عدد ظاہر ہوتا ہے قانون قدرت کے بموجب دُنیا میں اصلی عدد تین ہی ہیں اور دیگر اعداد ان کی اِجتماع سے بنے ہیں - ایک عدد کا خیال بغیر اجتماع تین کے ہو نہیں سکتا جب تک عالم اور علم بینیدہ اور بینائی باہم نہو دیں تب تک معلوم یا دیدار ظہور میں نہیں آ سکتے یعنی ناظر نظر و منظور تینوں کے موجود ہوئے بغیر کوئی فعل نہیں بن سکتا بطرز دیگر یوں سمجھے کہ سفید کاغذ پر ایک خط بنایا جاوے تو وہ کاغذ کی سطح کے دو حصّہ کر دیتا ہے یعنی دو سطح اور ایک خط تین کی موجودگی ہیں ایک خط کا ہونا ثابت ہو سکتا ہے علیٰ ہذا دو خطوں کے درمیان اگر فصل واقع نہو وے تو دو کا ہونا موہوم ہو جاتا ہے دو خط اور ایک فصل تین کے مشمول ہونے سے دو کا علم

پیدا ہوتا ہے اسیکو تثلیث یا ترپٹی کہتے ہیں اور یہ تین گن ست رج اور تم کا مجموعہ ہے جو لوگ توحید دوئی اور تثلیث کی بحث کیا کرتے ہیں اگر وہ اسکے معنی کو بخوبی سمجھ جاویں تو یہ جھگڑا باہمی اس عالم سے معدوم ہو جائے خلاصہ یہ ہے کہ اس تثلیث کو جس کا اوپر بیان ہو چکا ہے عارفوں نے کارن ترپٹی یا تثلیث علم الہیات مانا ہے دوسری تثلیث علم ریاضی یا سوکہشم ترپٹی کہی جاتی ہے یعنی علمی مثلث پر جب ایک اور نقطہ حسب قاعدہ قدرت کے افزوں ہوا تب وہ بشکل مربع اور چار کا عدد قرار دیا گیا یہی برہما کا روپ اور رجوگن کی مورتی تصور ہوئی اور اسی وجہ سے برہما چار مکھی کہا گیا ہے۔ اس کے بعد جب مثلث پر خط بڑہا یعنی تین اور دو کا اشتمال ہوا تب شکل مخمس پیدا ہوئی اور من کی صورت قرار دیگئی اگرچہ من کی کوئی خاص صورت نہیں ہے مگر جب حواس اور پنج عنصر کی گرہ بندہ جاتی ہے تو وہ مجموعہ من کہلاتا ہے اور اسی بنیاد پر رودر کو جو من کا دیوتا ہے پنج مکھی بنا کر پوجتے ہیں اور یہ پانچ مکھہ خاک[1] - آب[2] - آتش[3] - ہوا[4] اور خلا[5] سمجھنے کے واسطے دکھائی گئی ہیں اور یہ پانچوں من میں موجود ہیں من کا فعل ماننا یعنی تسلیم کرنا ہے ہر شے کا علیحدہ علیحدہ ماننا من سے ہوتا ہے اور یہ عالم کی صورت ہے جو پنجگانہ ظاہر ہو رہی ہے اسی واسطے یہ پانچ کا عدد قرار دیا گیا۔

زاں بعد دو مثلثوں کے اکٹھا ہونے سے مسدس کی شکل نمودار ہوئی اور چھ کا عدد ظاہر ہوا جس نے شکل اکاس کی پائی اور اوس کی چھ سمت پورب پچھم - دکھن - اتر اوپر اور نیچے بسیط ہو گئے تین کا عدد دوبارہ ہو کر چھ کا عدد یعنی کارن سے سوکہشم ترپٹی بن گیا

پھر ایک نقطہ علم طبعی یا مادی کا جسے سنسکرت میں استھول کہتے ہیں ایزاد ہوا اور اوس نے سات کے عدد کو ظاہر کیا یعنی چھ کون والے اکاس میں حرکت پیدا ہونے سے ہوا ابھر گئی اور وہ ساتویں کہلائی

بموجب قاعدہ قدرت دو مثلثوں کے مجموعہ پر ایک خط کے افزوں ہونے سے آٹھ کون کی صورت نمودار ہوئی اور اُس نے آٹھ کے عدد کو ظاہر کیا اور وہ آتش کہلائی جو ہوا کی حرکت میں موجود رہتی ہے اور اُسی سے پیدا ہوتی ہے تین مثلثوں کے جمع ہونے سے تین تیے نو کا عدد ظاہر ہوا یعنی پانی جو حرارت سے پیدا ہوتا ہے آشکارا ہو گیا۔ اِس کا ظہور ہوتے ہی اول نقطہ یعنی اولین عدد اِن سب کے حجاب میں آ گیا اور بجائے اُس کے دسواں عدد بصورت خاک وجود میں آیا۔

علم ہندسہ کے بموجب قوٰی حرکت یا عدد صفر میں پوشیدہ رہتے ہیں اور ایک کا ہندسہ علیٰحدہ معلوم ہوتا ہے یہی باعث ہے کہ ایک صفر اور ایک کے عدد کے ملانے سے ۱۰ دس کا عدد بنتا ہے ایک کی قیمت ایک سے زیادہ نہیں ہو سکتی اور صفر کی قیمت کچھ نہیں مانی جاتی ہیں۔ کچھ نہیں اور ایک عدد کے ملنے سے دس نہیں بن سکتے ہیں صفر تو اعداد کے بعد پیدا ہوتا ہے تو عدد مخفی طور پر اوسمیں مشمول رہتے ہیں اِسلئے وہ ایک کے عدد سے بلکہ دس کے عدد کو ثابت کرتا ہے کسی سطح پر آٹھ نقطہ لگا کر اون کو خطوط سے باہم ملانے سے ہشت پہلو شکل پیدا ہوگی نو نقطوں یا اوس سے زیادہ نقطوں کے لگانے پر دائرہ یا صفر بننے لگتا ہے۔ بالفاظ دیگر دائرہ کا خط کاغذ کی سطح کو دو حصوں میں ایک کو اندر اور دوسرے کو باہر دکھاتا ہے سطح کو پورکھ یعنی اصل کہتے ہیں اور سیاہی کا خط مایا یا فرع موسوم ہوا ہے اگر کاغذ کی سطح سے وہ سیاہی مٹا دیجاوے تو کاغذ کا صفحہ صاف ہو جاتے اور اندر اور باہر کا خیال رفع ہو جائے اگر کسی سے صفر کے معنی پوچھے جاویں تو جواب یہی ملتا ہے کہ کچھ نہیں اِن الفاظ کے معنی سمجھنے چاہئیں یعنی کچھ کہنے کی کیا مُراد ہے اور اوسی کے ساتھ نہیں کہنے کا کیا مطلب ہے کچھ اوسے کہتے ہیں جو حواس سے جانا نجاوے اور نہیں کا کہنا اوسکی نفی ظاہر کرتا ہے۔ یعنی علم ذات کچھ ہے جو یقین میں آسکتا ہے بیان میں نہیں آتا۔ عِلم صِفات تغیر پذیر اور مثل سایہ کے بے وجود ہے جسے نفظ نہیں کا جتاتا ہے اِس اوپر کے اِس بیان سے کچھ نہیں کہنے کے معنی کچھ سمجھ میں آجاوینگے المختصر ذات کچھ یعنی ہست ہے جس پر کوئی اِطلاق نہیں آتا اور صِفات نہیں یعنی نسیت ہے اگرچہ حواس اوسکی شہادت دیتے ہیں

اِس تصویر میں خاک آب و آتش وغیرہ الفاظ ایک جانب رنگین دائروں کے مقابل لکھے ہوئے ہیں اور اون سے غرض رنگوں کے امتیاز کی ہے یعنی مٹیالا رنگ ہر تصویر میں خاک کو ہلکا آبی پانی کو لال رنگ آتش کو ہرا رنگ ہوا کو نیلا رنگ خلا کو اندھیرے کا رنگ من کو زرد رنگ بدھی کو کتھئی رنگ اہنکار کو گلابی رنگ چیتن یعنی مادہ حیات کو تعبیر کرتا ہے دوسرے خانہ سے اوپر کے چار درجہ اکھشر یعنی لافانی کو اور نیچے کے چھ اکھشر یعنی فانی کو جتاتے ہیں تیسرے خانہ میں دیہہ شبد و شرتی وغیرہ الفاظ جو لکھے ہیں وہ نیشد یکتی یعنی طریقہ فنا کی منازل کو اسطرح سمجھاتی ہیں

کہ جسم کو اسم میں اور اسم کو خیال میں محو کرنا چاہئے اور اس سے اوپر اشراق کی منزل ہے جسمیں علم اشراق کو مادہ حیات میں اور مادہ حیات کو عالم میں اور عالم کو علم میں اور علم کو معلوم میں فقدان کردینے سے آخر میں علم خالص رہجاتا ہے اسی کا نام گیان اوستھا ہے اور اس حالتمیں کچھ عرصہ قایم رہنے سے دیگیان یا کیولیہ اوستھا ملتی ہے جسے بقا کا کیف کہتے ہیں اور جو انسانی ادراک کی انتہا ہے۔

درمیانی خانے کے دونوں طرف ایک سے دس تک کے عدد ایک جگہ اوپر سے نیچے تک بڑھتے ہوئے نزول قدرت یا دہی کو دکھاتے ہیں دوسری طرف کے نیچے سے اوپر کو بڑھتے ہوئے تشید یعنی پے جننی کے طریقہ کو ظاہر کرتے ہیں اوپر کے نقطہ کی دسویں منزل یعنی انتہا خاک کا کرہ ہے دوسری جانب خاک سے عروج کرتے کرتے دسویں منزل یعنی شدہ برہم کے نقطہ کا عین الیقین ہو جاتا ہے۔

نزول کے عددوں سے آگے جو خانہ ہے اوس میں تثلیث کی شکلیں دو طرح سے دکھائی ہیں نقطہ کو ایک شمار کرنے سے تین تثلیث کے بعد دسواں عدد نمایاں ہے۔ اور دو عدد سے چار تک اور پانچ سے سات تک اور آٹھ سے دس تک جو تین تثلیث نظر آتی ہیں۔ ادن میں نقطہ اولین تثلیثوں سے اوپر اور علیحدہ دکھلاتا ہے اور یہ تشید کی یکمتی سے گن اتیت کہلاتا ہے اسکی شرح ادھیا ۱۴ میں ملیگی مگر اسی خانہ میں تین گنوں کی تقسیم بھی کمی و بیشی یعنی سامان اور وشیش کے قاعدہ سے ظاہر کر دی گئی ہے یعنی پہلی ہیش کی ترپٹی میں ستوگن غالب یعنی پردہان اور رج اور تم مغلوب ہے علی ہذا دوسرے برہما کی ترپٹی میں رج غالب اور ست و تم مغلوب ہے اسیطرح تیسرے بشنو کی ترپٹی میں تم غالب اور رج اور ست مغلوب اپنے اپنے درجے پر آشکارا ہوتی ہیں اور سب سے نیچے تینوں گنوں کا مجموعہ وراٹ ہے جو دسواں عدد بنتا ہے۔

آخری خانہ میں تشبیہ و تنزیہ یعنی مورتیمان و اموریتمان جنہیں متشکل و غیر متشکل بھی کہتے ہیں اون کی تقسیم دکھائی گئی ہے خاک آب و آتش میں عنصر متشکل ہیں ان سے اوپر کے سب غیر متشکل قرار دیئے گئے ہیں۔ حاشیہ پر جو رنگین دائرہ دکھائے گئے ہیں وہ وید کے بیان کئے ہوئے دیوتاؤں کی صورتین ہیں جن سے نظام عالم کا ہو رہا ہے اور سب سے چھوٹا سا جو نیلے رنگ کا دائرہ زمین سے مشابہت رکھتا ہے

اوسیکو ڈبرد یوتا یعنی زمین کا بھنڈاری کہتے ہیں۔

اوس سے نیچے جو دو دائرہ خاکی و آبی ملے ہوئے ہیں وہ تصویر ورون دیوتا کی مانی گئی ہے تین طبقوں کے دائرہ کو جس میں خاکی۔ آبی۔ و آتشی مشتمل ہیں پرجاپتی ترلوکی اور استہول ترپی بھی کہتے ہیں چار دائرہ مشتملہ کی صورت مرت دیوتا کی سمجھی گئی ہے اور اوس میں چوتھا چرخ ہوا کا مشمول ہے پانچ دائروں کی مشترکہ شکل رودر دیوتا کی ہے جو پانچوں عناصر کا مجموعہ ہے۔

چھٹی مورتی اندر دیوتا کی ہے جسمیں ہوا۔ اکاس۔ اور من کی تین امورت یعنی بے شکل چرخ باہم پیوست ہیں ساتویں واسدیو دیوتا کی صورت ہے جسمیں ساتوں طبقہ شامل ہیں اور وہ سب میں محیط ہونے کی وجہ سے واسدیو کہا جاتا ہے۔

آٹھویں چکر میں آہنکار بدھی اور چیتن ان تینوں کے ملاپ سے پورکھ کا سروپ مانا گیا ہے اِس میں آہنکار تو ہرنیہ گربھ کی صورت اور بدھی انتہائے خاک تک جانے سے وراٹ کی مورت اور چیتن دونوں میں محیط اور بسیط کی وجہ سے پورکھ یعنی سب میں پورا کہلایا ہے۔

نویں چکر میں بارہ اروں کا نشان ویش یعنی بساط اور دسویں چکر میں سیاہی کا دائرہ کال یعنی زمانہ کو دکھاتا ہے اِن دونوں کے باہم ملنے سے جیسے کہ دھاگہ کی تانے اور بانے سے وصلچہ رنگین و نقش دار بن جاتا ہے وستو پیدا ہوتی ہے یعنی برہم کا عکس ویش ہرنیہ گربھ کا عکس کال اور وراٹ کا عکس وستو کو سمجھ لینا چاہیے۔

ناظرین جو دقایق اوپر بیان کئے گئے ہیں وہ اس دسویں ادھیاد بھوتی یوگ نام کے جلوے اور حقایق کو کھولتی ہیں تاوقتیکہ اِس نقشہ کو سامنے رکھکر ایک ایک عدد اور لفظ کو بغور اور متواتر نہ سمجھا جاوے اصلی مراد اِن کی سمجھ میں نہیں آتی تاہم ہر ایک شخص جو حرف اِسکو پڑھ لیگا حسب لیاقت اپنے کچھ نہ کچھ معنی اِس کے اخذ کریگا۔ جو شخص اپنشدوں سے واقف ہوگا وہ بخوبی معنی اِسکے حل کر سکے گا کہ بھگوت گیتا اونیشدوں کا خلاصہ ہے۔

इति श्री मद्भगवद्गीता सूपनिषत्सु ब्रह्म विद्यायां योग शास्त्रे श्रीकृष्णा र्जुन संवादे विभूति योगो नाम दशमोऽध्यायः ॥१०॥

شری بھگوت گیتا کے مخفی علم الوہیت کے طریقت کے بارہ میں کرشن اور ارجن کی تقریر کی دسویں ادھیا موسوم بہ وبھوتی یوگ ختم ہوئی

دسویں ادھیا کا خلاصہ

اجسام صفاتی قوتوں سے بنتے ہیں اور وہ صفاتی قوتیں ذات پاک کی قدرت کی مختلف اشکال ہیں اور ذات اون اجسام میں جو اوس کی قدرت سے ظہور پاتے ہیں اور کیثر نظر آتے ہیں جلوہ گر ہوتی ہے اور اپنا تماشا آپ دیکھتی ہے۔ جو بشر انانیت کو ترک کرکے پہچان لیتا ہے کہ ذات قدیم لازوال اور کل اجسام میں محیط ہے وہ جان جاناں ہوجاتا ہے اور سرور وصال حاصل کرتا ہے اور جو لوگ انانیت کو درست مانکر کثرت پر نظر رکھتے ہیں وہ ذات واحد کے ادراک سے بے نصیب رہتے ہیں۔ پس انسان کو چاہیئے کہ وہ انانیت کو ترک کرکے ذات واحد کا دیدار بطون میں حاصل کرے۔

گیارہویں ادہیا وشو روپ درشن

अर्जुन उवाच

मदनुग्रहाय परमं गुह्यमध्यात्मसंज्ञितम् ॥
यत्त्वयोक्तं वचस्तेन मोहोऽयं विनितो मम ॥१॥

ارجن نے کہا

تلقین بالا سے نادانی دور ہوئی	(۱) میرے حال پر مہربانی فرماکر جو آپ نے علم خود شناسی کے اعلیٰ اسرار بیان کئے اون سے میری نادانی رفع ہوئی۔

سنکے علم خود شناسی کے رموز سرمدی	آپکی تلقین سے میری رفع نادانی ہوئی

دسویں ادہیا کے آخری منتر میں بیان ہوچکا ہے کہ ذات پاک نے اپنی قدرت کے ایک شمہ سے کل عالم کو نمود دے رکھا ہے گیارہویں ادہیا میں اوس کیفیت کا مشاہدہ درج ہے۔

भवाप्ययौ हि भूतानां श्रुतौ विस्तरशो मया ॥
त्वत्तः कमलपत्राक्ष माहात्म्यमपि चाव्ययम् ॥२॥

قدرت کاملہ اور اجسام کے ظہور و غیوب کی کیفیت دریافت ہوئی	(۲) اے نرگس چشم میں نے آپ سے اجسام کی پیدائش فنا اور نیز غیر فانی قدرت کا مفصل حال سنا۔

رازِ قدرت اور مخلوقات کا بود و فنا	آپکے الطاف سے میں نے مفصل سن لیا

एवमेतद्यथात्थ त्वमात्मानं परमेश्वर ॥
द्रष्टुमिच्छामि ते रूपमैश्वरं पुरुषोत्तम ॥३॥

اب آپ کی قدرت کا مشاہدہ چاہتا ہوں	(۳) اے قادر مطلق اور ذات پاک۔ آپ نے اپنی حقیقت جیسے بیان فرمائی ویسی ہی ہے (اب) میں آپ کی قدرت کاملہ کو دیکھنا چاہتا ہوں۔

آپنے اپنی حقیقت جیسی فرمائی بیان ذات پاک اور قادر مطلق کرم فرمائیے	ویسے ہی ہیں آپ بیشک یہ ہوا مجھ پر عیاں جلوہ اپنی قدرت کامل کا اب دکھلائیے

मन्य से यदि तच्छक्यं मया द्रष्टुमिति प्रभो ॥
योगेश्वर ततो मे त्वं दर्शयात्मान मव्ययम् ॥४॥

اوسے دکھائے۔

(۴) اگر آپ سمجھتے ہیں کہ میں اوس کو دیکھنے کی قابلیت رکھتا ہوں تو آپ مجھے اپنا وہ لازوال ظہور دکھائے۔

گر میں لاسکتا ہوں تابِ دید خورشید جلال — تو مجھے دکھلا دے اپنا ظہور لازوال۔

श्री भगवानुवाच – पश्य मे पार्थ रूपाणि शतशोऽथ सहस्रशः ।
नाना विधानि दिव्यानि नाना वर्णा कृतीनि च ॥५॥

شری کرشن نے فرمایا

جواب مشاہدہ کر بیشمار جلووں کو

(۵) دیکھ میرے ظہور سینکڑوں بلکہ ہزاروں طرح طرح کے عجیب اور مختلف رنگ اور صورت والے۔

ہوش کر اور دیکھ ارجن میرے جلوے بیدرنگ — بعید و بے انتہا نادر عجائب رنگ رنگ

पश्यादित्यान्वसून्रुद्रानश्विनौ मरुतस्तथा ॥
बहून्यदृष्टपूर्वाणि पश्याश्चर्याणि भारत ॥६॥

صفاتی قوتوں کو

(۶) اے ارجن تو بہت سے آدیتہ وسو – رودر اشونی کمار اور مروتو نکو دیکھ اور بہت سے عجائبات دیکھ جو تو نے پیشتر نہیں دیکھے۔

سب صفاتی قوتونکو دیکھ لے ارجن عیاں — اہل دنیا کی نگاہوں سے جو یکسر ہیں نہاں

منسلکہ تصویر کو جلوہ جہاں نما کہنا چاہئے اور وہ شائقین کے مطالعہ کے واسطے پیش نظر کی جاتی ہے تاکہ گیارہویں ادہیا کے معنی بخوبی سمجھ میں آجائیں۔ اس تصویر کو ہر وقت خیال میں رکھنے کی مزاولت سے اور ہر لفظ کے مراد اور معنی سمجھنے سے کشائش باطنی اخرالامر ہوتی ہے۔ کرشن اور واجب الوجود میں جو فرق معلوم ہوتا ہے وہ عقل کا نقص ہے جیسے احول کو ہر ایک شے دو نظر آتی ہے اور یہ احولیت اپنے اہنکار یعنی پندار کے فنا کئے بغیر ہرگز جا نہیں سکتی ہے۔

اِس تصویر عالم کو برہم باہیہ درشن اور وراٹ اور مہتو ہیان کہتے ہیں اور یہ اوس صفت جلالی کا بیان ہے جو ایک ایک ذرّے سے ظاہر ہوتی ہے۔

اِسی کو ویدوں کی رچاؤں نے جابجا مختلف ضمایر سے ظاہر کیا ہی اور اوپنشدوں نے اِس کے عملی طریقہ کو واضح طور سے اور تشریح کے ساتھ کھولا ہے۔

رگ وید کے پورکھ سوکت میں جس آدِ پورکھ کی تعریف کی ہے اوس کی یہ مورتی ہے اور اِس میں جو ہزاروں سر اور بے انتہا آنکھیں اور بے شمار پاؤں بتائے گئے ہیں اون سے وہ تمام عالم کو محاصرہ کرکے دس انگل پر مستقیم ہوا ہے وہ پورکھ ماضی اور مستقبل کا جاننے والا اور حیطہ سماعت سے باہر ہے اور غذا سے بڑھتا ہے یہ اوس کی قدرت ہے اور وہ اِن سے برتر ہے یہ کُل عالم اوسکے ایک قدم کے برابر ہے اور تین قدم اسکے عالم بالا میں بے زوال ہو کر ٹھیرے ہیں۔

اب غور کرکے سمجھیے کہ تین پاؤں تین ترپٹیاں ہیں جن میں تین گنوں کے حصص لیکر ۹ کا عدد بنا اور دسویں صفر کی صورت میں ظاہر ہوا اور ایک کا عدد قایم بالذات دسواں انگل ہی ایک کے عدد پر ایک صفر بڑھانے سے دس اور دو صفر لگانے سے سو اور تین صفر لگانے سے ہزار اور علیٰ ہذا اور صفروں کے بڑھنے سے اننت سنکھیا بنتی ہی اور اونکار کی چار ماترائیں اِسی صورت کو دکھاتی ہیں زمین پانی اور آگ کی ایک ترپٹی ترلوکی ہے جس کا نقشہ پرجاپتی مورتی میں اوپر دکھایا جاچکا ہے یہ سب سے اندر کے دائرے اوس تصویر کے ہیں اور اسواسطے اِس تصویر میں اِن تینوں دائروں کے گرد ایک حلقہ سفیدی کا دکھایا گیا ہے اور یہ استھول کہلاتے ہیں۔ دوسرے ترپٹی جو حدنظر سے برتر ہے اوس میں ہوا خلا اور من مشمول ہیں اور وہ سوکھشم ترپٹی ہے اوس کے گرد بھی ایک سفیدی کا خط نمایاں ہے۔ تیسرے ترپٹی جو سب سے اوپر ہے اوسے کارن ترپٹی یعنی علمی تثلیث کہتے ہیں جس میں بدھی اہنکار اور چیتن کے تین دائرے مشمول ہیں یہ تین علم عالم اور معلوم کی قوتیں ہیں اور اِن میں کوئی واقعی فاصلہ نہیں ہے صرف تفہیمی ہی اور اِن کے مجموعہ کا نام گیان ہے۔ اِنمیں بدھی برہما کا روپ ہے اہنکار شیو کا اور چیتن وشنو کا سروپ ہے اور یہ

نویں قوت بسیط اور سب کا آدہار ہو کر ایشر اور واسدیو نام سے مشہور ہے اور یہی جیو لوک
اور مادہ حیات کل جانداروں کی ہے یعنی اوس سے زندگی سب کی ہوتی ہے - دسویں قوت جو کاغذ
کی مانند شفا اور بسیط ہے اور جسپر جزو کل کا نقش بنا ہے اصلی ذات ہے جسے پرشوتم کہتے ہیں اور ان
سب کے محو ہو جانے پر وہ درجہ حاصل ہوتا ہے جسے دگیان بد ہیہ مکت یا نروکلپ سمادہ کہا گیا ہے
اور جیسے کرشن بھگوان نے اپنا پرم دہام بتلایا ہے نیچے کے تین پاؤں اور چوتھے ارد ماترا اوم
کے اسی کو ظاہر کرتی ہے جو دسویں قوت ہے - طالبان کو واضح ہو کہ گایتری منتر میں جو صرف
سات طبق دکھائے گئے ہیں اور یہاں نو طبق ان میں واقعی اختلاف نہیں ہے یعنی دو تریٹیاں
تو بد ستور ہیں اوپر والے ساتویں طبق میں اوس سے اوپر کے دو طبق بھی مشمول ہیں کہ اون
میں کوئی تفاوت مقامی نہیں ہے -

نیچے سے دسویں یعنی اوس بیحد اور بے انتہا دائرہ کو جس کا کوئی نام و نشان نہیں ہے برہم
کہلایا ہے اور اکھنڈ ابناشی اگوچر الف کے نفی والے لفظوں سے موسوم ہوا ہے - نواں جیتین
کا گلابی دائرہ نرنجن نراکار نروکار نرادہار لفظ نر کے نفی کے ساتھ آشکارا کیا گیا ہے یعنی
باوجود مایا کے ظہور کے وہ اوس سے برتر اور اسنگ ہے اور یہ وشنو کی تعریف ہے - آٹھویں
دائرہ کو جو اہنگ اور شیو کا روپ ہے پورکھ سناتن نتیہ وبہو وغیرہ ناموں سے متقدمین
نے بیان کیا ہے جو باریک تفاوت ان الفاظ کا ہے وہ ہر ایک کو بلا غور کئے سمجھ میں
نہیں آتا ہے یہ تین قسم کے لفظ علیحدہ علیحدہ مدارج کے موافق ہیں چونکہ مبدا عالم کا اہنکار یا
اوم ہے اسواسطے ویدوں کے چار مہاواک ہیں جن میں تین تین لفظوں کے مجموعہ سے
بارہ الفاظ دکھلائے گئے ہیں غرض یہ ہے کہ ان اسماء کا شغل طالبان حق کی رسائی
منزل مقصود تک کراتا ہے جو لوگ پنڈ ارجسم میں رہکر ان کا شغل کرتے ہیں اون کو مطلوب
کا دیدار حاصل نہیں ہوتا اور وہ ہمیشہ پنڈار کے حجاب میں رہتے ہیں -

اس تصویر کا اب دوسری طرح بیان کیا جاتا ہے سب سے اندر کا دائرہ جو زمین کے

مشابہ ہے اوس کے وسط میں ذرا سی سفیدی نظر آتی ہے یعنی کاغذ کا سفید رنگ ذرّہ سے بھی چھوٹا نمودار ہے اور اُس کی یکتائی صفحہ کاغذ سے واقعی ہے اور وہ ایک نقطہ چیتن بندہ یا آتش ہے اِس نقطہ کی بساط سے جب ایک خط کھنچا تب کال یا زمانہ کی پیدائش ہوئی ہے اور اوس کے دوسرے خط کے ساتھ مثلث ہو جانے پر عرض و طول دونوں ظاہر ہوئے کال کے تین عدد ہیں اور دیش کے چار سمت ۳ اور ۴ کو باہم ضرب دینے سے بارہ خطوط نے دیش اور کال کو باہم کر دیا اور اون سے یہ صورت تصویر کی جو دیکھتی ہے خود بخود پیدا ہو گئی اور دستو کھلائی بارہ بروج اِسی تقسیم کا نتیجہ ہے یہ بارہ خطوط مثل تانے کے ہیں اور سات دائرہ خاک آب آتش ہوا خلا من اور بدھی مختلف رنگوں میں دکھائی ہوئی ہیں بانے کی مانند ہیں انکے بات سے جو شے تیار ہوئی اُس میں ۱۲ اور ۷ کی ضرب سے ۸۴ گھر بنتے ہیں جسے عام طور پر چوراسی کا چکّر کہتے ہیں اور ان پر پانچ مادی دائروں کے صفر لگانے سے چوراسی لاکھ کا عدد ثابت ہوتا ہے اور وہ عقل یعنی بدھی تک محدود ہے۔ اٹھو یعنی علم اشراق کا حاصل ہونا چوراسی سے نکلنا کہلاتا ہے اور پندار کے رفع ہونے سے یہ امر ثابت ہوتا ہے۔ جب تک چیتن کی توجہ یعنی نظر نیچے کے طبقوں کے جانب رہتی ہے تب تک چوراسی کی گرفتاری دکھلاتی ہے جب چیتن کی درشٹی یعنی نظر تین کے ذریعہ سے پلٹ کر اوپر کی جانب ہوتی ہے تب چوراسی سے خلاصی ہوتی ہے اور رستگاری کا مقام حاصل ہوتا ہے اور موت کا خیال صفحہ دل سے مٹ جاتا ہے۔ ہر سطر میں بارہ خانوں کے سات سات گھر جو بنے ہوئے ہیں اون کا مختصر بیان ذیل میں کیا جاتا ہے۔ اول خانہ میں نشید کے اعداد درج ہیں دوسرے خانہ میں بھگوت گیتا کی ساتویں ادھیا کے الفاظ ہیں جن کی بنیاد پر یہ تصویر تیار ہوئی ہے بھومی یعنی خاک۔ آپہ یعنی آب۔ انل یعنی آتش۔ وایو یعنی ہوا۔ کہم یعنی خلا۔ من۔ بدھی۔ اہنکار اور قوت حیات۔ اوّلین آٹھ قوتیں باعث ایجاد عالم اور نویں قوت اِن کا آدھار ہے تیسرے خانہ میں چھ فلسفہ اور ساتواں علم اپنے اپنے منصب کے بموجب دکھلائے گئے ہیں

چوتھے خانہ میں وہ برہم آکرتیان جن کا بیان تصویر نمبر ۱۱ میں ہو چکا ہے ظاہر کی گئی ہیں۔

پانچویں خانہ میں قدیم سات رشیوں کے نام جن سے نظام و قوانین عالم کی ایجاد ہوئی ہے لکھے گئے ہیں۔

چھٹے خانہ میں وہ ہفت طبقات نیچے کے جو اوس کے مقابل کے سات طبقات بالا کا عکس ہیں بیان کئے گئے ہیں۔

ساتویں خانہ میں اعداد و نزول کی کیفیت مندرج ہیں۔

آٹھویں خانہ میں وہ سات مادہ جسم کے جنہیں باستعارہ سات سمندر بھی کہا ہے اپنے اپنے موقعات پر آشکارا کئے گئے ہیں۔

نویں خانہ میں ساتویں لوک جن کی حسب منشاء اتھرین وید کے اوپنشدوں نے تشریح کی ہے جتلائے گئے ہیں۔

دسویں خانہ میں سام وید کی مطابقت سے سات ناد یا سات سُر ظاہر کئے گئے ہیں۔

گیارہویں خانہ میں رگ وید کی منشاء کے موافق سات دیوتا یعنی منتظمان عالم کے مقامات درج ہیں۔

بارہویں خانہ میں یجروید کے احکام کے موافق سات لوک جن کا عملی طریقہ گایتری اور ترکال سندھیا قرار دیا گیا ہے آشکارا کئے گئے ہیں

اس اوہیلکے نمبرہ میں ہزاروں انواع کے عجیب اور مختلف رنگ اور صورت والے اشیاؤں کا بیان اور ۶ منتر میں آدیتوں وسوون۔ رودروں۔ اشونی کمار اور مردتوں کا تذکرہ ہوا ہے۔ اس تصویر کو چشم معرفت سے دیکھنے پر ثابت ہو گا کہ جو کچھ ارجن کو دکھایا گیا وہ سب اِسمیں موجود ہے۔ آدیتوں کا بیان پرجاپتی کی تصویر نمبرہ میں ہو چکا ہے۔ اشٹ وسو اِس تصویر کے خانہ نمبر ۲ میں مفصل درج ہوئے ہیں رودر کی پنچ مکھی صورت تصویر نمبر ۱۱ میں دیکھ لو اور وہ تصویریں

اِس تصویر کے جزو ہیں۔ اشونوں کے جوڑے کا بیان تصویر نمبر ۹ میں ظاہر کر دیا گیا ہے اِس تصویر کا سمجھنا شوق اور کوشش پر منحصر ہے ایک بار پڑھ لینے سے وہ ہرگز سمجھ میں نہیں آ سکتی مگر اِسکے بار بار دیکھنے اور غور کرنے سے ہر بار نیا لطف حاصل ہوگا اور جب اِس کا نقشہ دِل پر جم جائیگا تب ناظرین و شایقین اپنے دِل میں آپ انصاف کر سکیں گے۔

इहैकस्थं जगत्कृत्स्नं पश्याद्य सचराचरम् ॥
मम देहे गुडाकेश यच्चान्यद् द्रष्टुमिच्छसि ॥७॥

ظہور عالم

(۷) اے ارجن تو آج تمام عالم کو معہ اوس کے متحرک اور ساکن موجودات کے اور جو کچھہ دیکھنا چاہتا ہے میرے اِس جسم میں موجود دیکھہ

دیدنی جو کچھہ ہو ساکن اور متحرک نظام		دیکھہ مجھہ میں ساری موجودات عالم کا قیام	

ہری کرشن جی کے جسم کو تو ارجن اپنی آنکھہ سے دیکھہ رہا تہا اوسمیں کل عالم کیونکر آ سکتا تہا حاصل کلام یہ ہے کہ جس وقت اِنسان طریقہ فنا سے اپنے جسم کو نور مجسم یقین کرتا ہے اوسوقت تمام عالم اوسے اپنا ہی جلوہ معلوم ہوتا ہے چنانچہ جب ارجن نے کرشن کی قدرت کی تصویر کو اپنے دِل میں باندہ لیا تو جو کیفیت عالم کی تھی وہ سب اوسکو اپنے اندر نظر آنے لگی۔

न तु मां शक्यसे द्रष्टुमनेनैव स्वचक्षुषा ॥
दिव्यं ददामि ते चक्षुः पश्य मे योगमैश्वरम् ॥८॥

اِس مشاہدہ کے لئے چشم ظاہری نہیں بلکہ انہو یعنی علم اشراق درکار ہے۔

(۸) تو مجھے اپنی اِن آنکھوں سے نہیں دیکھہ سکتا اِس لئے میں تجہے عجیب و غریب آنکھہ دیتا ہوں کہ تو اوس سے میری قدرت کے جلال کو دیکھے۔

چشم ظاہر سے نہیں تو دیکھہ سکتا ہے مجھے		اِسلئے دیتا ہوں چشم معرفت ارجن تجھے	

یہ منتر دلچسپ غور طلب اور پُر معنی ہے اور اُس کا مطلب ذیل میں بیان کیا جاتا ہے عالم بطون کی سیر چشم ظاہری سے ہرگز نہیں ہو سکتی اوس کے دیکھنے کے لئے گیان چکشو یعنی

چشم معرفت کا حاصل کرنا ضروری ہے اوسی کو عارفوں نے انہو اور اشراق کہا ہے اور شغل کی مزاولت کے بعد اوس کا انسان کے بطون میں آشکارا ہونا بیان کیا ہے۔

संजय उवाच

एवमुक्त्वा ततो राजन्महा योगेश्वरो हरिः ॥
दर्शयामास पार्थाय परमं रूप मैश्वरम् ॥९॥

سنجے نے کہا

قدرت کاملہ کا مشاہدہ

(۹) اے راجہ (دہرت راشٹر) یہ کہکر قادر مطلق کرشن نے ارجن کو اپنی قدرت کا اعلیٰ جلوہ دکھایا۔

قادر مطلق نے ارجن کو یہ فرما کر شہا اپنی قدرت کا جلالی معجزہ دکھلادیا؛

اس موقعہ پر کرشن جی نے ارجن کو اوس کے قلب میں عالم علوی کی سیر کرائی اور اوسکی تصریح ذیل میں ہے۔

अनेक वक्त्र नयन मनेका द्भुत दर्शनम् ॥
अनेक दिव्या भरणं दिव्यानेको द्यतायुधम् ॥१०॥
दिव्या माल्याम्बर धरं दिव्य गन्धानुलेपनम् ॥
सर्वाश्चर्य मयं देव मनंतं विश्वतो मुखम् ॥११॥

عالم ملکوتی کی سیر

(۱۰ و ۱۱) جو کہ بے شمار منہ اور آنکھیں بے شمار عجیب شکلیں بے شمار نایاب زیور اور بے شمار نادر ہتیار رکھتا تہا اور عجیب مالائیں اور پوشاکیں زیب تن کئے ہوئے اور عمدہ عطر لگائے ہوئے تہا اور نہایت حیرت انگیز اور روشن تہا جسکی کہیں انتہا نہ تھی اور جس کا ہر طرف رخ تہا۔

عالم ملکوت پر جوہیں پڑی اوسکی نظر تہا نہایت حیرت انگیز اور روشن اک وجود

اسنے دیکھی ذات مطلق و اندر شش جہت میں جلوہ گر انتہا جسکی نہتی پیدا نہ تھیں جسکی حدود

تھے وہاں چشم و صورت بجیا بیہ ہندسہ
عطر خوشبودار میں ڈوبا ہوا تھا سر بسر

زیب تن تھے زیورِ نایاب و نادر اسلحہ
تھی عجب پوشاک اور نادر حمائل زیب بر

جو جلال کی کیفیت شاغلوں کے قلب پر ظاہر ہوا کرتی ہے اور اسوقت ارجن کے دل پر طاری ہوئی تھی اوس کا اس منتر میں بیان کیا گیا ہے اب تک ارجن اپنے اور دیگر اشخاص کے جسم ہاتھ منہ آنکھ وغیرہ کو جدا جدا اون سے متعلق خیال کرتا تھا لیکن انانیت کے ترک کرنے کے بعد اوسے کامل یقین ہو گیا کہ ذات واحد تمام اجسام میں محیط ہو کر دیکھنا سننا وغیرہ حواس خمسہ کے فعلوں کی ناظر ہے اور وہی ہر سمت میں جلوہ گر ہے۔

दिवि सूर्य सहस्रस्य भवेद्युगपदुत्थिता ॥
यदि भाःसदृशी सा स्याद्भासस्तस्य महात्मनः ॥१२॥

جلال کا جلوہ

(۱۲) اگر آسمان میں یکبارگی ہزار سورجوں کی روشنی ہو تو وہ اُس ذات بزرگ کے جلال کے برابر ہو سکے گی۔

گر فلک پر آفتاب اِک دم ہویدا ہوں ہزار
ہیں جلالِ ذات اقدس میں نمایاں ذرہ وار

درحقیقت ذات بحت کے جلال کے سامنے ہزار سورجوں کی روشنی بھی ہیچ ہے

तत्रैकस्थं जगत्कृत्स्नं प्रविभक्तमनेकधा ॥
अपश्यद्देवदेवस्य शरीरे पांडवस्तदा ॥१३॥

عین الیقین کی کیفیت

(۱۳) اُس وقت ارجن نے تمام عالم کو معہ اُس کی نیرنگیوں کے اُس ذات مقدس کے جسم میں موجود پایا۔

پھر بجد میں جو ہے ہو گیا عین الیقین
عالم کون و مکان وجملہ نیرنگ مبین

ततः स विस्मयाविष्टो हृष्टरोमा धनंजयः ॥
प्रणम्य शिरसा देवं कृतांजलिरभाषत ॥१४॥

حیرت کا مقام

(۱۴) تب حیرت کے مارے ارجن کے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور وہ سر جھکا کر دست بستہ کرشن بھگوان سے کہنے لگا۔

منزلِ حیرت میں وارد ہو کے ارجن کانپ اٹھا	سر جھکا کر دست بستہ عرض یوں کرنے لگا

अर्जुन उवाच– पश्यामि दवास्तव देव देहे सर्वास्तथा भूत विशेष संघान् ॥ ब्रह्माण मीशंकमला सनस्थ मृषींश्च सर्वानु रगाश्च दिव्यान् ॥१५॥

برہما کا مقام یعنی عالم جبروت کی سیر

(۱۵) ارجن نے کہا اے کرشن میں آپ کے جسم میں تمام دیوتاؤں کو ہر قسم کی موجودات کو۔ خداوند کائنات برہماجی کو جو کنول پر نشست رکھتے ہیں اور سب رشیوں کو اور عجیب عجیب سانپوں کو دیکھتا ہوں

اس وجودِ پاک میں سب دیوتا ہیں جلوہ گر	اور مخلوقات ہی ہر قسم کی پیشِ نظر
جدِّ امجد مورثِ اعلیٰ خدائے کائنات	ہیں کنول کے پھول پر بیٹھے ہوئے اک پاک ذات

अनेक बाहूदर वक्त्र नेत्रं पश्यामि त्वां सर्वतो ऽनंत रूपम् ॥
नांतंन म मध्यं न पुनस्त वादिं पश्यामि विश्वेश्वर विश्वरूपम् ॥१६॥

کثرت اور وحدت کا یکجا ہونا۔

(۱۶) اے عالم کے صاحب میں آپ کو بے شمار بازو۔ شکم۔ دہن اور آنکھیں رکھنے والا محیط کل پاتا ہوں اور مجھے آپ کی بے غایت ظہور کا آغاز وسط اور انجام نظر نہیں آتا۔

سب رشی اور شیش ناگ اور سانپ ہیں اے حد عجیب	عالمِ ملکوت کا نظارہ ہے از بس عجیب
آپ ہیں بے انتہا شکلوں میں ہر جانب عیاں	بے عدد ہیں آپکے بازو شکم چشم و دہان

किरीटिनं गदिनं चक्रिणं च तेजो राशिं सर्व तो दासिमंतम् ॥
पश्यामि त्वां दुर्निरीक्ष्यं समंता द्दीप्तान लार्क द्युतिम प्रमेयम् ॥१७॥

وشنو کا مقام یعنی عالم لاہوت کی سیر

(۱۷) میں دیکھتا ہوں کہ آپ تاج پہنے ہوئے ہیں اور ہاتھ میں گدا اور چکر لئے ہوئے ہیں اور بیحد جلال رکھتے ہیں اور ہر سمت کو روشن کرتے ہیں آپ پر آنکھ بالکل نہیں ٹھہرتی کہ آپ کی روشنی شعلہ زن آفتاب کے مانند ہے اور بے انتہا ہے۔

وہ ظہور لاتعین آپکا ہے وقف دید	جس کا اول درمیان اور خاتمہ ہے ناپدید
کثرت و وحدت کا نظارہ ہے یکجا سربسر	راز ایکو ہم بہوشیامہ ہے روشن قلب پر
سر پہ ہے تاج آپکے ہاتھوں میں ہے چکر و گدا	شش جہت افروز ہے نور تجلی آپ کا
آنکھ کی کیا تاب ہے دیکھے وہ روئے ذوالجلال	ہے فروغ حسن عالم سوز جس کا بےمثال

ستوگن تاج۔ رجوگن گدا اور تموگن چکر ہے۔ اِن تین لوازمات شاہانہ سے ذات نامتناہی کل عالم کا انتظام کرتی ہے اور اپنا تماشہ آپ دیکھتی ہے۔

त्वमक्षरं परमं वेदितव्य त्वमस्य विश्वस्य परंनिधानम् ।।
त्वमव्ययः शाश्वत धर्म गोप्ता सनातन स्त्वं पुरुषो मतो मे ।।१८।।

لاانتہائی کیفیت

(۱۸) میرے عقیدے میں آپ کی ذات لازوال اعلیٰ اور جاننے کے لائق ہے اور اس عالم کا اصلی مخزن ہے وہ لافانی اور قدیم آئین راستی کی حامی ہے اور بے زوال ہے۔

ذات عالی لایزالی ہے عقیدت میں مری	موجب بود و فنا۔ حامی طرز راستی
قابل ادراک لافانی قدیم اور استوار	ہے صفت لاانتہائی کی سراسر آشکار

अनादि मध्यातमनं तवीर्य मनं तवाहु शशि सूर्य नैत्रम् ।।
पश्याभित्त्वा दीस हुता शवक्त्र स्वतेज सा विश्वमिदं तपन्तम् ।।१९।।

صفت جلال

(۱۹) میں دیکھتا ہوں کہ آپ کا آغاز وسط اور انجام نہیں ہے آپکی طاقت بے انتہا ہے آپ کے بازو بے شمار ہیں آنکھیں چاند اور سورج کی سی ہیں اور

چہرہ روشن آگ کی مانند ہے اور آپ اپنے جلال سے اس عالم کو روشن کر رہے ہیں

دیکھتا ہوں میں عیاں شان جلالی آپ کی قوتیں بے انتہا ہیں اور بازو بے شمار	بے ہدایت بے نہایت ذات عالی آپکی ماہ و خورشید چشمانِ روشن روئے تاباں مثل نار

द्यावा पृथिव्यो रिदमंतरं हि व्याप्तं त्वयैकेन दिशश्च सर्वाः ॥

दृष्ट्वाद्भुतं रूपमुग्रं तवेदं लोकत्रयं प्रव्यथितं महात्मन् ॥२०॥

صفت محیط اور بسیط ہونے کے۔

(۲۰) اے ذات بزرگ آپ زمین آسمان خلے اور تمام اطراف زمین محیط ہیں آپ کے اس عجیب اور جلال والی صورت کو دیکھکر تینوں عالم کانپتے ہیں

ذات برتر آپکی ہے سارے عالم میں بسیط ذرے ذرے میں منور ہے شعاع لایزال	از زمیں تا آسماں سمت و فضا سب میں محیط تینوں عالم کانپتے ہیں دیکھکر شانِ جلال

अमी हि त्वां सुरसंघा विशंति केचिद्भीताः प्रांजलयो गृणंति ॥

स्वस्तीत्युक्त्वा महर्षि सिद्धसंघाः स्तुवंति त्वां स्तुतिभिः पुष्कलाभिः ॥

صفت معبودی

(۲۱) بعض دیوتاؤں کے گروہ آپ کی پناہ میں آتے ہیں بعض خوف کے مارے ہاتھ جوڑ کر آپ کی تعریف کرتے ہیں بعض صاحب کمال رشی خیرباد کہکر آپ کی بہت توصیف بیان کرتے ہیں۔

ہے پناہِ عاطفت میں اک گروہِ دیوتا جانکر معبود اپنا جمع اہلِ کمال	دست بستہ خوف سے حمد و ثنا میں دوسرا آپکی توصیف کرتا ہے بیان اے جمیال

रुद्रादित्या वसवो ये च साध्या विश्वेऽश्विनौ मरुतश्चोष्मपाश्च ॥

गंधर्वयक्षासुर सिद्ध संघा वीक्षंते त्वां विस्मिताश्चैव सर्वे ॥२२॥

حیرت کا دوسرا مقام

(۲۲) رودر۔ ادیتہ۔ وسو۔ اشونی کمار۔ مروت اور اوشم پا وغیرہ جتنے دیوتا ہیں اور گندھرب۔ یکش۔ راکشش اور سدھ ہون کے جتنے فرقہ ہیں وہ سب آپ کو حیرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

رُدر ادشم یا مرت آدت وسو اشونی کمار راکشش گندھرب یکش سدہ و انسان بیشمار		اور ہیں اِنکے سوا جتنے ملایک از دار دیکھکر اِس شکل کو حیران ہیں آئینہ دار	

اوّل وہ سات تجلیات کے وجود ہیں جنکا عارفوں نے زمانہ قدیم میں اشراق کی مدد سے مشاہدہ کیا تہا اور آخر چار اسماء فرقہ اِنفائی ہیں جو اوس زمانہ میں مختلف عقاید کے پیرو ہونے کی وجہ سے اِن ناموں سے موسوم ہوئے ۔

रूपं महत्ते बहुवक्त्रनेत्रं महाबाहो बहु बाहू रुपादम् ॥
बहूदरं बहु दंष्ट्रा करालं दृष्ट्वालोकाः प्रव्यथिता स्तथाऽहम्॥२३॥

شیو کا مقام یعنی عالم ہاہوت کی سیر

(۲۳) اے قوی بازو آپ کے اوس بڑے جسم کو دیکھکر جس میں منہ آنکھ - بازو - پاؤں - شکم - اور خوفناک دانت بکثرت ہیں عالم کانپتا ہے اور میں بھی کانپتا ہوں ۔

دِل دھڑکتا ہے مرا اے کرشن اِسکو دیکھکر آپکا جسمِ کلاں جسمیں بکثرت ہیں عیان		ایک عالم کانپتا ہے ڈالکر اُس پر نظر دست و پا پُر خوف دندان و شکم چشم و دہان	

नभः स्पृशं दीप्तमने कवर्णं व्यात्ताननं दीप्त विशालनेत्रम् ॥
दृष्ट्वाहित्वां प्रव्यथितां तरात्मा धृतिंन विंदामिशम च विष्णो ॥२४॥

ہیبت کا جلوہ

(۲۴) اے کرشن آپ کے اوس دراز چہرہ کو جو آسمان سے باتیں کرتا ہے اور روشن ہے اور بے شمار رنگ رکہتا ہے اور جس میں بڑی بڑی آنکھیں چمکتی ہیں دیکھکر میرا دِل گھبراتا ہے اور نہ مجھے قرار و تسکین نہیں ہے ۔

فرش سے تا عرش چہرے کی درازی الاماں دیکھکر وہ روئے تابناک و روشن ہفت رنگ		بہر و مہ سے جسمیں لاتعداد چشمان کلان ہوگیا میں خلاج قلب سے معذور و تنگ	

दंष्ट्राकरालानि चते मुखानि दृष्ट्वैव कालानल सन्निभानि ॥
दिशोन जाने नलभेच शर्म प्रसीद देवेश जगन्निवास ॥२५॥

الیضاً (۲۵) خوفناک دانتوں والے اور آتش اجل کے مانند روشن دہنوں کو دیکھکر مجھے راہ عافیت نظر نہیں آتی اور میرا قرار ہاتھ سے جاتا رہا ہے اے دیوتاؤں کے مالک اور عالم کے پشت و پناہ آپ مجھپر کرم کیجئے۔

اُن دہانوں سے نکلتے دیکھ شعلے موت کے
موت آتی ہے نظر دلپر نہیں ہے اختیار

اور اُن پر خوف دندان پر نگہ کرکے مجھے
کیجئے مجھپر کرم اے مالک اے پروردگار

अमी चत्वां धृत्तराष्ट्रस्य पुत्राः सर्वे सहै वात्र निपाल संघैः ॥

भीष्मो द्रोणः सूत पुत्रस्त्तथा सौ सहा स्मदीयैरपि योध मुख्यैः॥२६॥

वक्त्राणिते त्वरमाणा विशंति दंष्ट्राकरालानि भयानकानि ॥

केचि द्विलग्ना दशनांतरेषु संदृश्यंते चूर्णितै रुत्तमांगैः ॥२७॥

صفت نمائی (۲۶ و ۲۷) یہ سب دہرتراشٹر کے بیٹے اور اون کے مددگار راجاؤں کے گروہ بھیشم پتامہ - درونا چارج - رتھواں کا بیٹا (کرن) اور نیز ہماری فوج کے دلاور آپ کے تیز دانتوں والے مہیب دہنوں میں نہایت تیزی کیساتھ گھسے چلے جاتے ہیں اور ان میں سے کچھ پسے ہوئے سروں کے بل دانتوں کے درازوں میں لٹکے نظر آتے ہیں۔

کوروں کے واقربا اور اُن کے حامی راجگان
نیز اپنی فوج کے زور آزمائے باوقار
اور نظر آتے ہیں بعضے سر بہت کچلے ہوئے

بھیشم و درون و کرن فوج مخالف کے یلاں
اُن دہانوں میں گھسے جاتے ہیں سب بے اختیار
تیز دندان کی درازوں میں اٹک لٹکے ہوئے

यथा न दीनां वहुवो ऽम्बुवेगाः समुद्र मेवाभि मुखा द्रवंति ॥

तथा तवामी नरलोक वीरा विशंति वक्त्राण्यभिवि ज्वलंति ॥२८॥

تشبیہ (۲۸) جیسے دریاؤں کی بشمار لہریں سمندر میں جاگرتی ہیں ویسے ہی یہ مردان دلاور آپ کے شعلہ زن دہنوں میں داخل ہورہے ہیں۔

بحر میں ہوتا ہے جیسے ندیوں کا اِختتام	یہ دلاور آتشین دہنوں میں کرتے ہیں قیام

यथा प्रदीप्तं ज्वलनं पतंगा विशंति नाशाय समृद्धवेगाः ॥
तथैव नाशाय विशंति लोकास्तवापि वक्त्राणि समृद्धवेगाः ॥२९॥

ایضاً

(۲۹) جیسے پروانے جلنے کے لئے بے اختیار ہو کر شعلہ پر گرتے ہیں ویسے ہی یہ سب لوگ جذبہ میں آکر مرنے کے لئے آپکے دہنوں میں داخل ہو رہے ہیں۔

شمع پر پروانے ہوجاتے ہیں جیسے جاں نثار	موت کے منہ میں ہیں داخل حاضرینِ کارزار

लेलिह्यसे ग्रसमानः समंताल्लोकान्समग्रान्वदनैर्ज्वलद्भिः ॥
तेजोभिरापूर्य जगत्समग्रं भासस्तवोग्राः प्रतपंति विष्णो ॥३०॥

فنا و ظہور کا یکجا مشاہدہ

(۳۰) اے عالم کے صاحب آپ اپنے روشن دہنوں سے سب لوگوں کو کھا کر خوب مزا لیتے ہیں اور آپ کی زبردست جلالی قوتیں سارے عالم کو روشن کرتی ہیں اور حرارت پہونچاتی ہیں۔

اُن وہاں شعلہ زن کی ساری دنیا ہے غذا اے خداوند آپکی بےحد جلالی قوتیں	جسمیں اُسکی موت ہے وہ ذائقہ ہے آپ کا ہیں برنگ روشنی وسوز موجودات میں

आख्याहि मे को भवानुग्ररूपो नमोऽस्तु ते देववर प्रसीद ॥
विज्ञातुमिच्छामि भवंतमाद्यं नहि प्रजानामि तव प्रवृत्तिम् ॥३१॥

حیرت کا تیسرا مقام اور سوال کہ آپ کون ہیں

(۳۱) مجھے بتائیے کہ آپ بصورت جلال کون ہیں میرا آپ کو نمسکار ہے اے دیوتاؤں کے سرتاج آپ مجھ پر مہربان ہو جئے میں آپکی اصلیت جاننے کی تمنا رکھتا ہوں اور آپ کے ظہور کو نہیں سمجھ سکتا۔

کون ہے اِس صورتِ پُرخوف میں تبلائیے آپکے دیدار کی از بس تمنا ہے مجھے	بندۂ عاجز پہ اے داور کرم فرمائیے آپ کا اعجاز بالاتر ہے میری عقل سے

اوپر کے منتروں میں تت پد یعنی کلیت کا مشاہدہ ارجن کو ہوا تھا اور اب وہ توم پد یعنی

انانیت کے پردہ میں معرفت کا طالب ہوتا ہے۔

श्री भगवानुवाच

कालो ऽस्मिलोक क्षय कृत्प्रवृद्धो लोकान्समाहर्तु मिह प्रवृत्तः ॥
ऋतेऽपि त्वां न भविष्यंति सर्वे ये ऽवास्थताः प्रत्यनीकेषु योधाः ॥ ३२ ॥

شری بھگوان نے جواب دیا

اکال روپ شیو ہوں
یعنی عالم ہاہوت کا صاحب ہوں

(۳۲) میں عالم کو معدوم کرنے والی فنائے کبرا ہوں اور اِس موقع پر عالم کو معدوم کرنے میں مصروف ہوں جو تو نہیں لڑے گا پھر بھی جتنے جوانمرد ہر دو لشکر میں موجود ہیں وہ سب معدوم ہو جائیں گے۔

میں فرشتہ ہوں اجل کا اور فنا معروف ہوں
آج ہر دو فوج میں جتنے بہادر ہیں کھڑے

اِس گھڑی عالم کے اِستیصال میں مصروف ہوں
وہ بلا کوشش تری ملکِ عدم کو جائینگے

جسمِ انسانی کے واسطے پیدائش اور فنا لازمی ہیں لہذا اون کے فنا ہونے کا فکر نہ کرکے امرِ حق کے لئے جنگ کرنا اِنسان کا فرض ہے۔

तस्मात्त्वमुत्तिष्ठयशो लभस्वजित्वाशत्रून्भुंक्ष्वराज्यं समृद्धम् ॥
मयैवैते निहताः पूर्वमेव निमित्तमात्रं भव सव्य साचिन् ॥ ३३ ॥

عالم ناسوتی یعنی اسباب
فانی کا فکر نہ کرکے جنگ کر

(۳۳) پس اے تیر انداز تو کھڑا ہو اور نیکنامی حاصل کر دشمنوں پر فتح پا کر سلطنت عظیم سے حظ اوٹھا اِن کو تو میں نے پہلے ہی مار رکھا ہے تو برائے نام ایک ذریعہ بنجا۔

ٹھان کر اونکی اب تو اپنی شہرت کو بڑھا
اونکو تو پہلے ہی میں نے مرگ تک پہنچا دیا

دشمنوں کو زیر کر اور سلطنت کا حظ اُٹھا
تو برائے نام کر سامان اُونکی موت کا

द्रोणं च भीष्मं च जयद्रथं च कर्णं तथान्यानपि योधवीरान् ॥
मया हतांस्त्वं जहि माव्यथिष्ठा युध्यस्व जेतासि रणे सपत्नान् ॥ ३४

فتح ہوگی

(۳۴) تو درونا چارج - بھیشم پتامہ - جیدرتھ - کرن اور دیگر جوانمردوں کو جنھیں میں نے پہلے ہی مار رکھا ہے ہلاک کر۔ تامل نکر اور جنگ کر تو لڑائی میں دشمنوں پر فتح پاویگا۔

کرن بھیشم جیدرتھ درون اور دیگر سورما
وہ مرے مقتول ہیں تو انکو بیشک قتل کر

جنگ کے میدانمیں جنکا قدم اب آگیا،
کامیابی تجھکو ہوگی مستعد ہو جنگ پر

संजय उवाच - एतच्छ्रुत्वा वचनं केशवस्य कृतांजलिर्वेपमानः किरीटी ॥ नमस्कृत्वा भूय एवाह कृष्णं सगद्गदं भीत भीतः प्रणम्य ॥ ३५ ॥

سنجے نے بیان کیا

تب ارجن نے خوف اور عاجزی کیساتھ عرض کیا

(۳۵) کرشن جی کے اِس کلام کو سنکر ارجن نے ہاتھ جوڑ کر نمسکار کیا اور سر جھکا کر کانپتے ہوئے اور ڈرتے ہوئے لکنت کے ساتھ اُن سے دوبارہ یہ کہا۔

جب بتایا کرشن نے یہ راز تو وہ تاجور
کانپتے ڈرتے ہوئے اُسنے جھکا کر اپنا سر

بندگی کرنے لگا ہاتھوں کو اپنے جوڑ کر
کرشن کی تعریف یوں لکنت سے کی بارِ دگر

अर्जुन उवाच - स्थाने हृषीकेश तव प्रकीर्त्या जगत्प्रहृष्यत्यनुरज्यते च रक्षांसि भीतानि दिशो द्रवंति सर्वे नमस्यंति च सिद्धसंघाः ॥ ३६ ॥

کلامِ ارجن

سب لوگ آپ کی عظمت مانتے ہیں

(۳۶) اے کرشن مہاراج بجا ہے کہ ایک عالم آپ کی توصیف بیان کرکے خوشی اور دلبستگی حاصل کرتا ہے اور بدافعال آپ کے خوف کے مارے ہر طرف بھاگتے ہیں اور کاملوں کی جماعتیں آپ کو سجدہ کرتی ہیں۔

شانِ تمہاری کے شایاں ہے اگر سارا جہاں
بھاگتے ہیں آپکی صورت سے ڈر کر بدخصال

آپکی توصیف میں ہو با ادب رطب اللساں
آپکو کرتے ہیں سجدہ صاحبانِ باکمال

कस्माच्च तेन नमेरन्महात्मन्गरीयसे ब्रह्मणोऽप्यादि कर्त्रे ॥
अनंत देवेश जगन्निवास त्वमक्षरं सदसत्तत्परं यत् ॥ ३७ ॥

آپ لافانی اور حق و باطل سے برتر ہیں

(۳۷) اے بزرگ منش وہ لوگ آپ کی اوس ذات واجب التعظیم کو جو عالم کی صانع کی بھی علت غائی ہے سجدہ کیوں نہ کریں۔ اے بے شمار دیوتاؤں کے حاکم اور عالم کی پناہ آپ لازوال ہیں اور حق و باطل سے برتر ہیں

کیوں نہ یہ تعظیم دیں اُس ذاتِ بابرکات کو	جو عدم سے کھینچکر لائی ہے موجودات کو،
اے خداوندِ ملائک جلوہ آرائے جہاں	آپ ہی ہیں حق و باطِل نیز بے نام و نشاں

त्वमादि देवः पुरुषः पुराणस्त्वमस्य विश्वस्य परं निधानम् ॥
वेत्तासि वेद्यं च परं च धाम त्वया ततं विश्वमनंतरूप ॥ ३८ ॥

آپ کی یہ تعریف ہے

(۳۸) اے محیط عالم آپ صفات کا مبدا ہیں اور ذات قدیم ہیں اور اِس عالم کے اصلی مخزن ہیں آپ ناظر منظور اور اعلیٰ مقام ہیں اور عالم محیط ہیں

انتہا ہے سارے عالم کی مگر ازلی ہیں آپ	جملہ مخلوقات فانی ہے مگر ابدی ہیں آپ

वायुर्यमोऽग्निर्वरुणः शशांकः प्रजापतिस्त्वं प्रपितामहश्च ॥
नमो नमस्तेऽस्तु सहस्त्रकृत्वः पुनश्च भूयोऽपि नमो नमस्ते ॥ ३९ ॥

صفات ہفتگانہ کو آپ سے ظہور ہے

(۳۹) وایو - یم - اگنی - ورون - چندرما - پرجاپتی - اور برہما گربھ آپ ہی ہیں آپ کو ہزار بار بلکہ بے شمار بار نمسکار کرتا ہوں۔

ناظر و منظور اور ہر دو سے بالاتر ہیں آپ	اے کثیر الشکل ہر صورت میں جلوہ گر ہیں آپ

جب اِن ساتوں قوتوں کو اپنے اندر فکر رسا سے دریافت کیا جائے تب اِس منتر کے معنی بخوبی حل ہو سکتے ہیں۔

नमः पुरस्तादथ पृष्ठतस्ते नमोऽस्तु ते सर्वत एव सर्व ॥
अनंत वीर्यामित विक्रमस्त्वं सर्वं समाप्नोषि ततोऽसि सर्वः ॥ ४० ॥

(۴۰) اے محیط کل آپ کو رُو اور پشت اور سب طرف سے نمسکار ہے آپ بے اِنتہا قوت اور بے اندازہ جلال رکھتے ہیں۔ آپ کُل میں محیط ہیں پس کل ہیں۔	آپ بے انتہا جلال رکھتے ہیں اور محیط کل ہیں میرا آپکو دل و جان سے نمسکار ہے

وایو یم اگنی ورن برہما مہیش اور چندرما آپکو ہے پیش رو اور ہر طرف سے بندگی شان اور قوت کے اندازے سے برتر آپ ہیں	آپکی شکلوں کو میرے لاکھ سجدے ہیں بجا ساری دنیا میں عیاں ہے ایک ہستی آپکی آپ ہی سب ہیں کہ اندر اور باہر آپ ہیں

یہ اپروکش گیان یعنی حق الیقین کا مقام ہے جہاں نور حقیقی کا جلوہ بے حجابانہ آشکارا ہو جاتا ہے اور ظاہر و باطن حاضر و غائب ناممکنات کا امکان نظر آتا ہے۔ اور حق و باطل کا عُقدہ کھلجاتا ہے

सखेति मत्वा प्रसभं यदुक्तं हे कृष्ण हे यादव हे सखेति ॥
अजानता महिमानं तवेदं मया प्रमादात्प्रणयेन वापि ॥ ४१॥
यच्चावहासार्थमसत्कृतोऽसि विहारशय्यासनभोजनेषु ॥
एकोऽथवाप्यच्युत तत्समक्षं तत्क्षामये त्वामहमप्रमेयम् ॥ ४२॥

(۴۱ و ۴۲) اپنا دوست سمجھکر اور آپکی اِس عظمت کو نہ جانکر میں نے عالم بے خبری میں یا دوستانہ طور پر آپ کو کرشن۔ یادو۔ دوست کہکر اکثر پکارا ہے اور ازراہ مذاق کھیلتے۔ سوتے۔ بیٹھتے اور کھاتے وقت خلوت اور جلوت میں آپ کی گستاخی کی ہے اے عالی وقار اوسکی معافی میں آپ کی ذات برتر از قیاس سے مانگتا ہوں۔	جو کچھ مجھسے غلطی اور قصور آپکی جناب میں ہوا اُسے معاف فرمائیے

دوستی میں آپ کی عظمت نہیں پہچان کر کرشن اور یادو کا پیارا نام میں لیتا رہا کھیل دعوت خوابگاہ و بزم میں تھی دل لگی اے خداوند اب مجھے اُسکی معافی دیجئے	اپنی نادانی کے باعث دوستانہ طور پر دوست کہکر آپ کو میں نے پکارا بارہا خلوت و جلوت میں جتنی مجھسے گستاخی ہوئی ناتواں پر قادر مطلق عنایت کیجئے

میں ہوں وہ گنہگار کہ ہنگام تفرج
گلگشت چمن اور وہ گلگشت کی خلوت
تھا ترکِ ادب ایک لوازم میں سے اُسکے
گر شوخی تھی میری تھی جو گستاخی تو میری
کیا حال میرا ہو جو ذرا قہر میں آوے

سو بار تجھے کہکے کنہیا ہے بولا یا
وہ عیش کا جلسہ جو کہ یاروں میں اڑایا
یاروں کو جو یاری کا سبق تونے پڑھایا
کس لطف سے تونے اُونہیں باتوں میں اڑایا
وہ ذات کہ جس نے ابھی عالم کو جلایا

पितासि लोकस्य चराचरस्य त्वमस्य पूज्यश्च गुरुर्गरीयान् ॥
नत्वत्समोऽस्त्यभ्यधिकः कुतोऽन्यो लोकत्रयेऽप्यप्रतिमप्रभावः ४३ ॥

آپ عالم کے مخزن اور لاثانی ہیں

(۴۳) آپ اس متحرک اور ساکن موجودات کے باپ اور واجب التعظیم بڑے اوستاد ہیں اے لاثانی قدرت رکھنے والے تینوں عالم میں کوئی آپکے برابر بھی نہیں ہے بڑا تو کون ہو سکتا ہے۔

ہر دو مخلوقات ساکن اور متحرک کے آپ
آپکے تابع ہیں سب از ماہ تا گاؤ زمیں

ہیں مُربّی لایق تعظیم مرشد اور باپ
کون ہو سکتا ہے افضل آپ کا ثانی نہیں

तस्मात्प्रणम्य प्रणिधाय कायं प्रसादये त्वामहमीश मीड्यम् ॥
पितेव पुत्रस्य सखेव सख्युः प्रियः प्रियायार्हसि देव सोढुम् ॥४४॥

میں آپ سے بصد التجا معافی مانگتا ہوں

(۴۴) اِسلئے میں آپکی ذات با اوصاف سے عاجزی اور تعظیم کیساتھ التجا کرتا ہوں کہ جیسے باپ بیٹے کا۔ دوست دوست کا۔ شوہر بیوی کا قصور معاف کرتا ہے آپ میرا قصور معاف کریں۔

ایک عالم میں ہے شہرہ آپ کے اوصاف کا
جیسے کوئی دوست فرزند اور بیوی کا قصور

بخشتا ہے آپ ویسے بخشدیں میرا قصور
آپ سے ہو با نیاز و عجز میری التجا۔

अदृष्टपूर्वं हृषितोऽस्मि दृष्ट्वा भयेन च प्रव्यथितं मनो मे ॥
तदेव मे दर्शय देव रूपं प्रसीद देवेश जगन्निवास ॥४५॥

آپ کی صورت جلال کو دیکھکر خوف معلوم ہوتا ہے

(۴۵) جو جلال کی صورت میں نے کبھی پہلے نہیں دیکھی تھی اُسے دیکھکر خوشی تو ہوئی لیکن میرا دل خوف سے دھڑکتا ہے اے صاحب مجھے وہی صورت دکھائیے اے دیوتاؤں کے مالک اور عالم کے جائے پناہ آپ مجھ پر کرم کیجیے۔

جو کبھی دیکھی نہ تھی ہے وہ تجلی سامنے
دل تو میرا خوش ہے لیکن کانپتا ہے خوف سے
اے خداوند اب وہی بیج دھج مجھے دکھلائیے
اے بزرگ و صاحبِ عالم کرم فرمائیے

किरीटिनं गदिनं चक्रहस्तमिच्छामि त्वां द्रष्टुमहं तथैव ॥
तेनैव रूपेण चतुर्भुजेन सहस्रबाहो भव विश्वमूर्ते ॥४६॥

آپ میرے تصور جلال کو ہٹا دیجیے

(۴۶) میں آپکو ویسے ہی تاج پہنے ہوئے گدا اور چکر ہاتھ میں لئے ہوئے دیکھنا چاہتا ہوں اے ہزار بازو رکھنے والے محیط عالم وہی چار بازو والی صورت اختیار کیجیے۔

تاج بر سر آپ کو میں چاہتا ہوں دیکھنا
اپنے ہاتھوں میں دوبارہ لیجیے چکر و گدا
اے محیطِ کل عیاں ہیں آپ کے بازو ہزار
کیجیے وہ چار بازو والی صورت اختیار

چونکہ ارجن وشنو یعنی صورت جمال کے شغل کا عادی تھا اسواسطے اوس سنہادی صورت کے دیکھنے کی اِستدعا کی۔

श्री भगवानुवाच। मया प्रसन्नेन तवार्जुनेदं रूपं परं दर्शितमा-
त्म योगात्॥ तेजोमयं विश्वमनन्तमाद्यं यन्मे त्वदन्येन न दृष्टपूर्वम्॥४७॥

شری بھگوان نے فرمایا

جواب میں نے ازراہ کرم تجھے اپنی صورت جلال دکھائی

(۴۷) اے ارجن تجھ پر مہربان ہو کر میں نے تجھکو اپنی قدرت کا وہ اعلیٰ جلوہ دکھایا جو جلال سے بھرا ہوا محیط لا انتہا اور ازلی تھا اور جس کو تیرے سوائے اور کسی نے پہلے نہیں دیکھا تھا۔

اپنی خوش نیت سے جب خوش کرلیا تو نے مجھے سب طرف اک نور ہے بے ابتدا بے انتہا	معجزہ میں نے دکھایا تجھکو اپنے فضل سے جسکو انسان نے نہیں دیکھا کبھی تیرے سوا

پندار ما سوا اور پردہ حجاب کا ہے جب یہ پردہ اوٹھ جاتا ہے جمال ذات نظر آتا ہے

صدف نہ رنگ کی ہے یاں نہ کلک صنعت ہے تمام حسن جو پردہ کے پیچھے تھا پنہاں ظہور حسن میں پردہ رہا بنے کا بنا	مگر مصور صورت ہے پردۂ پندار نکل پڑا جو ہیں پردہ کی ہٹ گئی دیوار ولے یہ لطف کہ عاشق کو ہوگئے دیدار

नवेदयज्ञाध्ययनैर्नदानैर्न चक्रियाभिर्न तपोभिरुग्रैः ॥
एवंरूपः शक्य अहं नृलोके द्रष्टुं त्वदन्येन कुरुप्रवीर ॥४८॥

یہ صورت کسی عمل کے کرنے سے نہیں ہو سکتی

(۴۸) اے خاندان کرو کے جوانمرد وید کی تحصیل کرکے یگ کی رچنائیں پڑھ کے اور خیرات نیک اعمال اور سخت ریاضت کرکے بھی تیرے سوا اور کوئی شخص میری اس صورت کو نہیں دیکھ سکتا

علم کی تحصیل نیک اعمال اور خیرات سے کسکو طاقت ہے کہ دیکھے میرے جلوے کو عیاں	زہد اور اشغال کی ناگفتہ تکلیفات سے جو ترا ہے چشم دید اے نسل کورو کے جواں

قومے متحیر اند در راہ یقین می ترسم از آں بانگ برآید روزے	قومے ست دگر بماندہ اندر غم دیں کاے بے خبراں راہ نہ آں ست و نہ ایں

मा ते व्यथा मा च विमूढभावो दृष्ट्वा रूपं घोर मीदृङ्‌ममेदम्
व्यपेतभीः प्रीतमनाः पुनस्त्वं तदेव मे रूपमिदं प्रपश्य ॥४९॥

اب بجائے جلال کے تصور کے جمال کا تصور کر

(۴۹) میری اس ہیبت ناک صورت کو دیکھکر نہ گھبرا اور بدحواس نہو خودی دل سے دور کر اور اطمینان کے ساتھ میری اوسی صورت کو دوبارہ دیکھ۔

تو نہ گھبرا میری ہیبت ناک صورت دیکھکر	ہوش میں آ اور اپنے دل سے خطرہ دُور کر
دیکھ پھر میری اسی صورت کو اطمینان سے	وہ تصوّر تھا جلالی اب جمالی باندھ لے

کس کی طاقت ہے جو دیکھے روئے اعظم کو عیاں	یہ تیرا حصہ تھا ارجن سب کا تو سردار ہے
اب تصور کو بدل اور دیکھ تو میری طرف	اے کنہیا پھر وہی تیرا پُرانا یار ہے

संजयउवाच। इत्यर्जुनं वासुदेवस्तथोक्त्वा स्वकं रूपं दर्शयामास भूयः। आश्वासयामास चभीतमेनं भूत्वा पुनःसौम्यवपुर्महात्मा ॥ ५०॥

سنجے نے کہا

تصور کا بدلنا

(۵۰) اے عالی منزلت (دھرتراشٹر) یہ کہکر کرشن نے ارجن کو اپنا جلوہ دوبارہ دکھایا اور خوش نما صورت اختیار کر کے اوس خوف زدہ کو تسکین دی۔

کرشن نے اسدم دکھایا اپنا جلوہ اور ہی	خوبرو بن کر ہراساں دوست کو تسکین دی

अर्जुनउवाच। दृष्ट्वेदं मानुषं रूपं तव सौम्य जनार्दनः ॥
इदानीमस्मि संवृत्तः सचेताः प्रकृतिंगतः ॥५१॥

ارجن نے کہا

صفت جمالی کا ارجن کے قلب پر ظہور

(۵۱) اے کرشن اب آپ کی اس خوش نما صورت انسانی کو دیکھکر میرے دل کو قرار اور طبیعت کو اطمینان ہوا ہے

دیکھکر یہ نور دلکش شکل میں انسان کی :	ہوش و اطمینان و دلجمعی مجھے حاصل ہوئی

श्री भगवानुवाच

सुदुर्दर्शमिदं रूपं दृष्टवानसि यन्मम ॥

देवा अप्यस्य रूपस्य नित्यं दर्शन कांक्षिणः ॥५२॥

شری بھگوان نے فرمایا

کرشن جی نے کہا جو صورت جلال و جمال تو نے دیکھی ہے اوس کا دیدار مشکل سے نصیب ہوتا ہے

(۵۲) جس صورت کا دیکھنا دشوار ہے اور جو تو نے دیکھی ہے دیوتا بھی میرے اُس دیدار کی تمنا رکھتے ہیں۔

جیسی میری حیرت افزا شکل تو نے دیکھ لی
آرزو ہے دیوتاؤں کو بھی اِس کے دید کی

شکر کر ارجُن کہ کیا طالع ترا بیدار ہے
تو اوسے دیکھے جسے جلوہ سے ننگ وعار ہے
سب ملائک منتظر مدت سے تھے اس دید کے
یہ ترا صدقہ ہے اور یہ واجب الاظہار ہے
کیا عبادت کیا ریاضت کیا سخا سب ہیچ ہیں
ایسے جلوہ میں فقط اک لطفِ حق درکار ہے

منتر نمبر ۴۹ کے معنی سمجھنے سے واضح ہو گا کہ جو دوسری صورت کرشن دیو نے ارجُن کو دکھائی وہ کوئی اور صورت نہ تھی یعنی جب ارجُن صورت جلالی یا جذب کی دیکھکر گھبرایا تب کرشن جی نے اپنی جمالی یا سلوک کی کیفیت دکھا دی تصویر نمبر ۱۳ اور تصویر نمبر ۷ میں کوئی تفاوت نہیں ہے وہ منتری اور یہ تشبیہی ہے اور یہ دونوں عکس اور معکوس ہو کر جیسا کہ تصویر نمبر ۷ میں اوپر بیان ہو چکا ہے واقع ہوئی ہیں اِس تصویر نمبر ۱۳ کی بنیاد پر موتی دھیان کا طریقہ شروع ہوا ہے جو نہایت ضروری ہے یعنی متشکل صورت کا خیال دل میں بندھ سکتا ہے غیر متشکل کا تصور قایم ہونا نہایت مشکل اور دشوار ہے آسانی کے خیال سے یہ طریقہ پسند کیا گیا مطلب دونوں کا ایک ہی ہے اِس تصور کو سرگن اور نمبر ۷ کی تصویر کو نرگن روپ سمجھ لینا چاہیئے اور اُنمیں صرف تفاوت تفہیمی ہے اور واقعی نہیں ہے یہ ایک مشہور مقولہ ہے کہ خدا نے انسان کو اپنی صورت پر بنایا اور جیسے کسی بیج میں اوسکے درخت کی شکل معہ پھل۔ پھول۔ پتہ کے موجود ہوتی ہے جو آنکھ سے نظر نہیں آتی۔ اسی طرح ہر ذی روح کے ہردے یعنی قلب میں روح اعظم آشکارا ہوتی ہے مگر آنکھ سے نہیں دکھ سکتی حق الیقین سے نظر آجاتی ہے اب اس تصویر کے اعداد کی مطابقت کرنے سے یہ عقدہ کھل جائیگا کہ جو کچھ تصویر نمبر ۱۳ میں آشکارا ہوا ہے ویدوں نے اوسی کی حمد و ثنا گائی ہے سرمو تفاوت نہیں ہے

اس وشنو کی تصویر میں جو حلقہ سفیدی کا ہے وہ صفحہ بسیط اور ایک کا عدد ہے۔ گلابی رنگ چیتن شکتی یعنی مادہ حیات کا اشارہ ۲ کے عدد پر ہے شیش ناگ کال گویا ۳ کے عدد کو بتاتا ہے اور لکشمی زرد رنگ والی ۴ کا عدد اور بدہی کا آکار ہے ان چاروں قوتوں کے مجموعہ سے نابھی یعنی ناف کے مقام پر مجموعہ انفاس یعنی پرانوں کا ہے جسے آسمان وایو کہتے ہیں وہاں قدرتی طور پر اندر کی جانب باہر سے نفس کوشش ہوتی ہے جسکی بدولت پران ظہور پاتا ہے اور اوسے مثل ڈنڈی کنول کے سمجھنا چاہیئے اس پران کی ڈنڈی میں برہما یعنی بدھی کا کنول چہار برگہ محسوس ہوتا ہے جسمیں اہنکار۱ چیت۲ بدھی۳ اور من۴ کی چار علمی قوتیں ظاہر ہوتی ہیں اور وہ عکس اون پہلی چہار شکتیوں کے ہیں جنکا بیان اوپر آچکا ہے۔ پران جب گلے کے مقام سے اوپر جاتا ہے تب وہ اودان کہلاتا ہے مگر اس سے پیشتر وہ دیان سے جو سارے جسم میں سما رہی ہے ملکر ایک مادہ پنچ مکھی مورتی جسے رودر کہتے ہیں اور جو مجموعہ پنچ عناصر کا ہے ظاہر کر دیتا ہے اسکے بعد ایان شکتی جو سُرخ رنگ والی آتش کا مادہ ہے اندر گئی ہوئی سانس کو جسم سے باہر کر دیتی ہے اور ایسا چکر ذی حیات میں برابر چلتا رہتا ہے اور اس کا نام زندگی ہے یہ پانچ اور چار کے عدد ملکر مساوی نو۹ کے ہوتے ہیں اور اولین چار کا ایک مجموعہ علم خالص کے دسویں عدد سے مشابہت کلّی رکھتا ہے اس تصویر میں جو ناف سے باہر کی جانب نقوش دکھائے ہیں یہ صرف سمجھانے کی غرض سے ہیں واقعی یہ سب فعل جسم کے اندر ہو رہے ہیں انسان کا دماغ کنول کا پھول ہے نرخرہ اوس پھول کی ڈنڈی ہے اور اسمیں سارے عجائبات محسوس ہوتے ہیں۔

برہما جی کے سر پر جو تاج سات رنگ کا دکھایا گیا ہے وہ ساتوں بھومکا یعنی طبقات ہیں اور رُودر کے سر پر جو آٹھ رنگ کا تاج ہے وہ پنچ مہابھوت من بدّھی اور اہنکار کا مجموعہ ہے یہاں پر ستوگنی وشنو کا رجوگنی برہما کا اور تموگنی شیو کا روپ ہے یہ تینوں گُن باہم ملکر تماشہ دکھا رہے ہیں جو دید ناحق بیں سے واشگاف ہوتا ہے سام وید میں جو طریقت عشق کی ظاہر کی گئی ہے وہ بلا صورت پرستی کے بن نہیں سکتی اور بھگتی کے لفظ سے مشہور ہے سب سے عمدہ اور آسان یہی طریقت مانی گئی ہے ماسوا پر نظر ٹھیرانا عشق مجازی کہلاتا ہے اور ذات پر توجہ کرنا عشق حقیقی ہے اور کرشن بھگوان کا

ساری گیتا میں یہی فرمان ہوا ہے کہ اپنی انانیت و پندار کو دور کر کے بجائے اُسکے انسان ذات پاک کے مشاہدہ کی مزاولت کرے اور اُسکے حضور سے غائب نہو اسی وجہ سے پرماتما پوجن اور گرو کا دھیان جو بالمعنی ایک ہیں طالب کے واسطے لازمی ہے۔ مذہب صوفیہ اہل اسلام نے اس طریقت کو مان رکھا ہے گو وہ کسی الفاظ میں بیان کی جاوے مگر معنی میں فرق نہیں ہے خدا شناسی کی اول منزل بُت پرستی ہے کہ بلا اس کے خدا شناسی نہیں ہوتی۔

درونِ ہر بُتے جانیست پنہاں ‖ بزیر کفر ایمانیست پنہاں

नाहं वेदैर्न तपसा न दानेल न चेज्यया ।।
शक्य एवं विधो द्रष्टुं दृष्टवानसि मायथा ।।५३।।

اس دیدار کا حاصل ہونا کس عمل کو ذریعہ سے ممکن ہوتا ہے

(۵۳) جیسا تو نے مجھے دیکھا ہے ویسا میں وید کے پڑھنے ریاضت کرنے خیرات دینے اور یگ کرنے سے نہیں دیکھا جا سکتا ہے۔

علم کی تحصیل تقویٰ خیر و نیک اعمال سے ‖ دیکھنا مشکل ہے جیسا تو نے دیکھا ہے مجھے

وید پڑھنا جگ کا کرنا خیر اور خیرات سب ‖ ایسے جلوہ میں ہر ایک لاچار ہے بیکار ہے
سب سے یکسو ہوئے جو مجھسے لڑاتا ہے نظر ‖ میں بھی اسکو دیکھتا ہوں یہ میرا اسرار ہے

भक्त्या त्वनन्यया शक्य अहमेवं विधोऽर्जुन ।।
ज्ञातुं द्रष्टुं च तत्त्वेन प्रवेष्टुं च परं तप ।। ५४ ।।

البتہ عشق حقیقی کے وسیلہ سے علم اور دیدار اور وصال حاصل ہوتا ہے

(۵۴) اے ارجن فاتح دشمنان عشق حقیقی کے وسیلہ سے میرا علم اور دیدار کما حقہ حاصل ہوتا ہے اور وصال نصیب ہوتا ہے۔

اضطرابِ دل کے ہوتے میری قربت ہے محال ‖ عشق سے آسان ہے میرا علم و دیدار و وصال
دائم ہمہ جا باہمہ کس در ہمہ حال ‖ می دار د نہفتہ چشم دل جانب یار

मत्कर्म कृन्मत्परमो भक्तः संगवर्जितः ।।

निर्वैर सर्व भूतेषू यः समामेति पाण्डव ॥५५॥

مجھکو اپنی ہستی تسلیم کرنا عشق حقیقی ہے اور ذریعہ وصال ہے

(۵۵) اے ارجن جو شخص اپنے فعلوں کو مجھے تفویض کر کے ادا نہیں کرتا ہے میرا طالب ہوتا ہے میرا عشق حقیقی رکھتا ہے اور کل مخلوقات سے بے تعصب رہتا ہے وہ مجھ میں وصل ہو جاتا ہے۔

جو میرا طالب فنا ہوتا ہو مجھ میں عشق سے	جسکی یکساں ہی نظر سب پر وہ پاتا ہے مجھے

مضمون ادھیائے یازدہم منظومہ پنڈت پران کشن صاحب ہاکچر ساکن گوالیار

جو کرے سو میری خاطر جو دھرے میرے لیئے
سادگی میں میرا عاشق کیا غضب ہوشیار ہے

ہو محبت اُس کو اُن سے جن کو میں پیدا کروں
بے طمع ہو بے غرض ہو جب وہ میرا یار ہے

مجھ سے چاہے مجھکو اور میری پرستش میں رہے
دوسری صورت سے جب دیکھو تبھی بیزار ہے

جو بتانا تھا بتایا دیکھ کیا باقی رہا
ایک نقطہ ہے جو تیرے حق میں اب درکار ہے

ترک کر سب ملتیں لے مجھ اکیلے کی پناہ
یہ میرا ذمہ ہے ارجن تیرا بیڑا پار ہے

इति श्री मद्भगवद्गीता सूप निषत्सु ब्रह्म विद्यायां योग शास्त्रे श्री कृष्णार्जुन संवादे विश्वरूप दर्शन योगोनाम एकादशोऽध्यायः ॥११॥

شری بھگوت گیتا کے مخفی علم الوہیت کے طریقت کے بارہ میں کرشن اور ارجن کی تقریر کی وشوروپ درشن یوگ نام والی گیارہویں ادھیا ختم ہوئی

گیارہویں ادھیا کا خلاصہ

دسویں ادھیا تک تو علم الیقین کی منزل بیان کی گئی ہے اس ادھیا میں عین الیقین اور حق الیقین کی اعلیٰ منازل دکھائی گئی ہیں اور طریقت فنا سے اون تک رسائی کا ہونا ممکن ظاہر کیا گیا ہے اور زہد ریاضت نیک اعمال وغیرہ سے ان کا حاصل ہونا محال بتایا گیا ہے جس وقت یوگ اور سانکھیہ اور ویدانت کے قدیم طریقوں پر بخوبی عمل درآمد کا ہونا دشوار ثابت ہوگیا تھا اوس وقت سری بھگوان نے عامۂ خلایق کی مخلصی کے لیے زمانہ آیندہ کے حسب حال اون شاستروں کے اصول کا انتخاب کرکے فنا کے آسان طریقت کو فروغ دیا۔

فنا کے طریقت میں عشق کے وسیلہ سے انانیت ترک کرکے نور حقیقی کو اپنی ہستی تسلیم کرنا ہوتا ہے جب وہ تسلیم بالکل عین الیقین ہو جاتی ہے بعد ازاں وہ حق الیقین کا درجہ باقی ہے اوسوقت طالب کُل عالم کو اپنا ہی جلوہ دیکھتا ہے اور اسی کو وشو روپ درشن یعنی جلوہ جہاں نما عارفوں نے کہا ہے عین الیقین کی حالت میں کثرت وحدت میں سما جاتی ہے اور وحدت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے حق الیقین کی کیفیت میں کثرت میں وحدت ہی موجود نظر آتی ہے۔

بارھویں ادھیا بھگتی یوگ

अर्जुन उवाच

एवं सतत युक्ता ये भक्तास्त्वां पर्युपासते ।।

ये चाप्यक्षरमव्यक्तं तेषां के योगवित्तमा ।। १।।

ارجن نے دریافت کیا

طریقت شغل فکر تصوّر اور طریقت فنا ۔

(۱) بعض طالب تو اسطور پر ہمیشہ آپکی پرستش میں مشغول رہتے ہیں اور بعض ذات لازوال و بے نشان کی پرستش کرتے ہیں انمیں سے کونسے وصال کا بہتر طریقہ جانتے ہیں ۔

کچھ بشر عشق حقیقی سے ہیں طالب آپ کے
ذات کے جویا ہیں کچھ اُن میں ہیں افضل کونسے

لفظ اسطور کا اشارہ فنا کے طریقہ پر ہے جو گیارھویں ادھیا میں بیان کیا گیا ہے اور لازوال اور بے نشان ذات کی پرستش سے حصولِ معرفت کا وہ طریقہ مُراد ہے جو زمانہ سابق میں جاری تھا اور جس کے لئے کرم یوگ یعنی عملی طریقت ضروری تھی ۔ ذات لازوال کو اور کرشن بھگوان کی حقیقت کو جُدا نہ سمجھنا چاہئے یہاں تو صرف طریقت کے اختلاف پر سوال پیدا ہوا ہے ۔

श्रीभगवानुवाच

मय्यावेश्य मनो ये मां नित्ययुक्ता उपासते ।।

श्रद्धया परयोपेतास्ते मे युक्ततमा मताः ।। २।।

شری بھگوان نے فرمایا

طریقت فنا بہتر ہے

(۲) جو دل کو مجھ میں لگا کر خلوص عقیدت سے ہمیشہ میری پرستش کرتے ہیں وہ واصلوں میں اعلیٰ ہیں

میری طاعت میں سدا مشغول ہیں جو آدمی
صدق جنمیں ہے طلب اعلیٰ ہے اُن کی زندگی

جو یوگ فنا کے طریقہ سے طالب ذات ہوتے ہیں اور وہ طریقوں کے پیرو ان پر سبقت رکھتے ہیں

ये त्वक्षर मनिर्देश्य मव्यक्तं पर्युपासते ।।

सर्वत्र गम चिन्त्यं च कूटस्थ मचलं ध्रुवम् ।।३।।

सन्नियम्येन्द्रिय ग्रामं सर्वत्र सम बुद्धयः ।।४।।

ते प्राप्नुवंति मामेव सर्व भूत हिते रताः ।।४।।

شغل فکر اور تصور کے طریقوں سے بھی وصال ہوتا ہے

(۳ و ۴) جو سب کو یکساں سمجھتے ہیں اور سب کی بہتری مدِنظر رکھتے ہیں اور تمام حواس کو روک کر بے زوال۔ حیطہ کلام سے باہر بے نشان محیط کُل۔ قیاس سے برتر۔ پاک قایم اور قدیم ذات کی پرستش کرتے ہیں وہ بھی مجھی کو پاتے ہیں۔

ہستی الطف ہے لافانی و برتر از حواس	قایم و ساکن محیط و پاک و بیروں از قیاس
محو ہو جاتے ہیں جو اُس میں صفائے قلب سے	چاہتے ہیں خیر سب کی وہ بھی پاتے ہیں مجھے

جو لوگ ضبط حواس اور ریاضت کے وسیلہ سے ذات بے نشان کے متلاشی ہوتے ہیں وہ کرشن بھگوان کی ذات میں جو واقعی بے نشان ہے وصل ہوتے ہیں۔

क्लेशो ऽधिक तरस्तेषा मव्यक्ता सक्त चेतसाम ।।

अव्यक्ता हि गतिर्दुःखं देह वद्भिर वाप्यते ।।५।।

مندرجہ بالا طریقہ مشکل اور دیر طلب ہیں

(۵) لیکن اونھیں ذات بے نشان کے تصوّر قایم کرنے کی وجہ سے زیادہ دقت پیش آتی ہے انسان کے لئے ذات بے نشان کا تصوّر مشکل ہے۔

غیب کی پردہ دری اُنکے لئے دشوار ہے	عقل ظاہر بیں سے پنہاں ذات کا دیدار ہے

حصول علم ذات کے دو طریقے ہیں ایک میں اپنی ہستی کو برہم یعنی ذات محیط تصوّر کرنا ہوتا ہے دوسری میں انانیت کو ترک کرنا پڑتا ہے۔ پہلے طریقہ میں ضبط حواس کے وسیلہ سے ذات بے نشان کا تصوّر قایم کیا جاتا ہے اور سخت مشکل ہے دوسرے طریقہ سے بشرطیکہ طالب تیز فہم ہو بہت جلد کشایش باطنی حاصل ہوتی ہے اور اُس کے لئے لوازمات بیرونی کا ترک بھی لازمی نہیں ہے

صرف باطنی ریاضت کافی ہے پندار کی موجودگی میں ذات بے نشان کا تصور قایم ہونا ممکن نہیں ہے
پندار کے ترک کرنے پر جو کچھ باقی رہتا ہے وہ ذات بے نشان ہے ضبط حواس کے طریقت کے پابند
کو بھی آخر الامر فنا کی منزل طے کرنی پڑتی ہے (ادھیاے پنجم کا منتر ۲۸ بغور دیکھو)

ये तु सर्वाणि कर्माणि मयि सन्यस्य मत्पराः ॥
अनन्ये नैव योगेन मांध्यायंत उपासते ॥६॥
तेषां महं समुद्धर्ता मृत्यु संसार सागरात्
भवामि नचिरात्पार्थ मय्या वेशित चेतसाम् ॥७॥

طریقت فنا آسان اور زود رسان ہے

(۶و۷) جو میرے طالب اپنے سارے افعال مجھکو تفویض کرکے عشق کامل کے ساتھ مجھے یاد کرتے ہیں اور میری پرستش کرتے ہیں اے ارجن میں اون کو بحر عالم فانی سے جلد پار کر دیتا ہوں۔

میرے طالب اپنے سارے کام مجھپر چھوڑ کر	جان و ایمان کو فدا کرتے ہیں شوق وصل پر
جن کو میرا عشق صادق ہے انہیں اے نامدار	جلد بحر عالم فانی سے میں کرتا ہوں پار

جو شخص عشق کی کشتی کو ذکر اور فکر کا چپوا اور بادبان لگا کر دریائے فنا کے پار لیجاتا ہے وہ عالم جاودانی کی سلطنت پاتا ہے۔

मय्येव मन आधत्स्व मयि बुद्धिं निवेशय ॥
निवसिष्यसि मय्येव अत ऊर्ध्वं न संशयः ॥८॥

دھیان یعنی تصور

(۸) دل کو مجھ میں لگا اور عقل کو میری سپردگی میں رکھ اس کے بعد تو بیشک مجھ میں وصل ہوگا۔

عقل و دل دونو کو تو میرے تصور میں لگا	راز کھل جائیگا تجھ پر منزل مقصود کا
رو ز خود گم شو وصال این است وبس	گم شدن گم کن کمال این است وبس

अथ चित्तं समाधातुं न शक्नोषि मयि स्थिरम् ॥

अभ्यास योगेन ततो मामिच्छाप्तुं धनंजय ॥९॥

ابھیاس یعنی شغل۔ (۹) جو تو میرا تصوّر قایم نہیں کر سکتا تو اے ارجُن تو شغل کی مزاولت سے میرے حاصل کرنے کی کوشش کر۔

با زِ سنا میرا تصوّر تجھ کو مشکل ہو اگر	شغل کے ذریعہ سے میرے وصل کی تدبیر کر
غافل زِ احتیاطِ نفس یک نفس مباش	شاید ہمیں نفس نفسِ واپسیں بود

अभ्यासेऽप्य समर्थोऽसि मत्कर्म परमो भव ॥

मदर्थ मपि कर्माणि कुर्वन्सिद्धि मवाप्स्यसि ॥१०॥

بچار یعنی فکر (۱۰) جو تو شغل بھی نہیں کر سکتا تو اپنے فعلوں کو مجھ سے منسوب کر اون افعال کو مجھ سے منسوب کرنے پر بھی تجھے درجۂ کمال حاصل ہوگا۔

شغل میں تکلیف ہو تو مجھکو فاعل جانکر	میری خاطر فعل کر عرفان سے ہوگا بہرہ ور
فکر کن تا وارہی از فکرِ خود فکر آں باشد کہ بکشاید رہے شاہ آں باشد کہ از خود شہ شود	فکر کن تا فرد گردی از جد راہ آں باشد کہ پیش آید شہے نے بہ مخزن باد ہا و لشکر ہا شود

अथैत दप्य शक्तोऽसि कर्तुं मद्योग माश्रितः

सर्व कर्म फलत्यागं ततः कुरु यतात्मवान् ॥११॥

تیاگ یعنی فنا (۱۱) جو یہ بھی نہیں کر سکتا ہے تو پھر میرے وصال کا طالب ہو کر اور اپنے دل پر قادر ہو کر افعال کے نتیجہ سے کلیتاً نظر اوٹھا۔

یہ بھی گر دشوار ہے طالب ہو میرے دید کا	دور کر شمع طلب سے ظلمتِ بیم درجا
انسان لفظ است معنیش را دریاب در لفظ فنا ساز و بہ معنی دل بند	دریاب ز لفظ معنی و روئے متاب در بحر وجود محو شو ہمچو حباب

श्रेयो हि ज्ञान मभ्यासा ज्ज्ञाना द्ध्यानं विशिष्यते ॥

ध्यानात्कर्म फलत्याग स्त्यागाच्छांति रनंतरम् ॥१२॥

طریقہ فنا اعلیٰ ہے

(۱۲) شغل سے فکر اعلیٰ ہے فکر سے تصوّر، تصوّر سے ترک نتیجہ فعل اور ترک نتیجہ فعل سے محویت۔

شغل و عرفاں سے ہے آساں تر وسیلہ عشق کا
عشق کا مقصد فنا ہے اور فنا میں ہے بقا

طالب کے لئے ابھیاس یعنی شغل سے بچار یعنی فکر جس کو سیر القلب بھی کہتے ہیں اعلیٰ ہے بچار پر آتم دھیان یعنی ذات بحت کا تصوّر فضیلت رکھتا ہے آتم دھیان سے تیاگ جس کو طریقہ فنا کہتے ہیں عمدہ ہے اور فنا کے بعد بقا ہے شغل کا تعلق دل حواس اور نفس سے ہے فکر کا عقل سے تصوّر قوت متخیلہ کا فعل ہے فنا ترک انانیت کو کہتے ہیں ان چاروں مختلف طریقوں کی تشریح مندرجہ بالا چار منتروں میں درج ہو چکی ہے اور اُون سب کی آخری منزل محویت ہے۔

پیش نظر د فکر دل و ذکر زباں نشد
یار است ہمیں یار ہمیں یار دگر ہیچ

अद्वेष्टा सर्व भूतानां मैत्रः करुण एवच ॥
निर्ममो निरहंकारः समदुःख सुखः क्षमी ॥१३॥
संतुष्टः सततं योगी यतात्मा दृढ़ निश्चयः ॥
मय्यर्पित मनोबुद्धिर्योमद्भक्तः समेप्रियः ॥१४॥

شاغل

(۱۳ و ۱۴) جو میرا طالب دنیا میں کسی سے حسد اور دشمنی نہیں رکھتا ہے اور رحمدل حلیم اور بے پندار ہے تکلیف و راحت کو مساوی سمجھتا ہے تحمل اور صبر رکھتا ہے اور شغل کرتا ہوا حواس پر قادر اور یقین کا پکا ہے اور اپنے دل اور عقل کو مجھ میں لگائے رہتا ہے وہ مجھے عزیز ہے۔

جسکو کل مخلوق سے ہے اُنس و لطف و آشتی
جسکی چشم مست میں ہم رنگ ہیں رنج و خوشی
شغل کی برکت سے ہے جس کا عقیدہ اُستوار
عقل و دل کو محو کر کے ہے وہ میرا جانِ نشاط

यस्मान्नो द्विजते लोको लोकान्नो द्विजतेचयः ॥
हर्षा मर्ष भयोद्वेगै र्मुक्तोयः सचमे प्रियः ॥१५॥

ایضاً (۱۵) جس سے اہل دنیا کو آزار نہیں پہونچتا ہے اور جس کو اہل دنیا آزار نہیں پہونچا سکتے ہیں اور جو خوشی اور رنج خوف اور غصہ سے آزاد رہتا ہے وہ مجھے عزیز ہے۔

خوف وطیش و رنج و راحت سے بری ہو میرا یار	اُس کا مسلک صلح کل ہو وہ ہو سب کا دوستدار

अनपेक्षः शुचिर्दक्षः उदासीनो गतव्यथः ॥

सर्वारंभ परित्यागी योमद्भक्तःसमे प्रियः ॥१६॥

طریقہ فکر کا طالب (۱۶) جو میرا طالب بے خواہش ۔ پاکباز اور ہوشیار ہے آزاد ہے اور مکروہات سے بری رہتا ہے اور اپنے سب فعلوں کے نتیجہ پر نظر رکھتا ہے وہ مجھے عزیز ہے

مطمئن بے لوث قانع پاکباز و باتمیز	تارک پندار انسان ہے مجھکو عزیز

योन हृष्यति नद्वेष्टि नशोचति न कांक्षति ॥

शुभाशुभ परित्यागी भक्ति मान्यः समे प्रियः ॥१७॥

ایضاً (۱۷) جو طالب شوق و نفرت بیم و اُمید نہیں رکھتا ہے اور نیکی اور بدی کو ترک کر دیتا ہے وہ مجھے عزیز ہے۔

جو بری ہو شوق و نفرت بیم اور اُمید سے	وہ دوئی سے پاک ہو اُس سے محبت ہو مجھے

समः शत्रौच मित्रेच तथा मानापमान्योः ॥

शीतोष्ण सुखदुःखेषु समः संग विवर्जितः ॥१८॥

तुल्य निंदास्तुतिर्मौनी संतुष्टो येन केनचित् ॥

अनिकेतः स्थिर मति भक्ति मान्म प्रियोनरः ॥१९॥

طریقہ تصور کا طالب (۱۸ و ۱۹) جو طالب دوستی اور دشمنی تعظیم اور اہانت میں یکساں رہتا ہے۔ اور سردی گرمی شادی و غم سے مساوی بے تعلق ہے مدح و ذم کو برابر خیال کرتا ہے اور سکون رکھتا ہے اور جو کچھ پیش آجائے اوسی میں خوش رہتا ہے اور کاروبار خانہ داری کے ساتھ دلی تعلق نہیں رکھتا ہو مستقل مزاج رہتا ہے وہ مجھے عزیز ہے۔

جسکی نظر وہیں ہے یکساں دوستی اور دشمنی باتوکل بے تعلق ہجو اور تعریف سے	گرم و سرد و شادی و غم حرمت و ہجر مت صابر و آزادہ روالناس پیارا ہے مجھے

ये तु धर्म्यामृतमिदं यथोक्तं पर्युपासते ॥
श्रद्दधाना मत्परमा भक्तास्तेऽतीव मे प्रियाः ॥२०॥

طریقہ فنا کا طالب (۲۰) جو میرے طالبان صادق خلوص عقیدت سے اِس کلام کو جسمیں علم الوہیت کا آبِ حیات بھرا ہوا ہے حرزِ جان بناتے ہیں وہ مجھے نہایت عزیز ہیں۔

اب حیواں میری اِس تقریر کا جس نے پیا	وہ کمالِ عشق سے محبوب کامل بن گیا

عشق بشگافد فلک را صد شگاف عاشقان اندر عدم خیمہ زوند عشق قہار است و من مقہور عشق	عشق لرزاند زمیں را از گزاف چوں عدم یک رنگ نقش واحد اند چوں شکر شیریں شدم از شور عشق

इति श्रीमद्भगवद्गीतासूपनिषत्सु ब्रह्मविद्यायां योगशास्त्रे श्रीकृष्णार्जुनसंवादे भक्तियोगो नामद्वादशोऽध्यायः ॥१२॥

شری بھگوت گیتا کی مخفی علم الوہیت کے طریقت کے
بارہ میں کرشن اور ارجن کی تقریر کی بھگتی
یوگ نام والی بارہویں ادھیا
ختم ہوئی

بارھویں ادھیا کا خلاصہ

بارھویں ادھیا میں شغل فکر اور تصور کے طریقوں کا جو قدیم زمانہ میں جاری تھے عشق و فنا کے طریقے سے جس کو کرشن بھگوان نے فروغ دیا فرق دکھایا گیا ہے۔ اون طریقوں سے مطلوب کا پانا مشکل اور دیر طلب ہے طریقہ فنا اہل دانش کے لئے آسان ہے اور اوس میں کامیابی بھی جلد حاصل ہوتی ہے منجملہ اون تین طریقوں کے شغل پر فکر کو اور فکر پر تصور کو فضیلت ہے۔ اور فنا کا طریقہ اون سب سے اعلیٰ ہے۔ شغل میں حواس اور دل کو ضبط کرنا ہوتا ہے فکر میں عقل کے ذریعہ سے حق و باطل کا تمیز کرنا پڑتا ہے۔ تصور میں خیال کو یکسو کر کے جان کا مشاہدہ کیا جاتا ہے۔

طریقۂ فنا کے عامل پندار ہستی کو ترک کر کے ذات مطلق میں محو ہو جاتے ہیں۔ طالب کو ہر ایک طریقہ سے درجہ بدرجہ کشائش باطنی اور ذات پاک کی قربت حاصل ہوتی ہے لیکن محویت کے مقام پر پہونچنے کے لئے فنا کی شاہراہ طے کرنی لازمی ہے۔

تیرھویں ادھیا کشیتر کشیتر گیہ یوگ

अर्जुन उवाच

प्रकृतिं पुरुषं चैव क्षेत्रं क्षेत्रज्ञ मेवच ॥

एतद्वेदितु मिच्छामि ज्ञानं ज्ञेयं च केशव: ॥१॥

ارجنؔ نے سوال کیا

(۱) اے کرشن آپ مجھے صفات۔ ذات۔ جسم۔ جان۔ علم اور علیم کے معنی سمجھائیے

علم توحید و احد ذات و صفات و جسم و جان		ان منازل کا نشان تبلائیے اے مہربان

ذات اور صفات کی تین تین ظہوروں کو ان مختلف چھ اسما سے بیان کیا ہے۔

کارن	علیم	علم
سوکشم	ذات	صفات
ستھول	جان	جسم

श्रीभगवानुवाच। इदं शरीरं कौंतेय क्षेत्र मित्यभिधीयते॥

एतद्योवेत्तितं प्राहु: क्षेत्रज्ञ इतितद्विद: ॥२॥

شری بھگوان نے جواب دیا

جسم اور جان کی تعریف (۲) اے ارجن اس کالبد عنصری کا نام جسم ہے اور جو اس کو جانتا ہے وہ اسے عارف جان سکتے ہیں۔

مصدر افعال ہونا جسم کی پہچان ہے		شاہد افعال جسمانی سراپا جان ہے

کھیتر زبان سنسکرت میں زمین مزروعہ کو کہتے ہیں اور کھیتر گیہ کے معنی کسان یعنی مزارعہ کے ہیں اس موقع پر کھیتر سے مراد مکان یعنی جسم ہے اور کھیتر گیہ مکیں یعنی جان کے معنی رکھتا ہے۔

क्षेत्रज्ञं चापि मां विद्धि सर्व क्षेत्रेषु भारत ॥

क्षेत्र क्षेत्रज्ञयो र्ज्ञानं यत्तज्ज्ञानं मतंमम ॥३॥

اجسام کی کثرت جان کی وحدت

(۳) اے ارجن جان لے کہ سب جسموں میں جان میں ہی ہوں میری رائے میں جسم اور جان کا تمیز کرنا علم معرفت ہے۔

مان لے ارجن کہ میں ہوں جان کل اجسام کی	امتیاز جسم وجاں ہے روح علم باطنی

ذات کارن سے سوکشم اور سوکشم سے استھول بن کر آشکارا ہوئی ہے اور اپنی ناظر آپ ہی ہے چونکہ استھول اوس کی حد ظہور کے طرف ہے لہذا اس کے معنی اول بیان کئے گئے ہیں سوکشم اور کارن کے معنی آگے بیان کئے جائیں گے ان تینوں منازل کی تحقیقات میں کل علم معرفت آجاتا ہے۔

तत्क्षेत्रं यच्च यादृक्च यद्विकारियतश्चयेत् ॥
सचयोयत्प्रभावश्च तत्समासेन मे श्रृणु ॥४॥

جسم اور جان کے علم کا خلاصہ

(۴) وہ جسم جو کچھ ہے جیسا ہے اوس کے جو جو خواص ہیں اوس کا جس سے ظہور ہے وہ جیسی ہے اور جیسی قدرت رکھتی ہے اوس کا مجمل بیان مجھ سے سن

اب بیاں کرتا ہوں تجھ سے جان کے اعجاز کو	جسم کی خاصیت ونیرنگی و آغاز کو

اس ادھیا کے چھٹے منتر میں بیان ہوگا کہ جسم پانچ عنصروں کا پتلا ہے اور اونیس قوتوں سے آراستہ ہے ساتویں منتر میں اوس کے خواص کی تشریح درج ہے جسم کا جان سے ظہور ہوتا ہے اور اس کی حقیقت ۲۲ منتر میں اور تعریف اور قدرت ۳۲ و ۳۳ و ۳۴ منتر میں ظاہر کیجائیگی۔

ऋषिभि र्बहुधा गीतं छन्दोभि र्विविधैः पृथक् ॥
ब्रह्मसूत्र पदैश्चैव हेतुमद्भि र्विनिश्चितैः ॥५॥

جسم وجان کے علم کی وسعت

(۵) عارفوں نے نئے نئے طرز پر اور ویدوں نے مختلف طور پر اور فلسفہ ویدانت کے مسلوں نے دلیل اور صحت کے ساتھ اسی راگ کو گایا ہے۔

گا چکے ہیں مختلف الحان میں یہ راگنی	چار وید اور رشی اور فلسفی و منطقی

وید اور فلسفہ اور تمام عارف واجب الوجود کے انہیں تین منازل کو مختلف انواع سے حیطہ بیان

ہیں لاتے ہیں مگر عوام بوجہ عدم واقفیت لفظی بحثیں پیش کرتے ہیں درحقیقت علم معرفت ایک ہے
اور اُس اختلاف کا ہونا ممکن نہیں۔

महा भूतान्य हंकारो बुद्धिरव्यक्त मेव च ॥
इन्द्रियाणि दशैकं च पंच चेंद्रिय गोचरा: ॥६॥
इच्छाद्वेष: सुखं दुखं संघात श्चेतना धृति: ॥
एतत्क्षेत्रं समासेन सविकार मुदाहृतम् ॥७॥

اجزاءجسمانی (۶) پانچ عناصر بسیط۔ انانیت عقل۔ قوت متخیلہ۔ دس حواس۔ دل اور پانچ الۂ حواس
(۷) رغبت اور نفرت۔ آرام اور تکلیف۔ موت۔ زندگی اور پیدائش یہ جسم اور اس کے
خواس کی مجمل تفصیل ہیں۔

	پانچ عنصر پانچ اعضا دس حواس مذکر کہ شوق و نفرت رنج و راحت ہوش غفلت اور خودی		چار قوت یعنی عقل و دل خیال و حافظہ مختصر الفاظ میں تفصیل ہے اس جسم کی	

خلا۔ باد۔ آب۔ آتش۔ خاک۔ انانیت عقل۔ قوت۔ متخیلہ سامعہ۔ لامسہ۔ باصرہ۔ ذائقہ شامہ ہاتھ
پانوں۔ مونہہ۔ مقام بول۔ مقام براز۔ دل۔ کان۔ پوست۔ آنکھ۔ زبان۔ ناک یہ چوبیس تتو یعنی
اجزائے جسم انسان کے فلسفہ سانکھ نے تحقیقات کے بعد ثابت کئے ہیں پچیسواں ذات مطلق ہے
جس سے اِن سب کو نمود ہے۔

اِن چوبیس اجزا کی ترکیب سے رغبت و نفرت آرام و تکلیف موت زندگی اور پیدائش
کی ساتوں حالتیں ہوتی ہیں۔

अमानित्व मदं भित्व महिंसा क्षांतिरार्जवम् ॥
आचार्योपासनं शौचं स्थैर्य मात्म विनिग्रह: ॥८॥

علم کی تعریف (۸) انکساری۔ راستبازی۔ رحمدلی۔ تحمل۔ سچائی استاد کی تعظیم کا خیال
صفائی قلب۔ استقلال۔ ضبط دل۔

زہد و تقویٰ راست بازی صلح جوئی انکسار	صحبتِ انسانِ کامل ضبطِ دل صبر و قرار

इन्द्रियार्थेषु वैराग्यमनहंकार एवच ॥
जन्म मृत्यु जराव्याधि दुःखदोषानु दर्शनम् ॥९॥

ایضاً (۹) محسوسات سے بے تعلقی۔ ترک پندار۔ پیدائش۔ موت۔ بڑھاپے اور بیماری کی تکلیفات کے نقص سے آگاہ رہنا۔

ترک محسوسات و خواہش پاک طینت اور حلم	مرگ و پیدائش علالت اور پیری سب کا علم

असक्तिरनभिष्वंगः पुत्रदार गृहादिषु ॥
नित्यं च समचित त्वमिष्टानि ष्टोपपत्तिषु ॥१०॥

ایضاً (۱۰) اولاد۔ بیوی اور متعلقین وغیرہ کی الفت میں نہ پھنسنا آزاد رہنا اور خوشی اور رنج کے موقع پر یکساں رہنا۔

اقربا فرزند اور بیوی کی اُلفت چھوڑنا	جذبۂ رنج و خوشی کی ریسماں کو توڑنا

मयि चानन्य योगेन भक्तिरव्यभि-चारिणी ॥
विविक्तदेशसेवित्व मरतिर्जन संसदि ॥११॥

ایضاً (۱۱) عشق حقیقی کے ساتھ میرا ہی طالب ہونا۔ گوشہ گزین رہنا اہل دنیا سے بے تعلقی رکھنا۔

باندھنا میرا تصور عشق صادق سے مُدام	گوشہ گیری از خلائق ترکِ شوقِ اژدہام

अध्यात्म ज्ञान नित्यत्वं तत्त्व ज्ञानार्थ दर्शनम् ॥
एतज्ज्ञान मिति प्रोक्तमज्ञानं यदतोऽन्यथा ॥१२॥

ایضاً (۱۲) علم ذات میں ثابت قدم ہونا اور علم صفات سے واقف ہونا علم کی تشریح ہے جو اس کے برعکس ہے وہ جہل ہے۔

ظاہر و باطن کی معلومات سے بہرہ وری	علم کی تعریف ہے باقی ہے سب بیدانشی

بعلوں کی طرف توجہ کا رجوع ہونا گیان یعنی علم ہے۔ جو اس سے مغلوب ہونا اگیان یعنی جہل ہے

ज्ञेयं यत्तत्प्रवक्ष्यामि यज्ज्ञात्वाऽमृतमश्नुते ।।
अनादिमत्परं ब्रह्म न सत्तन्नासदुच्यते ।।१३।।

علیم کی تعریف (۱۳) اب میں اوس علیم کی تعریف بیان کرتا ہوں جس کے جاننے سے زندگانی جاوید ملتی ہے جس کا آغاز نہیں ہے اور جو ذات لازوال ہے اور حق و باطل نہیں کہا جا سکتا

معنی لفظ اَحَداب تجھیہ کرتا ہوں عیاں	علم وحدت کا نتیجہ ہے حیات جاوداں
اوّل و آخر نہیں اُس کا کہ وہ ہے لازوال	حق نہ کہ سکتے ہیں اُس کو اور نہ باطل اہل جاں

علیم کا مشاہدہ اوس وقت ہوتا ہے جبکہ علم اور عالم دونوں علیم میں محو ہو جاتے ہیں جب تک علم اور عالم کا تمیز موجود رہتا ہے محویت کا ہونا نہیں کہا جا سکتا۔ عالم بیدار ہے اور علم نمود عالم ہے اور یہ دونوں علیم کا حجاب ہو رہے ہیں۔

सर्वतः पाणिपादं तत्सर्वतोऽक्षिशिरोमुखम् ।।
सर्वतः श्रुतिमल्लोके सर्वमावृत्य तिष्ठति ।।१४।।

محیط (۱۴) اوس کے سب طرف ہاتھ پانوں ہیں سب طرف آنکھیں سر اور منہ ہیں سب طرف کان ہیں اور وہ سارے عالم میں محیط ہے۔

ہر طرف گوش و سر و چشم و دہان و دست و پا	ہیں اُسی کے اور وہ ہے شش جہت سے رونما

جتنے انسانوں کے ہاتھ پانوں آنکھ سر اور منہ ہیں یہ سب اوسی علیم کے ہیں جو سب میں محیط ہے۔

ذاتت بہمہ صفات جامع در تو	زاں نور حقیقت است لامع در تو
ہر خود تو عبث تہمت ہستی داری	حق است کہ شد قایل و سامع در تو

सर्वेंद्रिय गुणाभासं सर्वेंद्रिय विवर्जितम् ।।
असक्तं सर्वभृच्चैव निर्गुणं गुणभोक्तृ च ।।१५।।

(۱۵) وہ سب حواس کے عملوں کو روشنی دیتا ہے اور سب حواس سے برتر ہے

سب سے مبرا ہے اور سب کو ظہور دیتا ہے صفات سے منزہ ہے اور صفات کو تمیز کرتا ہے۔

جلوہ گر اجسام میں ہے خود مبرا از حواس	با ہمہ و بے ہمہ با وصف بیروں از قیاس
عکس روئے تو چو در آئینہ جام افتاد ایں ہمہ نقش مے و عکس مخالف کہ نمود	عاشق سوختہ دل در طمع خام افتاد یک فروغ رخ ساقی ست کہ در جام افتاد

علیم عالم کی نیرنگی کو آنکھوں سے دیکھتا ہے اقوال کو سنتا ہے زبان سے بولتا ہے اور پانوں سے چلتا ہے اور باوجود ان سب فعلوں کے کرنے کے ان میں آلودہ نہیں ہوتا۔

बहिरंतश्च भूतानामचरं चर मेव च ॥
सूक्ष्म त्वात्तदविज्ञेयं दूरस्थं चांतिकेचतत् ॥१६॥

لطیف (۱۶) اجسام کے اندر اور باہر ہے اور ساکن اور متحرک ہے وہ کمال لطافت کے سبب معلوم نہیں ہوتا ہے اور دور اور نزدیک موجود ہے۔

ساکن و متحرک و مخفی و ظاہر ہے وہ نور	گو لطافت سے نظر آتا نہیں نزدیک و دُور

علیم کل عالم میں اور ہر ذرہ میں محیط ہے اور باوجود اجسام کو حرکت دینے کے خود غیر متحرک ہے وہ بسبب کمال لطافت حواس کے پردہ میں چھپا ہوا ہے اور اون سے تمیز نہیں ہو سکتا وہ قریب سے قریب ہے مگر بوجہ جہل و نادانی نہایت دُور معلوم ہوتا ہے۔

अविभक्तं च भूतेषु विभक्त मिव च स्थितम् ॥
भूत भर्तृ च तज्ज्ञेयं ग्रसिष्णु प्रभविष्णु च ॥१७॥

واحد (۱۷) وہ واحد ہو کر اجسام میں منقسم نظر آتا ہے اور اوسی کو موجودات کے ایجاد قیام اور فنا کا باعث جاننا چاہیے۔

وہ یگانہ ہے مگر عالم میں ہے کثرت نما	اُس کے رُخ کا پرتو ہے بود و ایجاد و فنا

علیم دراصل واحد ہے مگر جہل کی وجہ سے اُسکی کثرت کا خیال انسان کے دلمیں پیدا ہوتا ہے

ज्योतिषामपि तज्ज्योतिस्तमसः परमुच्यते ॥

ज्ञानं ज्ञेयं ज्ञान गम्यं हृदि सर्वस्य धिष्ठितम् ॥१८॥

منور

(۱۸) وہ سب نوروں کا نور ہے اور ظلمت سے دُور ہے اور عالم علم اور معلوم بنکر سب کے دل میں مقیم ہے۔

جہل کے پردے میں پوشیدہ ہے وہ نوروں کا نور
قلب میں علم سے گا نہ اُس سے پاتا ہے ظہور

इति क्षेत्रं तथा ज्ञानं ज्ञेयं चोक्तं समासतः ॥

मद्भक्त एतद्विज्ञाय मद्भावायोपपद्यते ॥१९॥

علم اور علیم کا تمیز ذریعہ وصال ہے

(۱۹) یہاں تک جس علم اور علیم کا مجمل بیان ہوا ہے جو میرا طالب اِسے سمجھ لیتا ہے وہ مجھ میں وصل ہوتا ہے۔

جسم و جان اور علم کا جو تذکرہ میں نے کیا
اُسکو سُن کر میرا طالب مجھ میں جاتا ہے سما

جسم اور جان کا بیان نمبر ۲ سے ۷ تک علم کا بیان ۸ سے ۱۲ تک اور علیم کا بیان ۱۳ سے ۱۸ تک مختصر طور پر ہوا ہے۔

प्रकृतिं पुरुषं चैव विद्ध्यनादी उभावपि ॥

विकारांश्च गुणांश्चैव विद्धि प्रकृति संभवान् ॥२०॥

ذات و صفات

(۲۰) تو سمجھ لے کہ ذات اور صفات دونوں کی ابتدا نہیں ہے اور نیک اور بد خاصیتیں صفات سے ظہور پاتی ہیں۔

آفرنیش اور فنا سے پاک ہیں ذات و صفات
جملہ اوصاف و عوارض ہیں صفاتی کائنات

ذات اور صفات کا باہم ہونا مثل عکس اور معکوس کے ہے ذات قائم ہے اور صفات متحرک اور متغیر۔

कार्यकारण कर्तृत्वे हेतुः प्रकृति रुच्यते ॥

पुरुषः सुख दुःखानां भोक्तृत्वे हेतु रुच्यते ॥२१॥

ذات مصدر علم اور صفات مصدر فعل ہے	(۲۱) فعل فاعل اور فاعلیت کا سبب صفات بیان کی گئی ہیں اور تکلیف و آرام کی تمیز کرنے کا سبب ذات ہے۔

فاعلیت فعل و رفاعل ہیں نیرنگ صفات		راحت و تکلیف کے احساس کا باعث ہے ذات	

افعال صفات سے پیدا ہوتے ہیں۔ ذات صرف اون کی علیم ہے۔

पुरुषः प्रकृतिस्थो हि भुंक्ते प्रकृतिजान्गुणान् ॥
कारणं गुण संगोऽस्य सदसद्योनिजन्मसु ॥२२॥

ذات اور صفات کا تعلق (۲۲) ذات صفات میں مقیم ہوکر اون خواص کو جو صفات سے پیدا ہوتے ہیں برداشت کرتی ہے اور خواص کے ساتھ اوس کا تعلق ہونے سے نیک اور بد انسانوں کی پیدایش ہوتی ہے۔

سیر قدرت دیکھا ہے ذات حق کا معجزہ		نیک و بد خلقت ہے گویا ایک مخفی شعبدہ	

ذات اور صفات کے الحاق سے کل مخلوقات کی پیدائش ہوتی ہے اور اس الحاق کا نام حقیقی ہے

उपद्रष्टानुमंता च भर्ता भोक्ता महेश्वरः ॥
परमात्मेति चाप्युक्तो देहेऽस्मिन्पुरुषः परः ॥२३॥

ذات کا جلوہ (۲۳) وہ ذات پاک اس جسم انسان میں نزول کرکے شاہد، مالک پروردگار علیم۔ قادر مطلق اور رحمت مطلق کہلاتی ہے۔

قالب حادث میں نازل ہوکے وہ ذات قدیم		ناظر و ہے فاعل و مفعول معلوم و علیم	

ذات انسانی حیات کو اختیار کرکے مندرجہ بالا صفتوں کا ادراک کرتی ہے

य एवं वेत्ति पुरुषं प्रकृतिं च गुणैः सह ॥
सर्वथा वर्तमानोऽपि न स भूयोऽभिजायते ॥२४॥

ذات و صفات کا علم باعث رستگاری ہے (۲۴) جو انسان ذات اور صفات اور صفات کے خواص کی ماہیت کو سمجھ لیتا ہے وہ چاہے کسی حال میں رہے پھر پیدا نہیں ہوتا

علم ہے جسکو حقیقت کا صفات و ذات کی　　　با ہمہ اوصاف وہ ہی آفرینش سے بری

جو بشر ذات اور صفات کے عقدہ کو حل کر لیتا ہے وہ عارفِ کامل ہو جاتا ہے۔

ور ذاتی و باذات تو اے طالب ذات　　　موجود بذاتی خبر آیات صفات

این چاہ خودی را دو سہ گز گر بکنی　　　از خانۂ خود بیابی آن آبِ حیات

ध्यानेनात्मनि पश्यन्ति केचिदात्मानमात्मना ॥
अन्ये सांख्येन योगेन कर्मयोगेन चापरे ॥२५॥

شغل فکر اور تصور کے طریقے سے وصال ذات ہوتا ہے

(۲۵) بعض آدمی تصور کے ذریعہ سے ذاتِ مطلق کو اپنے باطن میں مشاہدہ کرتے ہیں بعض فکر یا شغل کے ذریعہ سے

اہل باطن کو میسر ذات کا دیدار ہے　　　علم اور اعمال کا ثمرہ وصالِ یار ہے

अन्ये त्वेवमजानन्तः श्रुत्वान्येभ्य उपासते ॥
तेऽपि चातितरन्त्येव मृत्युं श्रुतिपरायणाः ॥२६॥

سُرت سادھنا وصال کا ذریعہ ہے۔

(۲۶) اور جو لوگ اِن طریقوں سے ناواقف ہیں اور غیروں سے سُن کر یادِ حق کرتے ہیں وہ بھی سُرت سادھنا کے ذریعہ سے دریائے اجل سے پار ہو جاتے ہیں۔

یادِ خالق سے ہمیشہ جس کا دل سرشار ہے　　　بالیقین بحرِ اجل سے اُس کا بیڑا پار ہے

علم ذات کا حاصل ہونا استعداد اور قابلیت پر منحصر نہیں ہے بلکہ صفائی قلب پر ہے جو کہ اشغال سے حاصل ہوتی ہے بہت سے متقدمین تحصیل علم کے بغیر عارف کامل ہو چکے ہیں جن کے کلام کی ضمیر عالمان و محققان گذشتہ کی تصانیف کی ضمیر سے مطلق فرق نہیں رکھتی سُرت سادھنا کا طریقہ جس کا اِس فقرہ میں بیان ہوا ہے دیگر اشغال سے مختلف ہے کہ اسمیں بجائے کسی تصوّر کے قائم کرنیکی قوت متخیلہ کو اپنے فعل سے باز رکھنا ہوتا ہے اور اسی طریقہ سے کشایش باطنی حاصل ہو جاتی

यावत्संजायतेकिंचित्सत्वंस्थावरजंगमम् ॥
क्षेत्र क्षेत्रज्ञ संयोगात्तद्विद्धि भरतर्षभ ॥२७॥

جسم وجان کا اتصال موجب حیات ہے

(۲۷) اے ارجن جتنے حس وحرکت کرنے والے جاندار اور غیر متحرک مخلوق پیدا ہوتے ہیں تو جان سے کہ وہ جسم اور جان کے اتصال سے پیدا ہوتے ہیں۔

بیجس وباہوس مخلوقات میں اے نیک فال
آشکارا ہے مساوی جسم وجان کا اتصال

समंस सर्वेषु भूतेषुतिष्ठंतं परमेश्वरम् ॥
विनश्यत्स्वविनश्यतं यः पश्यति स पश्यति ॥२८॥

جسم اور جان کی شناخت

(۲۸) جو شخص دیکھتا ہے کہ قادر مطلق کل مخلوقات میں یکساں ہے اور اون کے فنا ہونے سے فنا نہیں ہوتا وہ اہل بینش ہے۔

چشم بینا کی نظر میں ایک ذات کبریا
سب میں ہے یکساں منور نیز برتر از فنا

समं पश्यन्हि सर्वत्र समवस्थितमीश्वरम् ॥
नहिनस्त्यात्म नात्मानं ततोयाति परां गतिम् ॥२९॥

نفی کلیت اور وصال

(۲۹) وہ شخص قادر مطلق کو جو سب میں یکساں ہے دیکھکر اپنے آپکو گرداب فنا سے بچالیتا ہے اور اعلیٰ منزل پر پہونچتا ہے۔

کثرت عالم میں وحدت جس کو آتی ہے نظر
جاگزیں ہوتا ہے وہ روحانیت کے بام پر

प्रकृत्यैव च कर्माणि क्रिय माणानि सर्वशः ॥
यः पश्यति तथात्मान मकर्तारंस पश्यति ॥३०॥

طریقہ فنا

(۳۰) جو بشر کل فعلوں کا صدور صفات سے جانتا ہے اور اپنی ذات کو فاعل نہیں مانتا وہ روشن ضمیر ہے۔

اپنے سب افعال کو جو مانتا ہے قدرتی
آپ کو ان سے مبرا ہے وہ کامل آدمی

यदा भूत पृथग्भाव मेकस्यम नु पश्यति ।।
तत एव च विस्तारं ब्रह्म संपद्यते तदा ।।३१।।

توحید اور وصال (۳۱) جب اوس کی نگاہ میں عالم کی کثرت وحدت میں سما جاتی ہے اور کثرت وحدت کا جلوہ نظر آتی ہے اوسوقت وہ ذات بے زوال ہو جاتا ہے

نقطۂ وحدت میں کثرت کو گھٹا کر دیکھنا		جاننا واحد کو سب میں ہے طریقہ وصل کا
دو عالم چیست نقش صورت دوست بعد آئینہ یک روئے مقابل		چہ جائے نقش صورت بلکہ خود اوست اگرچہ صد نماید لیک یک اوست

अनादित्वा न्निर्गुणत्वात्परमात्मायमव्ययः ।।
शरीरस्थोऽपि कौंतेय न करोति न लिप्यते ।।३२।।

جان کی تعریف (۳۲) چونکہ ذات بے زوال آغاز اور صفت نہیں رکھتی اسلئے وہ جسم میں مقیم ہو کر بھی کوئی فعل نہیں کرتی اور آلودہ نہیں ہوتی۔

جان ہے بے ابتدا بے انتہا اور بے زوال		اُس کی یکرنگی میں ہے فعلونکی آمیزش محال
تخم این پنج عنصر آں ذات ست شجر از دانہ گرچہ شد پیدا		برتر از پنج واں ہماں ذات ست دانہ باشد زبیخ و شاخ جُدا

यथा सर्वगतं सौक्ष्म्यादाकाशं नोपलिप्यते ।।
सर्वत्रावस्थितो देहे तथात्मा नोपलिप्यते ।।३३।।

لطیف (۳۳) جسطرح خلا ہر شے میں محیط ہونے پر بھی بوجہ لطیف ہونے کے کسی شے سے آلودہ نہیں ہوتا اوسی طرح ذاتِ مطلق سب جسموں میں محیط ہونے پر بھی آلودہ نہیں ہوتی

ساری اشیاء میں خلا ساری ہے آغشتہ نہیں		جان کُل اجسام پر حاوی ہے آغشتہ نہیں
حق مطلق و بے سو بود در گل چو در گل بو بود از پنج عنصر شد جہاں آن پنج از حق شد عیاں		جان عناصر او بود تحقیق شد تحقیق شد حق را بروں زیں پنج داں تحقیق شد تحقیق شد

यथा प्रकाशयत्येकः कृत्स्नं लोकमिमं रविः ॥

क्षेत्रं क्षेत्री तथा कृत्स्नं प्रकाशयति भारत ॥३४॥

منور

(۳۴) اے ارجنؔ جیسے ایک سورج تمام عالم کو روشن کرتا ہے ویسے ہی ایک جان سب جسموں کو روشن کرتی ہے۔

ایک سورج ڈالتا ہے جیسے سب پر روشنی	جانِ واحد ڈالتی ہے سب کے اندر روشنی

در ہزاراں جام گوناگوں شرابے بیش نیست	گرچہ بسیار اند انجم آفتابے بیش نیست
گرچہ بر خیزد ز آبِ بحر موج بے شمار	کثرت اندر موج باشد لیک آبے بیش نیست

क्षेत्र क्षेत्रज्ञ योरेव मंतरं ज्ञान चक्षुषा ॥

भूत प्रकृति मोक्षं च ये विदुर्यान्ति ते परम् ॥३५॥

علم معرفت ذریعہ وصال ہے۔

(۳۵) جو لوگ جسم اور جان کا فرق اور عالم موجودات اور صفات سے مخلصی پانے کا طریقہ علم معرفت سے دریافت کر لیتے ہیں وہ اعلیٰ مقام پر پہونچتے ہیں۔

دیکھ لیتا ہے جو چشمِ دل سے جسم و جاں کا حال	معرفت کی راہ سے پاتا ہے وہ اوجِ کمال

جو لوگ جسم اور جان کی حقیقت کو اپنے بطون میں مشاہدہ کرتے ہیں اور جسمانی افعال کی قید سے رہائی پانے کا طریقہ جان لیتے ہیں وہ کمال کا درجہ پاتے ہیں مگر جسمانی افعال میں مقید ہونے کا سبب جہل اور انانیت ہیں لہذا اون سے آزادی حاصل کرنے کے لئے جہل اور انانیت کا دور کرنا ضروری ہے علم سانکھ میں شردن منن ندھیاسن اور ساکشات چار مدارج ذات میں وصل ہونے کے بیان کئے گئے ہیں شردن کے لغوی معنی سماعت اور اصطلاحی معنی تحصیل علم ذات کے ہیں منن تسلیم کرنے کو کہتے ہیں اور یہاں قوتِ فکری کے ذریعہ سے حق اور باطل کا تحقیق کرنا مراد ہے۔ جو کچھ تحقیق ہو چکا اوس پر ثابت قدم ہونا ندھیاسن ہے اوس کے بعد ساکشات کا درجہ ملتا ہے۔ یعنی جس علم میں بیشتر ثابت قدمی

حاصل ہوئی تھی اُس کا جلوہ اب ظاہر و باطن میں نظر آتا ہے۔

इति श्री मद्भगवद्गीता सूपनिषत्सु ब्रह्म विद्यायां योग
शास्त्रे श्री कृष्णार्जुन संवादे प्रकृति पुरुष
विवेकयोगो नाम त्रयोदशोऽध्यायः ॥१३॥

شری مدبھگوت گیتا کے مخفی علم الوہیت کے طریقت کے بارہ میں کرشن اور ارجن کی تقریر کی تیرہویں ادھیاء کشیتر کشیتر گیہ یوگ نام ختم ہوئی۔

تیرہویں ادھیا کا خلاصہ

بارہویں ادھیا میں فنا کا طریقہ عشق کے وسیلہ سے بتاگیا ہے اور عشق ایک ایسا خط ہے جس کے انجام پر عاشق و معشوق دو نقطہ ہیں تیرہویں ادھیا میں تمیز سہ گانگی سے توحید کی منزل پر پہونچنے کا طریقہ عیاں کیا گیا ہے اور فلسفہ سانکھ کے وہ اصول مختصر طور پر بیان کئے گئے ہیں جن کی تشریح ادھیائے دوم میں ہو چکی ہے۔

کبیر صاحب نے اسی مضمون کو اپنی قوتِ اشراقیہ سے ذیل کے الفاظ میں بیان کیا ہے۔

ارے او مورکھ کھیتی وارا	جتن بن مرگون نے کھیت اجاڑا
پانچ مرگ پچیس مرگنی چنچل تین چکارا	اپنے اپنے رس کے لوبھی چرتے پھریں نیارا نیارا
کام کرودہ دو اصل مرگ ہیں نت اُٹھ چرت سویرا	پریم بان لے چڑھو پاروہی بھاؤ بھگت کر مارا
بیدی بید سکل سب ہانچیں جاسے بھید نرالا	اٹل جوت شن گھر تاپے پرسے پریم پیارا
ست کی باڑ دھرم کی کھیتی گرو کا شبد رکھوالا	کہے کبیر سنو بھئی سادھو پریان بھلی سنبھالا

جتن بن مرگون نے کھیت اوجاڑا

چودھویں ادھیاگن ترے وبھاگ یوگ

श्री भगवानुवाच

परं भूयः प्रवक्ष्यामि ज्ञानानां ज्ञानमुत्तमम् ॥
यज्ज्ञात्वा मुनयः सर्वे परां सिद्धिमितो गताः ॥ १॥

شری بھگوان نے فرمایا

علم حقیقت کا بیان

(۱) اب میں اوس پاک علم کو دوبارہ بیان کرتا ہوں جو کُل علوم میں افضل ہے اور جس کی واقفیت حاصل کر کے تمام طالبان حق دینوی پابندیوں سے آزاد ہوئے ہیں اور درجۂ کمال پر پہونچے ہیں۔

میں اس افضل علم کو پھر تجھ سے کرتا ہوں بیان		عارفوں نے جس سے پایا ہے عروج لامکان

इदं ज्ञानमुपाश्रित्य मम साधर्म्यमागताः ॥
सर्गेऽपि नोपजायन्ते प्रलयेन व्यथन्ति च ॥ २॥

علم حقیقت نجات کا وسیلہ ہے۔

(۲) جو لوگ اس علم کے فیض سے مجھ میں وصل ہو جاتے ہیں وہ پیدائش کی قید میں نہیں آتے اور موت سے امن میں رہتے ہیں

جنکی قسمت میں ہوا اسکے فیض سے میرا وصال		گردش بود و فنا میں اُن کا آنا ہی محال

طالب قوت اشراقیہ کی مدد سے مطلوب کو اپنے جسم میں بصورت جان جلوہ گر مشاہدہ کر کے پیدائش اور فنا کے خیال سے آزاد ہو جاتا ہے یعنی وہ ان کا اطلاق صرف جسم پر مانتا ہے۔

मम योनि महद्ब्रह्म तस्मिन् गर्भं दधाम्यहम् ॥
संभवः सर्व भूतानां ततो भवति भारत ॥ ३॥

عالم کی پیدائش کا طریقہ

(۳) اے ارجن جب میں اپنی صفات کی بطن کو بارور کرتا ہوں اُسوقت کُل موجودات کا نشو و نما ہوتا ہے۔

اپنی قدرت کے شکم کو بارور کرتا ہوں جب		ساری موجودات کی بالیدگی ہوتی ہے تب
آں روح مجرد م کہ خلقم بدن است		بے آتش و آب و باد و خاکم وطن است

این چرخِ فلک بایں ہمہ جرم کہ ہست		در گردش از آن است کہ جویائے من است	

सर्व योनिषु कौंतेय मूर्तयः संभवंति याः ॥
तासां ब्रह्म महद्योनिरहं बीज प्रदः पिता ॥४॥

ذات سے صفات کا قیام ہے

(۴) اے ارجن جو تمام اقسام کے وجود پیدا ہوتے ہیں صفات اون کی ماں ہے اور میں پیدا کرنے والا باپ ہوں۔

جتنی اشیا ہر طرح کی تجھکو آتی ہیں نظر		قدرت اُنکی ماں ہے اور میں باپ ہوں انکا	
دریں خانہ ذاتست بس با صفات درین خانہ آن خانہ ساز اے دلی		ہمان نقش نقاش و نقش آور است ہموں صنع مصنوع و صورت گر است	

सत्वं रजस्तम इति गुणाः प्रकृति संभवाः ॥
निबध्नंति महाबाहो देहे देहिन मव्ययम् ॥५॥

صفات سہ گانہ ذات کا حجاب ہیں

(۵) اے قوی بازو ستوگن۔ رجوگن اور تموگن۔ جن کی پیدایش قدرت سے ہوتی ہے غیر فانی جان کو جسم میں مقید کرتے ہیں۔

ہیں سہ گانہ علم و شوق و جہل کی خاصیتیں		روح ناجی کو جو کرتی ہیں مقید جسم میں	

ذات پاک صفات سہ گانہ سے عالم کو ظہور دیکر رنج و راحت وغیرہ کو جو اوس سے متعلق ہیں ادراک کرتی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔

तत्र सत्वं निर्मल त्वात्प्रकाशक मनामयम् ॥
सुख संगेन बध्नाति ज्ञान संगेन चानघ ॥६॥

ستوگن مصدر علم و سرور ہے۔

(۶) اے نیک مرد منجملہ اون کے ستوگن بسبب لطیف ہونے کے اوس نورانی اور بے زوال جان کو علم و سرور کے تعلقات کا پابند کرتا ہے۔

نور باطن کا جلا ہو جس کے قلب صاف پر		دانش و تسکین کی صورت اُسکو آتی ہے نظر	

ستوگن یعنی اعلیٰ صفت عقل کو روشنی دیتی ہے اور آسودگی کے سامان پیدا کرتی ہے۔

रजो रागात्म कंविद्धि तृष्णा संग समुद्भवम् ।।

तन्निबध्नाति कौन्तेय कर्म संगेन देहिनम् ।।७।।

رجوگن خواہش اور افعال کا سبب ہے

(۷) اے ارجن تو سمجھ لے کہ رجوگن شوق کی صورت رکھتا ہے خواہش کے ہمراہ پیدا ہوتا ہے اور وہ جان کو افعال کے تعلقات کا پابند کرتا ہے۔

اے دلاور یاد رکھ حرص وہوائے دل رُبا	ڈالتی ہیں علم کی گردن میں ہار اعمال کا

رجوگن یعنی صفت درمیانی سے اسباب دنیوی کے ساتھ دل لگی پیدا ہوتی ہے جو خواہشات کو پیدا کر کے انسان کو تدبیر اور کوشش میں مصروف رکھتی ہے۔

तमस्त्वज्ञानजं विद्धि मोहनं सर्व देहिनाम् ।।

प्रमादालस्यनिद्राभिस्तन्निबध्नाति भारत ।।८।।

تموگن سے جہل وغفلت کی پیدائش ہے

(۸) اے ارجن تو سمجھ لے کہ تموگن سب انسانوں کو غفلت میں پھنساتا ہے وہ جہل سے پیدا ہوتا ہے اور عشرت کاہلی اور نیند کا پابند کرتا ہے۔

جس گھڑی جہل مرکب کا اثر ہو عقل پر	نیند سستی اور عیاشی میں رہتا ہے بشر

تموگن یعنی صفت ادنیٰ تیرگیٔ عقل پیدا کر کے عشرت اور کاہلی میں انسان کو پھنساتی ہے۔

सत्वं सुखे संजयति रजः कर्मणि भारत

ज्ञानमावृत्य तु तमः प्रमादे संजयत्युत ।।९।।

ست رج اور تم کے لوازمات

(۹) اے ارجن ستوگن آسودگی پیدا کرتا ہے رجوگن افعال کو کراتا ہے۔ تموگن علم کو پوشیدہ کر کے عیش وعشرت میں پھنساتا ہے۔

علم میں آرام ہو اعمال میں تکلیف ہے	غافل و بدمست کرنا جہل کی تعریف ہے

جن تین صفتوں کا بیان مندرجہ بالا منتروں میں ہو چکا ہے اون کے خواص آسایش تکلیف اور غفلت اس منتر میں ظاہر کئے گئے ہیں

रजस्त मश्चाभि भूय सत्वं भवति भारत ॥
रजः सत्वं तमश्चैव तमः सत्वं रजस्तथा ॥१०॥

ست رج اور تم کی کمی وبیشی

(۱۰) اے ارجن رجوگن اور تموگن کے مغلوب ہونے پر ستوگن غالب ہوتا ہے ستوگن اور تموگن کے مغلوب ہونے پر رجوگن۔ علیٰ ہذا ستوگن اور رجوگن کے مغلوب ہونے پر تموگن۔

علم وشوق وجہل میں ہے امتزاج باہمی		ایک کی بیشی سے باقی دو میں ہوتی ہے کمی	

کسی ایک صفت کے غلبہ کے ہونے پر باقی دو صفتیں مغلوب ہو جاتی ہیں۔

सर्व द्धारेषु देहे ऽस्मिन प्रकाश उप जायते ॥
ज्ञानं यदा तदा विद्या द्विवृद्धं सत्व मित्युत ॥११॥

شناخت حالت ستوگن

(۱۱) جس وقت اِس جسم کے تمام دروازوں کو علم روشن کرتا ہے اُسوقت ستوگن کا غلبہ سمجھنا چاہیے۔

شہرِ تن کے سارے دروازوں پہ جب ہو روشنی		تو سمجھنی چاہیے اُسمیں حکومت علم کی	

جسوقت اِنسان علم کی روشنی سے حق وباطل کو تمیز کرسکتا ہے اُسوقت ستوگن کا غلبہ ہوتا ہے۔

लोभः प्रवृत्तिरारंभः कर्मणा मशमः स्पृहा ॥
रजस्येतानि जायंते विवृद्धे भरतर्षभ ॥१२॥

شناخت حالتِ رجوگن

(۱۲) اے ارجن لالچ۔ تدبیر کوشش اضطراب اور خواہش رجوگن کا غلبہ ہونے پر پیدا ہوتے ہیں۔

آرزو تدبیر کوشش بے قراری اور اُمنگ		شوق کے جذبہ میں دکھلاتی ہیں اپنا اپنا رنگ	

جسوقت رگِ طمع حرکت میں آکر دلکو اُمید اور کوشش کیطرف رجوع دلاتی ہے اور اضطراب کی حالت پیدا کرتی ہے اُسوقت رجوگن کا غلبہ ہوتا ہے۔

अप्रकाशो ऽ प्रवृत्तिश्च प्रमादो मोह एव च ॥

तमस्येतानिजायंते विवृद्धे कुरुनंदन ॥१३॥

شناخت حالت تموگن

(۱۳) اے ارجن تیرگی عقل- کاہلی بیہودگی اور غفلت تموگن کے غلبہ کے وقت پیدا ہوتی ہیں-

کاہلی وبیوقوفی حسرت و دیوانگی جہل کی شدت سے پیدائش ہو ان جذبات کی

جسوقت عقل کا علم سے نفاق اور جہل سے اتفاق ہوتا ہے اور حق سے انکار اور باطل کا اقرار کیا جاتا ہے اسوقت غلبہ تموگن کا سمجھنا چاہئے

यदासत्वे प्रवृद्धे तु प्रलयं याति देहभृत् ॥

तदोत्तमविदांल्लोकान मलान्प्रतिपद्यते ॥१४॥

ستوگن کا اپنے طبقہ سے اتصال

(۱۴) جو انسان ستوگن کے غلبہ کے وقت جسم کو ترک کرتا ہے وہ عارفوں کے پاک عالم میں پہونچتا ہے-

جسم کو جو ترک کر دیتے ہیں فرط علم میں عارفوں کی منزل کیا بملتی ہو انہیں

علم و راستی انسان میں ستوگن سے پیدا ہوتے ہیں ہذا جو لوگ علم و راستی کے غلبہ کی حالت میں جسم کو ترک کرتے ہیں اونکی وہ اعلیٰ خاصیتیں ستوگن کے طبقہ میں جس سے وہ برآمد ہوئی تھیں جذب ہو جاتی ہیں عارفوں کے پاک عالم کا اسی طبقہ پر اشارہ ہے-

रजसि प्रलयं गत्वा कर्म संगिषु जायते ॥

तथा प्रलीनस्तमसि मूढयोनिषु जायते ॥१५॥

رجوگن اور تموگن اپنے اپنے طبقات کی طرف کشش کرتے ہیں

(۱۵) انسان رجوگن کے غلبہ کے وفات پاکر نیک اعمالوں میں پیدا ہوتا ہے- تموگن کے غلبہ کے وقت رحلت کرنے سے جاہلوں میں پیدا ہوتا ہے-

خانہ جاہل میں پیدائش ہو آفت کا مآل جہل کے غلبہ میں رحلت کا نتیجہ ہو زوال

افکار دنیوی کے ساتھ انسان کی دل بستگی ہونے کا سبب رجوگن ہے پس جو لوگ حرص و

ہوا ہیں آخر ہی وقت تک گرفتار رہتے ہیں اون کی اوسط درجہ کی قوتیں رجوگن کے طبقہ میں جو اون کا سرچشمہ ہے شامل ہو جاتی ہیں۔ جہالت اور ناراستی تموگن سے پیدا ہوتی ہیں اسلئے جو شخص مرتے دم تک جہالت اور ناراستی سے رہائی نہیں پاتے اُنکی صفات ذمیمہ تموگن کے ادنیٰ طبقہ میں جذب ہوتی ہیں غرضیکہ وقت وفات انسان کی جو صفتیں ہوتی ہیں وہ اُس طبقہ میں جہاں سے کہ اُنہوں نے نمو دپایا ہوتا ہے کھنچ جاتی ہیں یعنی جزو سے کُل کی صورت اختیار کرتی ہیں۔

कर्मणः सुकृतस्याहुः सात्त्विकं निर्मलं फलम् ॥
रजसस्तु फलं दुःख मज्ञानंतमसः फलम् ॥१६॥

ست رج اور تم کے عملی نتائج (۱٦) ستوگن کا عمدہ نتیجہ نیک اعمالی ہے رجوگن کا نتیجہ تکلیف تموگن کا نتیجہ افعال بیہودہ ہیں۔

	نیک اعمالی کا ثمرہ روشنی طبع ہے		رنج کا باعث معیشت جہل کا بد وضع ہے	

सत्वात्सञ्जायते ज्ञानं रजसो लोभ एवच ॥
प्रमाद मोहौ तमसो भवतो ऽज्ञान मेव च ॥१७॥

ست رج اور تم کے عملی نتائج (۱۷) ستوگن سے علم پیدا ہوتا ہے۔ رجوگن سے حرص وہوا تموگن سے بیہودگی غفلت اور نادانی۔

	علم کا میوہ ہے دانش شوق کا حرص وہوا		تیرگی مستی وغفلت ہیں ضمیمہ جہل کا	

بہشت اعراف اور دوزخ وغیرہ الفاظ صفات کی تقسیم سہ گانہ سے اختراع ہوئے ہیں وہ دراصل انسان کی انہیں تین حالتوں کے نام ہیں۔

ऊर्ध्वं गच्छंति सत्वस्था मध्ये तिष्ठंति राजसाः ॥
जघन्य गुण वृत्तिस्था अधो गच्छंति तामसाः ॥१८॥

ست رج اور تم کی منازل (۱۸) جو ستوگن رکھتے ہیں وہ بلندی پر جاتے ہیں رجوگن کے رکھنے والے وسط میں رہتے ہیں۔ تموگن والے جو اخلاق ذمیمہ کے پیرو ہوتے ہیں پستی میں گرتے ہیں

منزلِ عرفان ہی بالا جائے طاعت درمیان	جہل وبدکاری کے درجہ میں ہی ذلت اور زیاں

جن لوگوں کا شعار دانشمندی اور راستبازی ہے اونہیں صفات کی عملداری میں اعلیٰ مرتبہ پر سرفراز سمجھنا چاہئے جو لوگ تعلقات دنیوی میں بدلِ مصروف ہیں وہ اوس عملداری میں متوسط درجہ رکھتے ہیں جو لوگ جہل اور ناراستی کے پیرو ہیں وہ بمقابلہ اون دونوں قسم کے آدمیوں کی جن کا اوپر ذکر ہوا ہے ادنیٰ درجہ کے سمجھے جاتے ہیں۔

नान्यं गुणेभ्यः कर्त्तारं यदा द्रष्टाऽनुपश्यति ।।
गुणेभ्यश्च परं वेत्ति मद्भावं सोऽधिगच्छति ।। १९ ।।

ست رج اور تم سے پریت

(۱۹) جو دانشمند صفتِ سہ گانہ کے سوائے اور کسی کو فاعل نہیں مانتا ہے اور اوس ذات کو جو صفتِ سہ گانہ سے برتر ہے جان لیتا ہے وہ میرا وصال حاصل کرتا ہے۔

جسکی نظروں میں ہی کل مخلوق اعجازِ صفات	ذات سب سے بے نیاز اسکو میں دیتا ہوں نجات

جو بشر اپنے افعال کو صفات سے منسوب کرتا ہے اور اپنی ذات کو اون سے برتر جانتا ہے وہ عارف ہے۔

गुणानेतान तीत्यत्रीन्देही देह समुद्भवान् ।।
जन्म मृत्यु जरादुःखैर्विमुक्तोऽमृत मश्नुते ।।२०।।

دل کی آزادی حیاتِ ابدی کے لئے ضروری ہے۔

(۲۰) جو انسان ان تین صفتوں پر جو جسم کے ساتھ پیدا ہوتی ہیں حکومت کرتا ہے وہ پیدائش موت اور بیماری سے نجات حاصل کرکے آبِ حیات نوش کرتا ہے۔

ضعف و بیماری و مرگ و زیست سے ہو کر رہا	تارکِ اوصاف کے حصہ میں ہی آبِ بقا

عارف اون صدمات کو جو جسم پر عاید ہوتے ہیں اپنی ذات سے متعلق خیال نہیں کرتا اسلئے وہ علم و سرور کی حالت میں زندگی بسر کرتا ہے۔

ارجن نے سوال کیا

अर्जुन उवाच

कैर्लिङ्गैस्त्रीन्गुणानेतानतीतो भवति प्रभो ॥
किमाचारः कथं चैतांस्त्रीन्गुणानतिवर्तते ॥२१॥

آزادی کی شناخت

(۲۱) اے صاحب جو شخص ان تین صفتوں سے آزاد ہے اس کی کیا شناخت ہے اوس کا برتاؤ کیسا ہوتا ہے اور وہ کیونکر ان تین صفتوں پر حاوی ہوجاتا ہے

تارک الدنیا کا کیسا طرز اور اخلاق ہے		کس طرح اوس کا حساب زندگی بیباق ہے		

श्री भगवानुवाच

प्रकाशं च प्रवृत्तिं च मोहमेव च पाण्डव ॥
न द्वेष्टि संप्रवृत्तानि न निवृत्तानि कांक्षति ॥२२॥

شری بھگوان نے جواب دیا

ترک وافذ کے خیال سے تعلق نہ رکھنا۔

(۲۲) جو انسان علم۔ شوق اور نادانی کی حالتوں کے طاری ہونے پر اون سے بچنا نہیں چاہتا اور اون کے موجود ہونے پر اون کے ہونیکی تمنا نہیں کرتا۔

علم و شوق و جہل کے حملوں سے جوڑتا نہیں		اور ان سب کی جدائی کا الم کرتا نہیں		

یہ مسئلہ بہت باریک ہے اور بہت غور و فکر سے حل ہوسکتا ہے عارف کے جسم میں اثر سہ گانہ ہوتے رہتے ہیں مگر استغراق ذات میں وہ اُنکی موجود ہو جانے اور جاتے رہنے کی مطلق پرواہ نہیں کرتا اون کا تماشہ دیکھتا ہے اور اپنی ذات پر اون کا اثر نہیں مانتا۔

उदासीनवदासीनो गुणैर्यो न विचाल्यते ॥
गुणा वर्तन्त इत्येवं योऽवतिष्ठति नेङ्गते ॥२३॥

تغیرات کا اثر نہ ماننا

(۲۳) اور کسی شے کے ساتھ دل بستگی نہ رکھکر صفائی تغیرات کے اثر کو

قبول نہیں کرتا اور یہ جانکر کہ کل حرکتیں صفات سے پیدا ہوتی ہیں سکون و قرار رکھتا ہے

جو صفاتی دَور سے جنبش نہیں کھاتا کبھی		گردش عالم میں جس کو ہے سکونِ دائمی	

समदुःखसुखः स्वस्थः समलोष्टाश्मकाञ्चनः ॥
तुल्यप्रियाप्रियो धीरस्तुल्यनिंदात्मसंस्तुतिः ॥२४॥

مساوات کی تسلیم کا ہونا (۲۴) اور رنج و راحت میں مساوی اطمینان رکھتا ہے لوہے پتھر اور سونے کو یکساں جانتا ہے بھلائی اور برائی کے پیش آنے پر یکساں مستقل رہتا ہے اور اپنی تعریف اور ہجو کو یکساں خیال کرتا ہے۔

جسکی نظروں میں ہیں یکساں آہن و سنگ و طلا		راحت و کلفت میں جسکی عقل رہتی ہے بجا	
ہے مساوی کامیابی اور ناکامی جسے		بے تعلق ہے جو اپنی ہجو اور تعریف سے	

मानापमानयोस्तुल्यो मित्रारिपक्षयोः ॥
सर्वारम्भपरित्यागी गुणातीतः स उच्यते ॥२५॥

افعال سے بے تعلق (۲۵) اور جس کے نزدیک عزت اور اہانت دوست اور دشمن مساوی ہیں اور جس کو سب فعلوں سے آزادی حاصل ہے اوس کو صفاتی تعلقات سے آزاد رکھنا چاہیے۔

تارکِ فعل و صفت اِس کو سمجھنا چاہیے		پاک ہے جو شوق و نفرت عزت و ذلت سے	

جو شخص صفتوں کی قید سے آزاد ہو جاتا ہے اوس کی حالت کا بیان اوپر کے چار منتروں میں شناخت کیو اسطے ہوا ہے۔

मां च योऽव्यभिचारेण भक्तियोगेन सेवते ॥
स गुणान्समतीत्यैतान्ब्रह्मभूयाय कल्पते ॥२६॥

عشق حقیقی سے کیا حاصل ہوتا (۲۶) جو بشر عشق حقیقی کے وسیلہ سے میرا طالب ہوتا ہے وہ اِن صفات پر عبور پا کر واجب الوجود میں وصل ہوتا ہے۔

عشق صادق سے جو مجھ پر جان کرتے ہیں نثار　　اُن کی حق تک ہو رسائی قلزمِ باطل کے پار

صفت سہ گانہ سے بریت عشق حقیقی کے پیدا ہونے پر حاصل ہوتی ہے۔

ब्रह्मणो हि प्रतिष्ठाऽहम मृतस्याव्ययस्य च ॥
शाश्वतस्य च धर्मस्य सुखस्यै कान्ति कस्य च ॥२७॥

ذات میں محویت عشق حقیقی ہے۔

(۲۷) کیونکہ میں اوس واجب الوجود کا ظہور ہوں جو لافانی اور بیزوال ہے اور عین راستی اور آرام خالص کا مخزن ہے۔

ظلمتِ ہر دو جہان میں مجھ کو جانو مہر نور　　مخزنِ قانونِ قدرت منبعِ فیض سرور

کرشن بھگوان کی ذات لافانی اور مصدر علم و سرور ہے اور اوس کا عشق عشق حقیقی ہے۔

इति श्री मद्भगवद्गीता सूपनिषत्सु ब्रह्म विद्या-
यां योग शास्त्रे श्री कृष्णार्जुन संवादे गुण
त्रय विभाग योगोनाम चतुर्दशोऽध्यायः ॥१४॥

شری مد بھگوت گیتا کے مخفی علم الوہیت کے طریقہ کے بارہ میں کرشن اور ارجن کی تقریر کی چودھویں ادھیا موسوم بہ تقسیم صفات سہ گانہ ختم ہوئی

چودھویں ادھیا کا خلاصہ

تیرھویں ادھیا میں جسم اور جان کی تشریح ہو چکی ہے اس ادھیا میں اوس تعلق کا بیان ہوا ہے جو جسم اور جان کے درمیان واقع ہے اور اِس تعلق سے لوازمات صفات کا جو اثر ذات پر پڑتا ہے ظاہر کیا گیا ہے درحقیقت ذات باوجود اوس صفاتی تعلق کے موجود ہونے کے اوسکے

اثر کو قبول نہیں کرتی اور جو عقل اِس اثر کو حواس کی شہادت سے تسلیم کرتی ہے وہ ہی ناقص اور محدود ہے ذات محیط بے زوال پاک اور صفات سے برتر ہے اور جو کچھ ظاہر ہو رہا ہے وہ سب صفات میں شامل ہے چونکہ جان ذات کا جلوہ ہے اور جسم صفات کا کرشمہ ہے پس جان ہمیشہ جسمانی قیود سے آزاد ہے اور ایک حالت پر قایم ہے جب کہ جان جسم میں مقید اور محدود نہیں ہے اور پیدایش وفنا کے حیطہ سے باہر ہے تو پھر عوام کے خیالات جو اوس کے پیدا ہوتے اور ایک جسم سے دوسرے جسم میں منتقل ہونے کے نسبت ہیں وہ واقعات پر مبنی نہیں ہیں اور علم حقیقت سے اونکی ناواقفیت ظاہر کرتے ہیں۔ بعض متقدمین نے اپنی تصریحات میں آواگون یعنی تناسخ کے مسئلہ کو ناسمجھوں کے بدافعالی سے بچانے کے لئے بیم و رجا کے پیرایہ میں بیان کیا ہے مگر اہل دانش اِس کو بیم و رجا کے کلام سے زیادہ وقعت نہیں دیتے آجکل اواگون کے معنی عام طور پر یہ لئے جاتے ہیں کہ جان ایک قالب کو چھوڑ کر دوسرے قالب میں پیدا ہوتی ہے اور جسم سابق کے فعلوں کا نتیجہ وہاں پاتی ہے مگر اس خیال کے ثبوت میں کوئی کافی دلیل نہیں دیجاتی ہے اور جو دلائل پیش کیجاتی ہیں وہ غور و فکر کرنے پر پایہ ثبوت سے گر جاتی ہیں منتر ۱۴ او ۱۵ کے معنی بہت دقیق ہیں اور اون کے سمجھنے کیواسطے علم حقیقت سے کافی واقفیت درکار ہے اسلئے جو لوگ بیم و رجا کے پابند ہیں وہ دفعتاً اِن منتروں کے اصلی مطلب کو تسلیم نہیں کر سکتے۔ جو معنی وید کے ضمیر اور عارفوں کے کلمات کے موافق حل ہوئے ہیں اور معقولات کے بھی خلاف نہیں ہیں بالتصریح ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

تناسخ ایک تسلسل کی صورت ہے جو پر کرتی یعنی صفات کے چرخ میں واقع ہے صفات کی تین قسمیں ہیں جنھیں ست رج اور تم کہتے ہیں یہ تینوں اِس چرخ میں اپنا اپنا فعل کرتی ہیں اور کل عالم ان کی کشش میں بندھا ہوا ہے چنانچہ ہر ایک صفت اپنا فعل کرتی ہے یعنی اپنی قوت کو پھیلا کر پھر کسی وقت کھینچ لیتی ہے اور اِس تسلسل کو قایم رکھتی ہے۔ ستوگن کے طبقہ کو اعلیٰ اور رجوگن کے طبقہ کو اوسط اور تموگن کے طبقہ کو ادنیٰ مانا ہے۔ اعلیٰ۔ اوسط اور ادنیٰ کا قریب

و بعد سے تعلق نہیں ہے وہ سب عقل سے تمیز کئے جاتے ہیں، چونکہ ستوگن علم و سرور کا مبدا ہے اِس کیفیتِ قلبی کو عارفوں نے اعلیٰ تسلیم کیا ہے رجوگن کی حالت میں تعلقات کی پابندی ہوتی ہے لہذا وہ متوسط کہلاتا ہے تموگن جہل اور بیدانشی کا مخزن ہے اور اِنسان کے دِل کو پستی میں گراتا ہے اِسوجہ سے وہ ادنیٰ مانا گیا ہے۔ جس صفت کے غلبہ کے وقت کسی جاندار کے حیات اور جسم کا خاتمہ ہوتا ہے اوس وقت اوسکی جو کچھ حالت ہوتی ہے وہ صفات کے چرخ کے اوس طبقہ میں جس سے کہ اوس کو نمود ہوا ہے جذب ہو جاتی ہے اور آیندہ پیدا ہونے والے وجودوں میں آشکارا ہو کر پیدایش وفنا کا سلسلہ جاری رکھتی ہے جب تک اِنسان اپنی ہستی کو اِن صفات سہ گانہ میں محدود اور مشمول خیال کرتا ہے تب تک اوس کا علم صفات کے چرخ میں گردش کرتا رہتا ہے۔ جس وقت علم حقیقت آشکارا ہوتا ہے۔ اور عالم کے واقعی صورت پیش نظر ہو جاتی ہے اوس وقت وہ ذات کہ صفات سے جُدا جان کر ذات میں وصل ہو جاتا ہے اوس کے بعد جیسے بھنے ہوئے چنے سے پھر چنے کی پیدایش نہیں ہوتی اوس کا علم ہستی یعنی پندار دوبارہ پیدا نہیں ہوتا۔

تناسخ تولید کی شکل میں واقع ہوتا ہے اور تولید دو قسم کی ہے جسمی اور علمی جسمی تولید کا مادی اشیا اور حواس کی قوتوں کے ساتھ تعلق ہے جن کا ظہور تموگن اور رجوگن کے غلبہ سے ہوتا ہے علمی تولید کا اشارہ عقل وغیرہ اُن لطیف قوتوں پر ہے جو ستوگن کے غلبہ میں نمود پاتی ہیں۔

اِن دونوں قسم کی تولید کا الحاق کرم یعنی افعال کے ساتھ ہوتا ہے یعنی باپ کے فعلوں سے بیٹے اور پوتے کی نسل پر اثر پڑتا ہے اِنہیں کو پرالبد سنچت اور کریمان کہتے ہیں پرالبد کرم نسل گذشتہ کے فعلوں کا نام ہے جن سے سنچت کرم یعنی نسل موجودہ کے افعال بنتے ہیں کریمان کرم اون فعلوں کو کہتے ہیں جو نسل موجودہ کے فعلوں سے زمانہ مستقبل کی پیدا ہونے والی نسلوں میں ظاہر ہونگے (دیکھو تیتریہ انپشد) اگرچہ فعلوں کی تین قسمیں بیان کی گئی ہیں۔ لیکن فعل کی اصلیت ایک ہی ہے یعنی ماضی حال اور مستقبل کی نظر سے اون کو سہ گانہ کہا ہے تمام عالم اِن تین صفتوں کے تانے بانے سے بنا ہوا ہے اور مجموعی طور پر نظام پارہا ہے یعنی یہ صفتیں

اختلاطِ باہمی سے رنگارنگ کی صورتیں پیدا کرتی ہیں اور ستوگن کی افزونی سے اِنسان کا وجود بناتی ہیں جس میں وہ اپنی ہستی کو محدود خیال کرکے بیم و رجا کی قید میں آجاتا ہے۔ فی الحقیقت ایک قوت (پرکرتی) جسے جو کچھ چاہو کہو کُل اجسام میں محرک ہے اور اوس کی کشش سے کُل افعال بحالت جبر ہر ایک بشر سے ظہور پاتے ہیں جبکہ یہ قوت ذات واحد و بے نام و نشان کا جلوہ ہے اور وہ ذات پاک اوس کے ہر ذرہ میں محیط ہے تو پھر وہ آواگون جسے عام لوگ درست سمجھے ہوئے ہیں کس کو اور کیونکر ہو سکتا ہے اس خیال کے پیدا ہونیکا سبب اگیان یعنی نادانی ہے۔ گیان یعنی علم حقیقت کی روشنی میں صاف نظر آتا ہے کہ ذات یگانہ خود ناظر و منظور بنکر صفات کے پردہ میں عالم کی سیر کر رہی ہے۔

پندرہویں ادھیا پرشوتم یوگ (منتر ۲۰)

श्रीभगवानुवाच

ऊर्ध्व मूल मधः शाख मश्वत्थं प्राहुरव्ययम् ॥
छन्दांसि यस्य पर्णानि यस्तं वेद स वेदवित ॥१॥
अधश्चोर्ध्वं प्रसृतास्तस्य शाखाः गुण प्रवृद्धा विषय प्रवाला ॥
अधश्च मूलान्यनु संततानि कर्मानुबंधीनि मनुष्य लोके ॥२॥

شری بھگوان نے فرمایا

مایا روپی برکش یعنی علم صفات کا درخت

(۱) عارفوں نے علم اشراق سے) ایک بے زوال درخت کا ہونا بیان کیا ہے جس کی اوپر جڑ ہے اور نیچے شاخیں ہیں اور جس کے پتے وید ہیں اور جس کا جاننے والا (ہر چہار) وید کا عالم مانا گیا ہے۔

(۲) اوس کی شاخیں جو صفات (کی تنہ) سے پھوٹی ہیں اور جن میں محسوسات کے شگوفہ لگے ہوئے ہیں اوپر اور نیچے پھیلی ہوئی ہیں اور اوس کی جڑیں جو کہ انسانوں سے افعال کے صادر ہونیکا سبب ہیں نیچے کی طرف لٹکی ہوئی ہیں۔

اونچی جڑ نیچے تنہ کا ایک شجر ہے بے زیان	جس کے پتے وید ہیں اور جسکا واقف ویدداں
جسکے ہر سو شاخ و غنچہ ہیں خواص اور لذتیں	حلقہ دام عمل ہیں جسکی آویزاں جڑیں

یجُر وید کی تیترے اونپشد اور اتھروَن وید کی کٹھوتی اونپشد میں مضمون بالا مفصل طور پر درج ہے اور تفسیر لکھنے والوں نے اپنی اپنی سمجھ کے موافق اوس کے مختلف معنی بیان کئے ہیں اُپنشدوں کے مطالعہ سے کامل طور پر ثابت ہے کہ اِس درخت کا اشارہ جسم کے پردہ میں ایشور یعنی جان کے نزول پر ہے جسکو عارفوں نے بذریعہ اِشراق اپنے بطون میں تحقیق کیا ہے اور جس سے عالم ظاہری کا شہود ہوا ہے اوس کی جڑ پرکرتی یعنی حرکت ابتدائی ہے جو انسان کے دماغ میں پیدا ہو کر علمی قوتوں اور حواس کو روشنی دیتی ہے اور افعال جسمانی کراتی ہے اوس کا تنہ صفات

سہ گانہ ہیں جنکو ست رج اور تم کہتے ہیں اور جن کی تشریح چودھویں ادھیا میں ہو چکی ہے اوس کی شاخیں چاروں قوت ہائے مدرکہ اور حواس خمسہ ہیں جن کے وسیلہ سے انسان اس عالم میں اطراف و جوانب کی موجودات کو تمیز کرتا ہے۔ اوس کے شگوفہ محسوسات ہیں جنہیں خلا۔ ہوا۔ آگ پانی۔ اور خاک کہتے ہیں اور پتوں سے وہ علوم مراد ہے جو کہ ذات انسان سے پیدا ہوئے ہیں۔ وید کے اصلی معنی اوس علم کے ہیں جو سینہ انسان میں ازل سے چلا آیا ہے اور جو علم کتاب اور سفینہ میں موجود ہے وہ بھی کسی زمانہ میں علم سینہ سے کلام بنکر قلمبند ہوا ہے اور ازلی نہیں کہا جاسکتا کلمہ چار حرکتوں کی ترکیب سے بنتا ہے جن کو زبان سنسکرت میں پرا۔ پشینتی۔ مدھما۔ اور بیکھری کہتے ہیں۔ اون میں سے اوّل حرکت اہنکار یعنی قوت حافظہ کا فعل ہے دوسری حرکت چت یعنی قوت متخیلہ سے پیدا ہوتی ہے اور تیسری حرکت بدھ یعنی قوت ممیزہ سے اور چوتھی حرکت من یعنی قوت مدرکہ سے ان چاروں کی ترکیب سے کلمات بنکر گفت و شنود میں استعمال کئے جاتے ہیں اور اسطور پر مطالب دنیوی حاصل ہوتے ہیں وہی کلمات حیطہ تحریر میں آکر متقدمین کے خیالات کو متاخرین پر ظاہر کرتے ہیں بالفاظ دیگر یہ درخت حضرت انسان کی مجموعی کیفیت ہے جو شغل (اجپا جاپ) کے کرنے کے بعد اشراق کی حالت میں واقعی نظر آتی ہے۔ اور عام طور پر بھی انسان اوس درخت کی صورت رکھتا ہے جس کی جڑ یعنی دماغ اوپر کی طرف ہے اور حواس اور ہاتھ پاؤں وغیرہ بمنزلہ شاخوں کے نیچے کی طرف پھیلے ہیں۔

جسم انسان میں جان کے نزول کو عارفان گذشتہ نے بغرض اختصار اونکار کے اسم اعظم سے تعبیر کیا ہے اور تحریر میں بھی ॐ کی شکل مانند اوس درخت کے ہوتی ہے جس کی جڑ اوپر اور شاخیں نیچے کی طرف پھیلی ہوئی ہیں اونکار کی عظمت پرتو وغیرہ بہت سے اپنشدوں میں تشریح کے ساتھ بیان کی گئی ہے لہذا اوس کا مفصل بیان کرنا اس مقام پر طوالت سمجھا جاتا ہے۔ یہ درخت قدیم ہے۔ مگر ہمیشہ رنگ برنگ کی شاخ اور شگوفہ پیدا کرتا رہتا ہے۔ اور تغیر اور تبدل کا سلسلہ جاری رکھتا ہے۔

چونکہ کل علوم اسی درخت سے پھوٹے ہیں اس لئے جو بشر اس درخت سے واقف ہو جاتا ہے وہ

کل علوں پر عبور حاصل کرتا ہے۔ گوسائیں ولی رام جی نے اپنی قوت اشراقیہ سے اِس درخت کے بیان
کو زبان فارسی میں یوں منظوم کیا ہے۔

شد یک درخت ظاہر و باطن و بے نمود
صد جلوہ یار میکند از شش جہت ترا
حشمت اگر بود بکشا در نگاہ باشش
از تو دریست جانب عشرت گہ نگاہ

باطن درخت یا شجر و ظاہر ش ثمر
اے بے خبر ز یار گر نیستت خبر
درہا کشادہ اند برائے تو بے خبر
از خویش بگذر و درون خویش درنگر

नरूपमस्येह तथोप लभ्यते नांतोन चादिर्न च संप्रतिष्ठा ॥
अश्वत्थमेनं सुविरूढ मूल मसंग शस्त्रेण दृढेन छित्वा ॥३॥
ततः पदंतत्परि मार्गितव्यं यस्मिन्गत्ता न निवर्तन्ति भूयः ॥
तमेव चाद्यं पुरुषं प्रपद्ये यतः प्रवृत्तिः प्रसृता पुराणी ॥४॥

ایضاً (۳) اِس عالم میں اوس کی شکل نظر نہیں آتی اور اوس کا آغاز انجام اور مقام
معلوم نہیں ہوتا۔ (انسان کو لازم ہے) کہ وہ اِس درخت کو جس کی جڑ نہایت سخت
ہے تجرید کی مضبوط تلوار سے کاٹ کر۔

(۴) اوس مقام کو تلاش کرے جہاں پر پہونچکر بازگشت نہیں ہوتی اور اوس
ذات بے بدایت کو پاوے جس کے باعث اِس عالم کا سلسلہ زمانہ قدیم سے چلا آیا ہے

سمت و صورت اوّل و آخر نہیں آتے نظر
طالب اُس منزل کو ڈھونڈے جسمیں دائم ہے قیام

تیشۂ عرفان سے اُسکی سخت جڑ کو کاٹکر
وصل ہو اُس اصل میں ہے فرع کا جس سے نظام

انسان اپنے بطون میں حرکت ابتدائی کے لطیف فعلوں کو جو جان سے سرزد ہوتے ہیں
چشم ظاہری سے نہیں دیکھ سکتا اور اون کی ابتدا انتہا اور خاص مقام بتا نہیں سکتا بطون
خزانہ معنی ہے جس کو عارفان ہند نے سمآن وایو کہا ہے اوس میں ایک قسم کی کشش موجود ہے تنفس
کی بالا و پائیں وہ حرکتیں پیدا کرتی ہے اون میں سے ہر ایک حرکت میں ستوگن اور رجوگن کی تین صفتیں

نمایاں ہوتی ہیں جس جگہ سے حرکت نفس کی شروع ہوتی ہے وہ ست کا مقام ہے حرکت کی ابتدا کو رج اور خاتمہ کو تم کہتے ہیں ان تینوں صفتوں کی جڑ وہ کشش ہے اور اسیکو بالفاظ دیگر حرکت ابتدائی بیان کیا ہے۔ ان دونوں حرکتوں کے اعتدال سے انسان کی حیات قایم ہے اور حواس علمی و افعالی اپنا اپنا فعل کرتے ہیں اسطور پر جان کا نزول لطافت سے کثافت کی طرف ہوتا ہے شاغل کو چاہیئے کہ وہ اپنی ہستی کے علم کو اوس حرکت ابتدائی سے جس کے سلسلے میں دیگر حرکات لطیف کے پیدا ہونے پر عالم نمایاں ہو جاتا ہے جذبہ معرفت کی مدد سے جدا سمجھ لیوے اور منزل لامکان و بے نشان کو اپنا مسکن بنا وے (اسنگ شستر یعنی تیغ تجرید کی تشریح اتھرون وید کے چھورکا اپنشدوں میں دیکھو)

گرا این رواے عنصری از تیغ عرفانی بُری
شمشیر عرفاں صاف کن قطع ہمہ وصاف کن
از خود گذر در خود نگر بیخود بخود شو باخبر
از خود اگر یکسو شوی بیخود سراپا او شوی
جویاے خود در خود خود او خود جلوہ ہاے اوبراو
او در نشاں بس بے نشاں او بے نشان در بر نشاں

قند حقیقت میخوری بر خود مبیں در خود ببیں
رو با حقیقت بات کن بر خود مبیں در خود ببیں
زین ہر دو بالا کن نظر بر خود مبیں در خود ببیں
از سوے خود بے سو شوی بر خود مبیں در خود ببیں
حرف نمود ما و تو بر خود مبیں در خود ببیں
بل بر تر از وہم و گماں بر خود مبیں در خود ببیں

निर्मान मोहा जितसंगदोषाः अध्यात्म नित्या विनिवृत्तकामाः॥
द्वंद्वैर्विमुक्ताः सुखदुःख संज्ञैर्गच्छन्त्य मूढाः पदमव्ययं तत् ॥५॥

مقام محویت پر پہونچنے کا طریقہ

(۵) دانشمند پندار اور نادانی سے بری ہو کر دل پر فتح پاکر اپنی ذات میں ہمیشہ محو رہ کر خواہشات سے کنارہ کر کے اور رنج و راحت دونوں سے تعلق نہ رکھکر اوس بے زوال مقام پر پہونچتے ہیں۔

جسکا دل ہو خود نمائی جہل الفت سے بری
دور ہو جاتا ہو جب تکلیف و راحت کا خیال
شوق باطل چھوڑ کر جسکی لگن حق سے لگی
ایسے دانشور کو ملتا ہے مقام لازوال

دریائے قدرت کا بہاؤ حواس اور عالم ظاہری کی طرف جاری ہے اور اوس سے پندار نادانی خواہشات رنج اور راحت کی لہریں اور بلبلے ہر انسان کے دل میں اوٹھ رہے ہیں شاغل کو چاہیے کہ وہ اپنی علم ہستی کی کشتی کو اوس تلاطم سے بچاتا ہوا دریائے قدرت کے بہاؤ پر چڑھا لیجائے اور معرفت کے کنارے پر پہونچے دریائے قدرت کے عبور کرنے کا طریقہ اس منتر میں کھول دیا گیا ہے مطلب یہ ہے کہ شاغل حرکت ابتدائی سے اپنی ذات کو برتر اور پاک جاننے کی یعنی انانیت کے خیال کو روکنے کی مزاولت کرتا رہے کہ اس مزاولت سے ہوشیاری پیدا ہوتی ہے خواہش جاتی رہتی ہے دل پر فتح حاصل ہوتی ہے اور رنج و راحت مساوی ہو جاتا ہے اور سرور ابدی نصیب ہوتا ہے

از خود بگذر کہ ہر دو عالم - خود را ہمگی بخویشتن دہ - جز و سر خود ز خود بدر کن از موت و حیات شو کنارہ	در تست نہاں چوں قطرہ در یم این داون و ایں دہ از ہمہ بہ از صافی و از کدر گذر کن : کافی ست ولی ہمیں اشارہ -

न तद्भासयते सूर्यो न शशांको न पावकः ॥

यद्गत्वा न निवर्त्तन्ते तद्धाम परमं मम ॥६॥

مقام محویت کا نشان (۶) جہاں سورج - چاند اور آگ کی روشنی کا دخل نہیں ہے اور جہاں پہونچکر بازگشت نہیں ہوتی ہے وہ اعلیٰ مقام میرا ہے -

آتش و شمس و قمر کی روشنی اوسجا نہیں	جو میری منزل پہ پہنچا وہ کبھی لوٹا نہیں

ذات بے نشان کا جلوہ بطون میں مشاہدہ کیا جاتا ہے جہاں پر سورج - چاند اور آگ کی روشنی نہیں پہونچتی ہے اور ذات پاک کا نور چمکتا ہے سورج - چاند اور آگ کی روشنی تو مادی ہے اور حواس کے ذریعہ سے تمیز کیجاتی ہے نور ذات غیر مادی ہے اور وہ علم اشراق کی صورت رکھتا ہے چونکہ اوس کا مقام حواس اور محسوسات کے حیطہ سے برتر ہے لہذا اوسکو اعلیٰ بیان کیا ہے ذات پاک وہاں سے کل عالم کو ظہور دیتی ہے -

نظم

زخلوت چوں بصحرا از و علم را	منور ساختہ لوح و قلم را
صفات از ذات وذات از وصف ظاہر	بجز ذاتش بذاتش نیست ماہر
جہاں وجسم وجان مرآت ذاتش	چہ باشد جسم وجان عکس صفاتش
زباطن ظاہرش چوں گل شگفتہ	زہے پیدا بہ پیدائی نہفتہ
زباطن ظاہرش چوں سر کشیدہ	لباس ظاہری در بر کشیدہ
من وما را نمود از بود او شد	دو عالم را وجود از جود او شد
دو عالم چیست عکس نور رویش	زعکس او پدید این ہائے ہوئیش
ہمہ حق است وحق از حق ہویدا	بجز حق ذرہ خود نیست پیدا

ममैवांशो जीवलोके जीव भूतः सनातनः ॥

मनःषष्ठानीन्द्रियाणि प्रकृति स्थानि कर्षति ॥७॥

مقام ہویت سے جان کا ظہور

(۷) میری غیر فانی طاقت جانداروں کی جان بنکر دل اور حواس خمسہ کو جن کا قدرت سے ظہور ہوتا ہے کشش کرتی ہے۔

ایک ذرہ میری ہستی کا ہے جانداروں کی جاں	میری قدرت ہی حواس خمسہ و دل سے عیاں
تن زندہ زروح روح از حق زندہ	زاں روست پدید صاحبی در بندہ
کار لست ترا معرفت نفس خودت	پیکار نشستہ چو نقش کندہ

لفظ آنش جس کا ترجمہ یہاں پر طاقت کیا گیا ہے لغوی معنی جزو کے رکھتا ہے مگر اس کا اطلاق صرف مادی اشیاء پر مثل خاک و آب و آتش کے ہو سکتا ہے جن کے ذرہ ایک دوسرے سے جدا ہو جانے ممکن ہیں نور ذات بوجہ غیر مادی اور لطیف ہونے کے منقسم نہیں ہو سکتا ہے۔ لیکن اگیان یعنی نادانی کے باعث اجسام میں منقسم معلوم ہوتا ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ خلا کسی مادی اشیاء کے ذریعہ سے بوجہ لطیف ہونے کے تقسیم نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اور اس کا

اثر مطلق قبول نہیں کرتا ہے تو پھر وہ طاقت جس کو جان کہتے ہیں بوجہ لطیف تر ہونے کے کیونکر جزو کی صورت اختیار کرسکتی ہے جیولوک کا لفظ جو اِس منتر میں استعمال کیا گیا ہے اوس کا کل حیوانات کے مادہ حیات پر اشارہ ہے جو اِس عالم میں زندہ اور متحرک ہیں اون میں سے کسی جاندار کی حیات وممات سے کوئی تغیر اوس طاقت حقی میں واقع نہیں ہوتا ہے کیونکہ وہ ہمیشہ قایم اور موجود ہے اور ذات بے نشان کا نور ہے (دیکھو ساتوین ادہیا کا پانچواں منتر اور تیرہوین ادہیا کے ۱۴ اور ۱۵ و ۱۶)

शरीरं वद्‌वाप्नोति यच्चाप्युत्क्रामतीश्वरः ॥
गृहीत्वैतानि संयाति वायुर्गंधानि वाशयात् ॥८॥

جان کا نزول جسم میں	(۸) جب جان نزول کرکے جسم کو قبول کرتی ہے. تب وہ جیسے ہوا بو کو اوڑا لیجاتی ہے اپنے مقام سے اُن کو ساتھ لیجاتی ہے۔

قالبوں سے روح جب ہوتی ہے واصل یا جُدا	ساتھ لیجاتی ہے اپنے جیسے نکہت کو صبا	

جان کا جسم میں نزول قاعدہ ازلی ہے اور نزول کی صورت یہ ہے کہ ابتدا اِس ہر ہینہ گربہ یعنی مادہ لطیف کے خزانہ سے جو کل عالم میں محیط ہے ایک خواہش انسان میں پیدا ہوتی ہے۔ اور وہ تولید نسل کا سبب ہے اور اوس کے فعل سے لطیف مادہ کثیف ہوکر نطفہ کی شکل اختیار کرتا ہے۔ اور پشت پدر سے شکم مادر میں جاتا ہے۔ اوس وقت وہ اُن پانچ حواس اور دل کو جن کا ذکر اگلے منتر میں ہوگا۔ اپنے اندر لیجاتا ہے۔ جیسے بیج میں تنہ۔ شاخ۔ پتہ۔ پھول۔ پھل وغیرہ اور انڈے میں پر و بازو و دیگر اعضا جسمانی بصورت اختیار موجود ہوتے ہیں۔ اُسی طرح نطفہ میں تمام حواس اور اعضائے جسمانی ناکمل طور پر مغمول رہتے ہیں۔

دریا طن دانہ شجر و بر دیدم		خود مین طلا صورت زیور دیدم	
این کثرت عالم است در وحدت حق		چوں مرغ ذرول بیضہ مضمر دیدم	

آتیریہ اوپنشد میں انسان کی تولید کا بیان ہے اور اوس کا ترجمہ منشی کنہیالال الکہ دہاری نے

کیا ہے چونکہ اوس مضمون کا تعلق اِس منتر کے مضمون سے ہے لہٰذا وہ ناظرین کے ملاحظہ کے واسطے ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

نطفہ پشت پدر میں ہوتا ہے اور وہ خلاصہ اجزاء پدر کا ہوتا ہے اوس کی حفاظت باپ کرتا ہے جب ماں کے شکم میں مخلوط ہوتا ہے جو ہر اجزاء بدن پدر کا تولد اوّل کہلاتا ہے (اور ماں کے جیسے عضو جسم کے سبنے بچے ہوتا ہے) غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شوہر نطفہ کی صورت بنکر شکم میں عورت کے آتا ہے اور حمل کی مدّت میں جورو خاوند کی محافظ رہتی ہے اور شوہر اسوجہ سے کہ جوہر یک دگر سے وہ حمل ہوتا ہے اُلفت اور حفاظت کرتا ہے جب بچہ پیدا ہوتا ہے سمجھنا چاہیے کہ شوہر خود بمرتبہ ثانی تولد ہوتا ہے"

श्रोत्रं चक्षुः स्पर्शनं च रसनं घ्राणमेवच ॥
अधिष्ठाय मनश्चायं विषयानुपसेवते ॥९॥

الفاً	(۹) وہ (جان) کان - آنکھ - پوست - زبان - ناک - اور دل کے وسیلہ سے محسوسات کو ادراک کرتی ہے۔

			گوش و چشم و لمس و بینی و زبان کی قوتیں	
	دل کی حرکت سے وہ لیتی ہے نفس کی لذتیں			

نطفہ زمانہ حمل میں بالیدگی پاکر اور بچہ کی صورت اختیار کر کے شکم مادر سے باہر آتا ہے تب وہ دل اور حواس کے ذریعہ سے موجودات بیرونی کو تمیز کرتا ہے اور اُس کی عقل عمر کے ساتھ ترقی پاتی جاتی ہے

भुंजानं वा गुणान्वितम् ॥
उत्क्रामन्तं स्थितं वापि
पश्यंति ज्ञान चक्षुषः ॥१०॥
विमूढा नानु पश्यंति

اِشراق وسیلہ ادراک جان ہے	(۱۰) کم فہم اوس کی نزول - قیام - حس و حرکت اور نیک و بد صفت میں پابند ہونے کو نہیں دیکھ سکتے البتہ وہ لوگ جو چشم معرفت رکھتے ہیں دیکھتے ہیں۔

			آمدہ شدہ و رک و معقولات سے اس روح کی	
	باخبر مرد ذکی ہے بے خبر مرد غبی			

خواہش کا پیدا ہونا اور نطفہ بنکر شکمِ مادر میں پہونچنا نزول کی صورت ہے [2] مدتِ حمل تک شکمِ مادر میں رہ کر بالیدگی پانے کا اشارہ قیام پر ہے بعد ولادت [3] بچہ کے ہوش اور حواس کا ترقی پانے کا وقت جس میں اوسکو نیک و بد کا علم پیدا نہیں ہوتا حس و حرکت کا زمانہ کہلاتا ہے۔

جب [4] بچہ کو نیک و بد کا تمیز عمر کے بڑھنے پر حاصل ہوتا ہے اور وہ نیک و بد صفتوں کو اپنے سے منسوب کرتا ہے اور اون کا اثر اپنے اوپر مانتا ہے۔ اوسیکو پابندی صفات کا زمانہ کہتے ہیں غرضکہ جان اِن چاروں حالتوں میں نزول کر کے اپنی اصلیت کو بھول جاتی ہے اور اپنی ہستی کو مقید خیال کرتی ہے مگر جس وقت جہل کی تاریکی رفع ہوتی ہے اوس وقت وہ اپنے آپ کو پاک اور اس نزول کی کیفیت کو اپنا بازیچہ جانتی ہے۔

यतंतो योगिन श्चैव पश्यंत्यात्मन्य वस्थितम् ॥

यतंतोऽप्य कृतात्मानो नैनं पश्यंत्य चेतसः ॥११॥

خودشناسی میں کوشش کرنے سے اشراق حاصل ہوتا ہے۔

(۱۱) شاغل (علمِ خودشناسی میں) کوشش کرنے والے اِسکو اپنے اندر مقیم دیکھتے ہیں غافل جن کے باطن پر نظر نہیں ہے کوشش کرنے پر بھی اسے نہیں دیکھ سکتے۔

اہلِ دل کوشش سے اپنے دلیں پاتے ہیں اُسے	شاغلانِ بخبر محروم ہیں دیدار سے

دیدارِ ذات صرف کوشش پر منحصر نہیں ہے بلکہ اوس کے واسطے بطون پر نظر ہونی بھی ضروری ہے پس جو لوگ ذات کی تلاش عالم کیطرف کرتے ہیں وہ باوجود کوشش کے ناکام رہتے ہیں۔

راست بیں از نظرِ راست بمقصود رسید	احوال از چشمِ دو بین در طمعِ خام فتاد

यदा दित्य गतं तेजो जगद्भासयतेऽखिलम् ॥

यच्चन्द्रमसि यच्चाग्नौ तत्तेजो विद्धि मामकम् ॥१२॥

اِشراق کی حالت

(۱۲) جو آفتاب کا جلال عالم کو روشنی بخشتا ہے اور جو چاند اور آگ میں موجود ہے اوس کو میرا جلال سمجھ۔

	ماہ میں اور شعلہ آتش میں ہے میری ضیا		مہر عالمتاب اک جلوہ ہے میرے نور کا	

شاغل لطیفوں میں مشاہدہ کرتے ہیں کہ جس طور پر جان زندہ اجسام میں علم اور حواس کو روشنی دیتی ہے اوسی طرح وہ آفتاب ماہتاب اور آگ کو روشنی بخشتی ہے۔

गामा विश्यच भूतानि धारयाम्यहमोजसा ॥
पुष्णामि चौषधी सर्वा सोमो भूत्वारसात्मकः ॥१३॥

جمادات اور نباتات کی پیدائش

(۱۳) میں زمین داخل کرکے جمادات کو سہار رہا ہوں اور مادہ باردہ بن کر نباتات کو بالیدگی دیتا ہوں۔

	عرق بنکر ہے نباتاتی طراوت میرا کام		میری طاقت سے جماداتی طبق کا ہے قیام	

جان زمین میں تصرف کرکے مادہ حارہ کے غلبہ سے جمادات و معدنیات کو پیدا کرتی ہے زمین کی شکل انڈے کے مانند ہے اور انڈے میں جیسے اوپر چھلکا اور اندر غدود ہوتا ہے اوسی طرح زمین کا بالائی طبقہ مثل چھلکے کے ہے۔ اور اوس کے اندر مادہ رقیق موجود ہے اس مادہ کی حرارت سے جو زمین کے بالائی طبق کی طرف آتی ہے اور آفتاب کی طپش سے جو اوس کے اوپر پڑتی ہے۔ اوس میں جواہرات دہات اور پتھر وغیرہ پیدا ہوتے ہیں۔

ان کی پیدائش کا طریقہ ایسا ہی ہے جیسا کہ پزاوہ میں کچی مٹی کو پکا کر اینٹیں اور ظروف بنانے کا ہے مادہ باردہ کے غلبہ سے سطح زمین پر نباتات کا نشو و نما ہوتا ہے۔

अहं वैश्वानरो भूत्वा प्राणिनां देहमाश्रितः ॥
प्राणापानसमायुक्तः पचाम्यन्नं चतुर्विधम् ॥१४॥

حیوانات کا ظہور

(۱۴) میں حرارت عزیزی بنکر حیوانات کے جسم میں مقیم ہوں اور بالا اور پائیں انفاس کی ترکیب سے چاروں قسم کی غذا کو ہضم کرتا ہوں۔

	ہضم کرتا ہوں غذا معدے کی قوت کی طرح		جسم حیوانی میں رہتا ہوں حرارت کی طرح	

حرارت عزیزی حرارت اور برودت کے اعتدال سے بنتی ہے اور وہ غذا کو ہضم کرکے حیات کو قائم

رکھتی ہے اون میں سے حرارت کی پیدائش آپان سے ہوتی ہے اور برودت کی پیدائش پران سے اپان اوس قوت کا نام ہے جو اندر سے سانس کو باہر کی طرف اوچھالتی ہے اور جس کے فعل کے ختم ہوتے ہی پران کا فعل شروع ہو جاتا ہے یعنی سانس کی کشش اندر کی طرف ہونے لگتی ہے۔

सर्वस्य चाहंहृदि सन्निविष्टो मत्तः स्मृतिर्ज्ञान मपोहनंच ॥
वेदैश्च सर्वैरह मेव वेद्यो वेदांत कृद्वेदविदेव चाहम् ॥१५॥

انسان کا وجود (۱۵) میں سب کے دِل میں مقیم ہوں اور حافظہ تمیز اور سہو کا مخزن ہوں کُل ویدوں کے ذریعہ سے میرا ہی جاننا مقصود ہے۔ میں علمِ توحید کا مصنف اور ویدوں کا عالم ہوں۔

سب کے باطن میں ہے تجسے عقل و سہو و حافظ
میں ہی ہوں تثلیث علمی اور اُس کا خاتمہ

جان کُل جسموں میں عالم علم اور معلوم بنکر جلوہ گر ہوتی ہے اور تمیز حافظہ اور سہو کو ست رنج اور تم ان تین صفتوں سے نمود دیتی ہے سب ویدوں کا مقصد جان کا پہچاننا ہے اور جان سے کُل وید پیدا ہوئے ہیں اور جان ہی اون کا علم رکھتی ہے۔

یک تیر بصد سینہ یک رو بصد آئینہ
یک شاہ بصد کشور یک ماہ بصد ایوان

द्वाविमौ पुरुषौ लोके क्षरश्चाक्षर एवच ॥
क्षरः सर्वाणि भूतानि कूटस्थोऽक्षर उच्यते ॥१६॥

ذات و صفات کی تعریف (۱۶) عالم میں دو قسم کی ہستی ہے حادث اور قدیم کُل موجودات حادث مانی گئی ہے اور جو ہستی تغیر و تبدل سے بری رہتی ہے وہ قدیم کہلاتی ہے۔

ہستی عالم کی دو شکلیں ہیں حادث اور قدیم
ہے فنا سب کو مگر باقی ہے اک روحِ علیم

اصلِ تو دیگر باشد و فرع تو دگر
مطلق اصل است و فرع از رنگ و صور

فرع تو بہ اصل تست ہست و قائم
ہر صیغۂ کا غذ است نفس مستر

جو کچھ حواس اور عقل کے ذریعہ سے تمیز ہوتا ہے اور تغیر و تبدل اختیار کرتا ہے وہ سب حادث

اور فانی ہے جس ہستی پر فنا اور تبدّل کا اطلاق نہیں ہو سکتا اور جس کی حقیقت صرف اشراق کی حالت میں دریافت کی جاتی ہے اوسے قدیم اور باقی کہتے ہیں۔ ہر شے میں یہ دونوں مشمول ہیں پس کوئی ذرہ اون سے خالی نہیں ہے دو شے کا ایک جگہ ہونا عقل سے محال معلوم ہوتا ہے۔ مگر مشاہدہ بطون سے یہ عقدہ کھل جاتا ہے۔

उत्तम: पुरुषस्त्वन्य: परमात्मे त्युदाहृत: ॥
योलोकत्रय माविश्य बिभर्त्य व्यय ईश्वर: ॥१७॥

ہستی بحت کا نشان

(۱۷) جو ذات پاک اون دونوں سے برتر ہے اوسے ہستی بحت کہتے ہیں اور جو ہستی عالم سہ گانہ میں متصرف ہوکر اوسے سہارتی ہے وہ غیر فانی جان ہے۔

ذات حق بےلوث ہے اِن دونوں معروفات سے	قادر مطلق وہی ہے اپنے مقبوضات سے

ہستی بحت کا علم انتہائے ادراک انسانی ہے اور اس ذات پاک کو عارفان ہند نے کیول برہم اور پرشوتم وغیرہ ناموں سے تعبیر کیا ہے جس وقت علم خالص رہجاتا ہے اور عالم اور معلوم دونوں محو ہو جاتے ہیں اوس وقت ہستی بحت کا کیف پیدا ہوتا ہے عالم علم اور معلوم کی تمیز کا ہونا ہی جان ہے۔ اور وہ ہستی بحت کا جلوہ ہے۔

यस्मात्क्षर मतीतो ऽह मक्षरा दपि चोत्तम: ॥
अतो स्मि लोके वेदेच प्रथित: पुरुषोत्तम: ॥१८॥

ہستی بحت کی فضیلت

(۱۸) چونکہ میں حدوث اور قدم سے برتر ہوں لہذا مجھے عام الناس نے اور کتب علوم نے ذات بے نشان کے نام سے تعبیر کیا ہے۔

فانی و باقی کی معلومات سے بالا ہوں میں	اسلئے دیر و حرم میں پاک اور یکتا ہوں میں
از جسم و جان برترم برفرق جملہ عنصرم	در ملک وحدت داورم بر خود مبیں در خود ببیں

योमा मेवम संमूढो जानाति पुरुषोत्तमम् ॥
ससर्व विद्भजति मासर्व भावेन भारत ॥१९॥

عارف کی کیفیت ۔ (۱۹) اے ارجن جو دانشمند میری اوس مقدس ذات کو جانتا ہے وہ سب کچھ جان لیتا ہے اور سب فعلوں کو کرتے ہوئے میری بندگی کرتا ہے۔

میری ہستی تک ہوا جن اہل دانش کا گذار	علم اُن کا ہے مکمل وہ ہیں میرے جان نثار

جب عارف ذات بے نشان کے نور کو بطون میں دریافت کرتا ہے تب وہ اوسی کا جلوہ ہرشے میں دیکھتا ہے اور اوس کے مشاہدہ میں مسرور رہتا ہے۔

इति गुह्यतमं शास्त्र मिद मुक्तं मयानघ ॥
एत द्बुध्वा बुद्धिमान्स्या त्कृत कृत्यश्च भारत ॥२०॥

عارف ہونیکے لئے نزول ذات کے اسرار کا جاننا ضروری ہے (۲۰) اے ارجن جو کوئی اوس نہایت دقیق فلسفہ کو جس کی میں اوپر تشریح کرچکا ہوں سمجھ لیتا ہے وہ عالم عمل کی منزل سے پار ہو جاتا ہے

میں نے اب تجھکو بتائے ہیں جو اسرار ازل	اُن کو ارجن جان لے علم و عمل کا ماحصل

بطون کی جن کیفیتوں کا اِس ادہیا میں بیان ہوا ہے۔ اونہیں کو اسرار غیب سمجھنا چاہئے جب اِنسان اِن رموز کے معنی کو بخوبی حل کر لیتا ہے اور عارف ہو جاتا ہے تب وہ کسی قسم کی ریاضت اور عمل سے تعلق نہیں رکھتا ہے اور ذات بحید کے مشاہدہ میں ہمیشہ مستغرق رہتا ہے عارفان گذشتہ نے معرفت کی اِس منزل اعلیٰ کو سہج درسیہ کلپ ونرو کلپ سمادہی اور زبان ادستہا اور نیز جیون اور بدیہہ مکت کے ناموں سے موسوم کیا ہے اور اوس کی سب منازل پر فضیلت مانی ہے۔ عارف کامل گوسائیں ولی رام جی نے اِس منزل کی کیفیت کو ذیل کے الفاظ میں ظاہر کیا ہے

سادھو ہو ن سہج سمادہ بھلی ہے
گور پرساد جادن سے لاگی نیک نہ کبھوں ٹلی ہے

آنکھ نہ موندوں کان نہ روندوں کوئی کشٹ نہ دہارا چلتا چلوں سوئی پر دکہنا جو کچھ کروں سو پوجا سن محل میں آن سمائے مِلن باسنا تیا گی	اودگھڑے نین پہچانا ہنس ہنس سندر روپ نہارا گرہ اُودیاں ایک سم جانا بھاو مٹا یا دوجا سووت جاگت اوٹھت بیٹھت ایسی تاڑی لاگی

یہ ہی رہنی یہ ہی گہنی دلی پر گھٹ کہہ گائی | دوکھ سوکھ سے جو پرے پرم پد وہ پد ہے سکھ دائی
سادھون سہج سمادہ بھلی ہے

इति श्री मद्भगवद्गीता सू० पुरुषोत्तम
योगो नाम पंचदशोऽध्याय: ॥१॥

شری بھگوت گیتا کے مخفی الوہیت کے طریقت کے بارہ میں کرشن اور ارجن کی تقریر کی پندرہوین ادھیا موسوم بہ پرشوتم یوگ ختم ہوئی ٭

پندرہویں ادھیا کا خلاصہ

بدریا قطرہ چوں داصل شود دریاست در معنی | حباب و موج ہم آب اند بشگاف ایں معمارا

یہ وہی معما ہے جس کے حل کرنے کی کوشش میں تمام وید اور علوم پیدا ہوئے ہیں اور جس کسی نے اس معمے کو حل کیا ہے اوس نے تمام ویدوں کا ماحصل پایا ہے یہ جان اور جسم اور عالم کے شہود کا ایک عجیب وغریب معما ہے جس کا اپنی حیات میں حل کرلینا ہر فرد بشر کا فرض ہے اس ادھیا میں یہ معما واسطے رہنمائی طالبان صادق کے علم اشراق کی مدد سے کھولا گیا ہے جبتک انسان اپنی ہستی کو مثل حباب دریائے وحدت سے جدا مانتا ہے بیسم درجا کی تلاطم میں غوطہ کھاتا رہتا ہے اور اس عقدہ کو کھول نہیں سکتا۔

جب بشر دریائے وحدت میں شناوری کرتا ہے اور اوس دریا کی روانگی سے موج وحباب کو تلور ہاتے دیکھتا ہے تب وہ اپنی ہستی کے بلبلے کو اوس سے جدا نہیں پاتا ہے اور جزویت سے کلیت میں سماتا ہے۔

جب وہ دریا کی ماہیت پر نظر ڈالتا ہے اور بلبلے اور موج کی اصلیت دریافت کرتا ہے تب یہ اشعار اُس کے حال پر صادق آتے ہیں۔

ہمبیت کہ دریا شدہ امواج بر انگیخت گہ گشت حبابی		گہ یخ شدہ در عالم تکرار در آمد دریں دور آن شد
ہر چند بگویم رہ بیہودہ پنوییم راز یست نہفتہ		ہر کس کہ بفہمید بیکسار بر آمد خود جملہ جہان شد

کُل عارفوں نے اسی رمز کو مختلف کلمات میں کھولا ہے اور چاروں مہاباک یعنی چاروں ویدوں کے اسم اعظم کا اس پر اشارہ ہے۔ منجملہ ان کے سام وید کا اسم اعظم تتوسی جو تت توم اور اسی تین لفظوں سے بنا ہے اس پر دلالت کرتا ہے اوّل لفظ تت کا اشارہ عالم بطون پر ہے جو بالذات لافانی اور باقی ہے اور جس نے کثیف مادہ کی صورت اختیار کی ہے۔

دوسرے لفظ توم سے عالم ظاہری مراد ہے جو کہ کثیف مادے کی شکل رکھتا ہے اور تغیر پذیر اور فانی ہے۔

تیسرا لفظ اسی ذات پاک کا نشان بتلاتا ہے جو کہ باقی و فانی سے برتر ہے اور جس کی کمال قدرت نے ان دونوں کو نمود دیا ہے۔

توم پد یعنی عالم ظہور کا علم عقل اور حواس کے ذریعہ سے انسان کو حاصل ہوتا ہے۔ اور واقعات پر مبنی نہیں ہوتا اوس کے باعث انسان اپنی جان کو جسم میں محدود سمجھتا ہے اور افعال جسمانی کا پابند ہو جاتا ہے۔

تت پد یعنی عالم بطون کا علم اشراق کی حالت میں پیدا ہوتا ہے اور واقعی صورت کو دکھلاتا ہے جس بشر کی رسائی معرفت کی اس منزل تک ہو جاتی ہے وہ دیکھتا ہے کہ جس جان کو جیو یعنی اپنی جان جانتا تھا وہ دراصل کُل عالم کی جان یعنی ایشور ہے۔

اسِ پد یعنی مقام محویت جزویت اور کلیت کے علم سے بلند اور برتر ہے۔ اور اس کا نام وصال ذات ہے۔

محویت کے حاصل کرنے کے لئے ابتدا میں اجپا جاپ یعنی پاس انفاس کی مزاولت کرنی پڑتی ہے اسکی مزاولت سے طالب کے دل کو کشایش ہوتی ہے اور نفس کی رفتار میں سکون پیدا ہو جاتا ہے

بعد ازاں وہ حرکت اِبتدائی جو کہ تت پد یعنی ایشور کی منزل سے اوٹھتی ہے محسوس ہوتی ہے اور جب اِنسان کی رسائی یہاں تک ہو جاتی ہے تب جیو اور ایشور کے جُدا ہونے کا خیال رفع ہو جاتا ہے یعنی اُس کا علم جزویت علم کلیّت میں مبدّل ہو جاتا ہے۔

طالب کو لازم ہے کہ وہ اوس کو آخری منزل نہ سمجھے اور اپنی ہستی بحت کو اُس حرکت سے جزو کُل کی ہستی کی صورت میں آشکارا ہوتی ہے جدا جان لے یعنی جزویت اور کلیّت کے علم سے جنھوں نے کہ علم خالص سے ظہور پایا ہے توجہ کو ہٹا کر علم خالص میں جو سرور و کیف کا چشمہ ہے محو ہو جائے یہی نکتہ ہے جس کو اِس ادھیا میں مصنف نے اسنگ شستر یعنی تیغ تجرید سے درخت کُلیّت کا کاٹنا بطور استعارہ بیان کیا ہے۔

کبیر صاحب کا مقولہ

گیان محل کے دو دروازے سرگُن نرگن باری ہے کبھی اِس در کبھی اُس درباری جھونکا جھانک دوڑے نیچے دوڑے اوپر مدھ نہیں ٹھرائے ایسا ٹھور ٹھکانا نیڑے پاوت نائیں اندھ گی دیہی گیاتا اھنگ گیان لکھو بخ پران	گی گیاتا ہیں دو دروازے آتم دست بیاری ہے پڑا کاس بیٹھے نہیں لگے نہیں پل آنکھ - نا نا بدھ کے جتن کرت ہیِ سوجھے آپ نہ کائے ٹک کر پا کر آپ بچا در مٹے سکل دُرگندھ سوتہ پرکاشے جیو ہے ابناشی نر بان

جب اِنسان مندرجہ بالا طریقت سے محویت کی منزل پر پہونچتا ہے تب اوسکو کسی طرح کے عمل اور شغل سے تعلق نہیں رہتا اور وہ تاقیام جسم سرد رابدی میں مستغرق رہتا ہے۔

گوسائیں چرنداس جی نے وگیان سمادہ یعنی محویت کے درجہ کو ان لفظوں میں بیان کیا ہے۔

جب لگ تو بچار کے کہے ایک اور دوسے میں تو یہ وہ بھول کر رہے جو سہج سو ہوئے گیان رہت گیاتا رہت اور رہت گے جان	برہم برت باندھی رہے تب لگ دھیان ہی ہوئے آپا دیہہ اوٹھائے کر گیان سمادہ لگائے لگی کبھی چھوٹی نہیں یہہ سمادہ وگیان

سولھویں ادھیا دیو اسُر سمپت یوگ

अभयं सत्त्व संशुद्धि र्ज्ञान योगव्यवस्थितिः ॥
दानं दमश्च यज्ञश्च स्वाध्यायस्तप आर्जवम् ॥१॥

صفاتِ ملکوتی (۱) بیباکی - پاک - باطنی - علم اور عمل میں استقامت - فیاضی - ضبط حواس - تکمیلِ فرائض مذہبی - تحصیل علم - ریاضت - راستبازی -

अहिंसा सत्यम क्रोधस्त्यागः शांतिर पैशुनम् ॥
दया भूतेष्व लोलुप्त्वं मार्दवं ह्रीर चापलम् ॥२॥

ایضاً (۲) خیر طلبی - سچائی - تحمل - نیکی - اطمینان - عیب پوشی - رحمدلی قناعت - حلم - حیا - سنجیدگی -

तेजः क्षमा धृतिः शौचमद्रोहो नाति मानिता ॥
भवंति संपदं दैवी मभि जातस्य भारत ॥३॥

ایضاً (۳) جلال - عفو - استقلال - پاکبازی - صلح جوئی - اور انکسار اے ارجن فرشتہ صفت انسانوں میں پائے جاتے ہیں -

شوق ذکر و فکر بیخوفی - صفائے باطنی — زہد و ضبط و فیض تعلیم و ریاض و سادگی
صبر سچائی بہی خواہی رضا ترکِ خودی — رحم استغنا سکونِ حلم و حیا سنجیدگی
ہمت و صلح و شرافت شان و عفو و انکسار — نیک انسانوں کے یہ اوصاف ہیں اے نامدار

دیوتاؤں کی کوئی نسل یا قوم انسانوں کے علاوہ کبھی پیدا نہیں ہوئی ہے بلکہ جو انسان ان صفتوں سے موصوف تھے وہ دیوتا کہلائے ہیں -

दम्भो दर्पो ऽभिमानश्च क्रोधः पारुष्यमेव च ॥
अज्ञानं चाभि जातस्य पार्थ संपद मासुरीम् ॥४॥

صفاتِ شیطانی (۴) اے ارجن فریب - خودنمائی - غرور - غصہ - سنگدلی اور

جہالت شیطانی خصلت رکھنے والے اِنسانوں میں ہوتی ہیں۔

مکر غصہ خود پسندی جہل بے رحمی غرور	ایسی خصلت کا بُرے اِنسان میں ہوتا ہے ظہور

شیطان کوئی مجسم شے بد افعالی کی ترغیب دینے والا نہیں ہے بلکہ وہ رجوگن اور تموگن کے غلبہ کا نام ہے جس کی وجہ سے اِنسان کے دل میں صفاتِ ناقصہ پیدا ہوتی ہے

दैवी संपद्विमोक्षाय निबन्धायासुरीमता ॥

मा शुचः संपदं दैवीमभिजातोऽसि पांडव ॥५॥

ملکوتی اور شیطانی صفتوں کے نتائج

(۵) صفات ملکوتی ذریعہ مخلصی کا اور صفات شیطانی باعثِ گرفتاری کا مانی گئی ہیں۔ اے ارجن تو فکر نکر کہ تیری پیدائش صفات ملکوتی سے ہے

مغفرت کی راہ نیکی ہے مذلت کی بدی	فکر کر ارجن کہ نیکو میں ہے پیدائش تری
خوئے خوش و اخلاق نکو جنت و باغ	خوئے بد و اوصاف بد دوزخ و داغ

द्वौ भूतसर्गौ लोकेऽस्मिन्दैव आसुर एव च ॥

दैवो विस्तरशः प्रोक्त आसुरं पार्थ मे शृणु ॥६॥

دو قسم کے اِنسان ہیں

(۶) اِس دنیا میں دو قسم کے لوگ ہیں فرشتہ صفت اور شیطان خصلت۔ اے ارجن فرشتہ صفت لوگوں کا تو مفصل بیان ہو چکا ہے اب تو شیطان خصلت لوگوں کا حال سُن

آدمی دُنیا میں ہیں نیک اور بد دو قسم کے	اُنکی کیفیت سنائی اب انہیں بھی جان لے

प्रवृत्तिं च निवृत्तिं च जना न विदुरासुराः ॥

न शौचं नापि चाचारो न सत्यं तेषु विद्यते ॥७॥

شیطان خصلت اِنسان

(۷) شیطان خصلت اِنسان امر اور نہی کو تمیز نہیں کر سکتے اور پاک باطنی نیک اعمالی اور راستبازی اُنمیں نہیں ہوتی۔

مردِ نادان بد نہیں پہچانتے امر و نہی	اُن کے دل سے دور رہتے ہیں صفا و راستی

असत्यम् प्रतिष्ठंते जगदाहु रनीश्वरम् ॥

अपरस्पर संभूतं किमन्यत्कामहैतुकम् ॥८॥

الیضاً (۸) وہ بیان کرتے ہیں کہ اِس باطِل اور حادث عالم کا کوئی صاحب نہیں ہے اور ذرّوں کے اِتصال کے سوائے اوس کی پیدایش کا کوئی اور سبب نہیں ہو سکتا

وہ بتاتے ہیں کہ کوئی صانع عالم نہیں امتزاجِ مادّی سے جملہ پیدایش ہوئی		صنعتِ کون و مکان بے بود ہے قایم نہیں علّت و معلول سے قسموں میں افزایش ہوئی	

یہ عقیدہ اون لوگوں کا ہے جو ذرّوں کی قوتِ اتصال سے عالم کی پیدایش بتاتے ہیں اور ناستک کہلاتے ہیں۔

एतां दृष्टि मवष्टभ्य नष्टात्मानो ऽल्प बुद्धय: ॥

प्रभवंत्युग्र कर्माण: क्षयाय जगतो ऽहिता: ॥९॥

ایضاً (۹) جو اِس خیال کے پابند ہو کر اپنی جان کے دشمن بنجاتے ہیں وہ کم عقل بد اعمال اور عالم کو ضرر پہونچانے والے آخر کار غارت ہوتے ہیں۔

دشمن اِیمان و جاں ہیں جنکا ایسا ہے خیال		وہ سیہ باطِن سیہ کاری سے پاتے ہیں زوال	

काम माश्रित्य दुष्पूरं दंभमान मदान्विता: ॥

मोहाद्गृहीत्वा ऽसद्ग्राहान्प्रवर्तन्ते ऽशुचिव्रता: ॥१०॥

ایضاً (۱۰) وہ ایسی نفسانی خواہش میں پھنسکر جو کبھی پوری نہیں ہوتی فریب غرور اور جوش کو کام میں لاتے ہیں اور جہالت کے باعث ناراستی کے طریقہ کو اختیار کر کے بد افعالی میں زندگی گذارتے ہیں۔

ہو کے وہ نادانی مکر و تکبر کے غلام		جہل کے ناپاک جذبوں سے کیا کرتے ہیں کام	

चिंताम परिमेयांच प्रलयान्ता मुपाश्रिता: ॥

कामोप भोग परमा एतावदिति निश्चताः ॥११॥

ایضاً (۱۱) وہ ایسی فکر میں جو بعید از عقل ہوتی ہے اور مرتے دم تک قائم رہتی ہے گرفتار رہتے ہیں اور حظِ نفس کو عمر کا ماحصل جانکر اوس میں مشغول رہتے ہیں۔

مرتے دم تک فکرِ بے معنی میں رہکر مبتلا		خطِ نفسانی سے پُر کرتے ہیں کاسہ عمر کا	

आशा पाश शतैर्बद्धाः काम क्रोध परायणाः ॥

ईहन्ते काम भोगार्थ मन्यायेनार्थ सञ्चयान् ॥१२॥

ایضاً (۱۲) وہ اُمید کے صدہا دام میں گرفتار ہوکر اور خواہش اور غضب میں مبتلا ہوکر لذات نفسانی حاصل کرنے کے لئے ناجائز طریقوں سے دولت جمع کرتے ہیں۔

صید ہوکر دام میں وہ شوق محسوسات کے		پھڑپھڑاتے ہیں پرونکو دانۂ زر کے لئے	

इद मद्यमया लब्ध मिदं प्राप्स्ये मनोरथम् ॥

इद मस्तीदमपि मे भविष्यति पुनर्धनम् ॥१३॥

ایضاً (۱۳) میری وہ مُراد تو حاصل ہوگئی ہے اب میں اسے حاصل کرتا ہوں یہ اسوقت میرا ہے اور آیندہ بھی میرا ہی رہیگا۔

ہو چکا یہ کام اب وہ کام کرنا ہے ہمیں		اپنی دولت ہوگی آیندہ بھی اپنے ہاتھ میں	

असौ मया हतः शत्रुर्हनिष्ये चापरानपि ॥

ईश्वरोऽहमहं भोगी सिद्धोऽहंबलवान्सुखी ॥१४॥

ایضاً (۱۴) میں نے فلاں دشمن کو تو مار ڈالا اور میں باقی دشمنوں کو بھی مار ونگا میں حکومت کرتا ہوں۔ لذات دینوی سے حظ اوٹھاتا ہوں صاحب کمال اور ہوں اور آرام سے زندگی بسر کرتا ہوں۔

ہم حریفونکو نہ چھوڑیں گے کرینگے پائمال		ہمکو حاصل ہے حکومت عیش طاقت اور کمال	

आढ्यो ऽभिजनवानस्मि कोऽन्योऽस्ति सदृशो मया ॥
यक्ष्ये दास्यामि मोदिष्य इत्यज्ञान विमोहिता ॥१५॥

الیضاً (۱۵) میں دولتمند اور عالی خاندان ہوں میری برابر اور کون ہوسکتا ہے میں یگ کروں گا خیرات دونگا اور عیش سے عمر بسر کروں گا۔ اِس قسم کے جاہلانہ خیالات نے جن کی عقل کو تیرہ کر دیا ہے۔

سب سے اعلیٰ ہی ہمارا مرتبہ اور خاندان — زر کا سارا کھیل ہے یہ جنکے دل میں ہے گمان

نفس ہر گہہ دلیر میگردد — اندریں بیشہ شیر میگردد
عقل بیچارہ مجبور رہا ہے — نشود دور برباد گا ہے

अनेकचित्तविभ्रान्ता मोहजालसमावृताः
प्रसक्ताः कामभोगेषु पतन्ति नरकेऽशुचौ

الیضاً (۱۶) اور جو طرح طرح کے واہمات میں سرگرداں اور دامِ غفلت میں گرفتار ہیں اور عیش و عشرت میں مصروف رہتے وہ ناپاک دوزخ میں پڑتے ہیں

نفس کے قابو میں جنکا قلبِ مضطر آگیا — اُنکو ملتی ہے جہنم میں معصیت کی سزا

تیرگی عقل اور دامِ غفلت میں گرفتار ہو کر بُرے فعلوں کا کرنا دوزخ میں پڑنا ہے ورنہ دوزخ کوئی جیلخانے کا سا مکان بنا ہوا نہیں ہے

आत्मसंभाविताः स्तब्धा धनमानमदान्विताः ॥
यजंते नामयज्ञैस्ते दम्भेना विधिपूर्वकम् ॥१७॥

الیضاً (۱۷) جو مغرور۔ سنگدل اور دولت کے غرور سے مدہوش ہیں اور بے قاعدہ کے خلاف نام کے واسطے یگ کرتے ہیں۔

سنگدل مغرور اور مدہوش مال و جاہ سے — پارسائی کا جو دم بھرتے ہیں شہرت کے لئے

چند چوں گرگ و مار و شیر و پلنگ   تافتہ روز صلح و ماندہ بجنگ

अहंकारं बलं दर्पं कामं क्रोधं च संश्रिताः ॥
मामात्म परदेहेषु प्रद्विषंतोऽभि सूयकाः ॥१८॥

ایضاً

(۱۸) اور پندار- قوت جسمانی کے جوش- نخوت- خواہش اور غصہ سے مغلوب ہوکر میری ذات کو جو اون کی اور اوروں کے جسموں میں مقیم ہے- غیر سمجھکر آزار پہونچاتے ہیں-

عجب و جوشِ نوجوانی جنکے دلمیں ہو بھرا   شوق غصہ اور نخوت نے جنھیں اندھا کیا
اپنی لاعلمی سے جو آزار دیتے ہیں مجھے   سارے عالم میں میرا جلوہ نہیں پہچانتے

तानहं द्विषतः क्रूरान् संसारेषु नराधमान् ॥
क्षिपाम्य जस्रम शुभा नासुरीष्वेव योनिषु ॥१९॥

خصلت شیطانی سے انسان ہمیشہ تنزل پاتا ہے-

(۱۹) اون موذی- بے رحم- اذل الخلایق- بدخصلت انسانوں کا تنزل میں شیطانی نسل میں ضرور کرتا ہوں-

ایسے موذی بدچلن ظالمِ ذلیل اشخاص کا   نسل شیطانی میں کرتا ہوں تنزل بارہا

ساتویں منتر سے اُنیسویں منتر تک اون لوگوں کا بیان ہوا ہے جو خصلتِ شیطانی رکھتے ہیں اور عقل کے تیرہ ہو جانے سے اپنی اور عالم کی ہستی کو جدا اور غیر سمجھکر فساد اور ایذا رسانی کا باعث ہوتے ہیں اور اِس طور پر اور بھی زیادہ بدافعالی میں گرفتار ہو کر تنزل کرتے چلے جاتی ہیں

आसुरीं योनि मापन्ना मूढ़ाजन्मनिजन्मनि ॥
माम प्राप्यैव कौंतेयततोयांत्य धमांगतिम् ॥२०॥

متواتر تنزل سے ترقی ناممکن ہو جاتی ہے

(۲۰) اے ارجن جو بدعقل شیطانی نسل کو کئی مرتبہ پاکر بھی میرا وصال حاصل نہیں کرتے وہ پستی میں گرتے ہیں-

جسم لیکر جو نہیں کرتے ترقی زینہار   مجھسے غافل ہوکے وہ دُنیا میں ہو جاتے ہیں خوار

جو علم تیرگی اور بد افعالی سے جہل کیصورت اختیار کرتا ہے تاوقتیکہ اوس کی کثافت دُور نہو وہ قدرت کے چرخ میں اپنی مرکز پر لوٹ لوٹ کر نسل آیندہ میں ظاہر ہوا کرتا ہے۔

त्रिविधं नरकस्येदं द्वारं नाशन मात्मनः ॥
कामः क्रोधस्तथा लोभस्तस्मादेत त्त्रयंत्यजेत् ॥२१॥

خواہش غصہ اور طمع سے خصلتِ شیطانی پیدا ہوتی ہے

(۲۱) خواہش۔ غصہ اور طمع دوزخ کے تین مختلف دروازے ہیں جن سے اِنسان پر زوال آتا ہے اِسواسطے اون تینوں کا ترک لازم ہے۔

	اُنسے اپنا دِل ہٹا وہ دلکو لیجاتے ہیں جہین		حرص و خواہش اور غضب یہ دوزخ کی دروازے ہیں تین	

اگر خواہش غصہ اور طمع دوزخ کے دروازے ہیں تو پھر جتنے اِنسان اِن خصلتوں سے مغلوب ہیں وہ گرفتار دوزخ ہیں۔

एतै र्विमुक्त. कौंतेय तमोद्वारै स्त्रिभिर्नरः ॥
आचरत्यात्मनः श्रेय स्ततोयाति परांगतिम ॥२२॥

خواہش غصہ اور طمع کا سرچشمہ جہل ہے

(۲۲) اے ارجن جو اِنسان تموگن کی اِن تین دروازوں سے بچکر اپنی بہبودی میں کوشش کرتا ہے وہ اعلیٰ منزل پر پہونچتا ہے۔

	منزل مقصود تک ہوتا ہے نیکوں کا گذر		جہل و بدکاری کے اُنٹے راستونکو چھوڑ کر	

جو اِنسان خصلت ناقصہ سے مغلوب نہیں ہوتے وہ بہشت پاتے ہیں یعنی علم و سرور کی اعلیٰ منزل کیطرف رجوع کرتے ہیں۔

यः शास्त्र विधि मुत्सृज्य वर्तते कामकारतः ॥
नससिद्धि मवाप्नोति न सुखं न परां गतिम् ॥२३॥

جہل کا پیرو درجہ کمال نہیں پاتا۔

(۲۳) جو شخص شاستر کے اصولوں کے خلاف اپنی مرضی کے موافق عمل کرتا ہے وہ کمال کو نہیں پاتا ہے اور آسایش اور

اعلیٰ درجہ سے محروم رہجاتا ہے۔

گر گیا اخلاق کی معیار سے جسکا خیال
اُنکی قسمت میں نہیں عرفان رحت اور وصال

زشت دان خوئے مردم آزاری
گرچینی تو دائما خواری ہی

तस्माच्छास्त्रं प्रमाणं ते कार्याकार्यव्यवस्थितौ ॥
ज्ञात्वा शास्त्रविधानोक्तं कर्म कर्तुमिहार्हसि ॥२४॥

علم اور نیک اعمال سبب رستگاری ہیں

(۲۴) اس لئے تجھے اون اُصول سے واقف ہو کر جو شاستر میں امر و نہی کی تقسیم کے بارہ میں درج ہیں شاستر کی ہدایت کے موافق عمل کرنا واجب ہے۔

اے دلاور عقل سے پہچان لے امر و نہی
پیروی واجب ہے تجھکو شرع کے احکام کی

شاستر یعنی فلسفہ نے امر و نہی کا فرق ظاہر کیا ہے اور امر پر کاربند ہونے اور نہی کے چھوڑنے کی ہدایت کی ہے امر سے وہ افعال حسنہ مراد ہیں جو صفات ملکوتی سے پیدا ہوتی ہیں نہی اون افعال ذمیمہ کا نام ہے جو خصلتِ شیطانی سے سرزد ہوتے ہیں۔

इति श्री मद्भगवद्गीता सू० दैवासुर संपद्विभाग योगो नाम षोड्षो ऽध्यायः ॥१६॥

شری بھگوت گیتا کے مخفی علم الوہیت کے طریقے کے بارہ میں کرشن اور ارجن کی تقریر کی سولہویں ادھیا موسوم بہ تقسیم صفاتِ شیطانی و ملکوتی ختم ہوئی

سولھویں ادھیا کا خلاصہ

نیک خصلت اور نیک افعال انسان کے دلکو کثافت سے پاک اور روشن کر کے اوس اعلیٰ

منزل پر جو بالفاظ دیگر بہشت کہلاتی ہے پہونچاتے ہیں بدخصلت اور افعال ذمیمہ دلکو کثیف اور تیرہ کرکے پستی میں گراتے ہیں اور یہی دوزخ ہے عارف بیم ورجا کی اصلیت سمجھکر اور واقعات کو چشم معرفت کے وسیلہ سے دیکھکر ہرگز افعال ذمیمہ کا مرتکب نہیں ہوتا۔

نظم

خانۂ عمر تو بود بردمے
بھردمے می طلبی عالمے

بھردمے کینہ و کبر و ریا
بھردمے این ہمہ حرص و ہوا

بھردمے غصہ و بدخوئیت
بھردمے باہمہ بے روئیت

بھردمے این ہمہ شر و فساد
ہفت ہزاری شدنت اجتہاد

حیف بریں دانش و آئین تو
کور شدہ دیدۂ حق بین تو

عقل تو نقش تو ز تو در ربود
خوئے دو رنگی و دو دانی فزود

خواہش دنیائے تو دور از دیاد
آخرش از یاد تو رفتہ چو باد

ناز بر ایام جوانی کُنی
فخر بر آرائے دکانی کُنی

سرد شود گرم دکانی تو
خواب و خیال است جوانی تو

پارہ کن این جامۂ ہستی خویش
اوج طلب چند بہ پستی خویش

صاف شو از لوث دو رنگی ہمہ
موم صفت باش ز سنگی ہمہ

صدق و صفا را بہ یقین پیشہ کن
واقف خود شو بخود اندیشہ کن

رہبر خود من عقل اینجا بساز
خودی خود را ہمہ در خود بباز

محرم خود شو کہ تو خود چیستی
چوں ہمہ خود اوست تو خود کیستی

غافلی از صورت و معنی خویش
چند شوی فرش رہ کفر و کیش

سترہویں ادھیاشردھاتری وبھاگ یوگ

अर्जुन उवाच

ये शास्त्रविधिमुत्सृज्य यजंते श्रद्धयाऽन्विताः ॥

तेषां निष्ठा तु का कृष्ण सत्त्वमाहो रजस्तमः ॥१॥

عقیدے کی بابتہ سوال

ارجن نے سوال کیا (۱) اے کرشن جو عقیدت مند انسان شاستر کے موافق عمل نہیں کرتے اون کا عقیدہ ستوگنی رجوگنی اور تموگنی میں سے کونسا ہوتا ہے۔

جو عقیدت مند حکم شرع سے ہے منحرف
شوق و علم و جہل میں کس وصف سے ہے متصف

श्रीभगवानुवाच

त्रिविधा भवति श्रद्धा देहिनां सा स्वभावजा ॥

सात्त्विकी राजसी चैव तामसी चेति तां शृणु ॥२॥

جواب عقیدے تین قسم کے ہیں -

شری بھگوان نے جواب دیا (۲) عقیدہ انسانوں کا طبعی خاصہ ہے اور اوس کی تین قسمیں ہیں ستوگنی رجوگنی اور تموگنی اب تو اونکا حال مجھسے سُن

یہ سمجھ ارجن کہ انساں میں سہ گانہ اعتقاد
شوق و علم و جہل کی ترکیب سے ہے طبع زاد

सत्त्वानुरूपा सर्वस्य श्रद्धा भवति भारत ॥

श्रद्धामयोऽयं पुरुषो यो यच्छ्रद्धः स एव सः ॥३॥

عقیدہ لازمہ بشریت ہے

(۳) اے ارجن ہر بشر کا عقیدہ اوس کی طبیعت کے موافق ہوتا ہے اور عقیدہ کا ہونا جزو بشریت ہے بس جس کا جو عقیدہ ہے وہی اُس کی ہستی ہے

قابلیت کے برابر فکر ہے ہر شخص کا
فکر جزو بشریت ہے فکر سے انسان بنا

طبیعت صفات سہ گانہ کی امتزاج کا نام ہے جو ہر انسان کو اپنی ماں اور باپ سے ورثہ میں ملتا ہے بعد میں وہ صحبت کے اثر سے ایک خاص یقین کو پیدا کرتا ہے جسکا عقیدہ نام ہے ہر شخص کا کچھ نہ کچھ عقیدہ ہوتا ہے اور جو جس کا عقیدہ ہوتا ہے وہی اوس کی ہستی ہوتی ہے۔

اسے برادر تو ہمہ اندیشۂ ما بقی تو استخوان و ریشۂ

यजंते सात्त्विका देवान्यक्षर क्षांसि राजसा: ॥
प्रेतान्भूत गणांश्चन्ये यजंते तामसाजना: ॥४॥

پرستش سہ گانہ (۴) ستوگنی اِنسان دیوتاؤں کو رجوگنی یکش اور راکشسوں کو اور تموگنی بھوت اور پریتوں کو پوجتے ہیں۔

دیوتاؤنکی پرستش ہے طریق عالماں راکشش اور یکش کی پوجا ہو طرز عاملاں
دیدۂ دانش پہ جنکے جہل کا پردہ پڑا پوجتے پھرتے ہیں بھوت اور پریت کو وہ جابجا

نیک خصلت اِنسان صفات علوی کی پرستش کرتے ہیں اور نیک افعال کے پابند رہتے ہیں اہل غرض سفلی قوتوں کو اپنا معبود بناتے ہیں اور اوسکی رضامندی حاصل کرنے کے لئے دیگر جاندارون کو تکلیف اور ایذا پہونچاتے ہیں بدخصلت لوگ مردے بھوت جن وغیرہ کی پرستش کے جہل میں گرفتار رہتے ہیں۔

अशास्त्र विहितं घोरं तप्यंते ये तपोजना: ॥
दंभाहंकार संयुक्ता: काम राग बलान्विता: ॥५॥
कर्षयंत्र: शरीरस्थं भूतग्रामम चेतसा ॥
मांचैवांत: शरीरस्थं तान्विद्धया सुर निश्चयान् ॥६॥

تموگنی عقیدہ۔ (۵) جو بدعقل اوس سخت ریاضت کے جسکی شاسترمیں اجازت نہیں ہے پابند ہوتے ہیں مکر و پندار رکھتے ہیں خواہش اور تمنا سے مغلوب ہیں۔

(۶) اور عناصر جسمانی اور میری ذات کو جو اون کے دِل میں مقیم ہے تکلیف پہونچاتے ہیں اونکا عقیدہ تموگنی سمجھ۔

جنکے ایذا دہ مشاغل شرع میں معیوب ہیں مکر نخوت حرص اور خواہش سے جو مغلوب ہیں
وہ مجھے آزار پہنچاتے ہیں اپنے قلب میں جسم کو تکلیف دیکر جان سے شیطان آکہیں

ابیات

بے خردے چند زخود بے خبر	عیب پسندند بجز عیب ہنر
دود شوند از بد ماغے رسند	باد شوند از بہ چراغے رسند

आहारस्त्वपि सर्वस्य त्रिविधो भवति प्रियः॥

यज्ञस्त पस्तथा दानं तेषां भेद मिमं शृणु ॥७॥

سہ گانہ تقسیم

(۷) غذا یگ تپ اور دان جو تین تین قسم کے ہیں ہر ایک کو جداگانہ پسند ہوتے ہیں اب تو اونکا تفاوت سمجھ لے۔

ہیں سہ گانہ زہد و اعمال سخاوت اور غذا	اب بتاتا ہوں کہ کن کو شوق ہے کس قسم کا

غذا یگ تپ اور دان کی ستوگنی رجوگنی اور تموگنی تین تین قسمیں ہیں اور ہر قسم کے انسان کو اپنی قسم کی شے مرغوب ہوتی ہے۔

आयुः सत्वबलारोगय सुख प्रीति विवर्धनाः॥

रस्याः स्निग्धाः स्थिरा हृद्या आहाराः सात्विक प्रियाः॥८॥

ستوگنی غذا

(۸) جو غذا عمر قوت تولید طاقت صحت آسایش اور خوشی کو بڑھاتی ہے اور ذائقہ دار مرغن مقوی اور خوشگوار ہوتی ہے وہ ستوگنی کو مرغوب ہوا کرتی ہے۔

جسکی خاصیت ہو ایزادی نسل و زندگی	تندرستی زور جسمانی طمانیت خوشی
جسکو کہتے ہیں مقوی و مفرح سرد و تر	عقلمندوں کو بہت مرغوب ہے وہ ماحضر

कट्वम्ललवणात्युष्णा तीक्ष्ण रूक्ष विदाहिनः॥

आहारा राजसस्येष्टा दुःख शोका मय प्रदाः॥९॥

رجوگنی غذا

(۹) جو غذا کڑوی۔ کھٹی۔ نمکین گرم۔ چرپری۔ روکھی اور جلن پیدا کرنے والی اور تکلیف۔ رنج اور بیماری کا باعث ہوتی ہے وہ رجوگنی کو مرغوب ہوا کرتی ہے۔

جو غذا ہو گرم کھٹی خشک کڑوی چرپری	جسمیں ہو سوزش کی خاصیت نمک کی زیادتی

نقص صحت رنج اور تکلیف ہو جسکا اثر	رال ٹپکاتے ہیں دُنیا دار اسکی چاٹ پہ

यातयामं गतरसं पूति पर्युषितं च यत् ॥
उच्छिष्टमपि चामेध्यं भोजनं तामसप्रियम् ॥१०॥

تموگنی غذا۔ (۱۰) باسی۔ بد ذائقہ۔ متعفن۔ جھوٹی اور ناپاک خوراک تموگنی کو مرغوب ہوتی ہے۔

جھوٹی بد بودار باسی بد مزہ ناخوردنی	ایسا کھانا شوق سے کھاتے ہیں جاہل آدمی

अफलाकांक्षिभिर्यज्ञो विधिदृष्टो य इज्यते ॥
यष्टव्यमेवेति मनः समाधाय स सात्त्विकः ॥११॥

ستوگنی یگ۔ (۱۱) جو یگ اُسکے نتیجہ کی اُمید نرکھکر اور فرض سمجھکر باقاعدہ طور پر کیا جاتا ہے وہ ستوگنی ہے

فرض کی تکمیل بے بیم و رجا باقاعدہ	جان اے ارجن کہ ہے اہل خرد کا مشغلہ

अभिसंधाय तु फलं दंभार्थमपि चैव यत् ॥
इज्यते भरतश्रेष्ठ तं यज्ञं विद्धि राजसम् ॥१२॥

رجوگنی یگ۔ (۱۲) اے ارجن جو یگ مطلب برآری کے واسطے جھوٹے عقیدے سے کیا جاتا ہے اوسے رجوگنی سمجھ۔

جو کیا جاتا ہے چالاکی سے مطلب کے لئے	اہل دُنیا کا عمل اُسکو سمجھنا چاہئے

विधिहीनमसृष्टान्नं मंत्रहीनमदक्षिणम् ॥
श्रद्धाविरहितं यज्ञं तामसं परिचक्षते ॥१३॥

تموگنی یگ۔ (۱۳) جو یگ آہوتی۔ منتر۔ دچھنا اور عقیدے کے بغیر بے قاعدہ طور پر کیا جاتا ہے اوسے شاستر تموگنی کہتے ہیں۔

بے تواضع بے قرات بے شوق اور بیقاعدہ	بے ورم اعمال ہیں احمق کو آتا ہے مزہ

देवद्विजगुरुप्राज्ञपूजनं शौचमार्जवम् ॥

ब्रह्मचर्य महिंसाच शारीरं तप उच्यते ॥१४॥

کایک تپ یعنی زہد جسمانی

(۱۴) دیوتا برہمن گرو اور عالِم کی تعظیم کرنا پاک اور صاف رہنا نیک افعالی کا پابند اور علم الٰہی کا طالب ہونا اور کسی کو ایذا نہ پہونچانا زہد جسمانی کہلاتا ہے۔

دیوتا برہمن گرو اور پنڈتونکو پوجنا — خوب پاک وصاف رکھنا اپنے کل اعصاب کا
حالتِ تجرید میں رہنا مظالم سے بری — میں نے ارجنؔ زہد جسمانی کی یہ تفسیر کی

अनुद्वेगकरं वाक्यं सत्यं प्रिय हितं च यत् ॥
स्वाध्यायाभ्यसनं चैव वाङ्मयं तप उच्यते ॥१५॥

واچک تپ یعنی زہد زبانی۔

(۱۵) صلح آمیز۔ راست۔ شیریں اور مفید کلام کا ادا کرنا اور علوم کا پڑھنا زہد زبانی ہے۔

راست شیریں مصلحت آمیز و پاکیزہ کلام — نیز علمی گفتگو زہد زبانی ہے تمام

मनः प्रसादः सौम्यत्वं मौनमात्म विनिग्रहः ॥
भाव संशुद्धिरित्येत त्तपो मान समुच्यते ॥१६॥

مانسک تپ یعنی زہد قلبی

(۱۶) اطمینان رکھنا علم اور قرار سے کام لینا حواسوں کو مغلوب کرنا اور صفائی قلب میں مشغول ہونا زہد قلبی کہلاتا ہے۔

ترک محسوسات اطمینان خاموشی سرور — اور صفائی باطنی ہیں زہد قلبی کا ظہور

श्रद्धया परया तप्तं तपस्त त्रिविधं नरैः ॥
अफलाकांक्षिभिर्युक्तैः सात्विकमपरिचक्षते ॥१७॥

ستوگنی زہد۔

(۱۷) مندرجہ بالا تین قسموں میں سے جس کسی قسم کا زہد نتیجہ کی تمنا کو چھوڑ کر اختیار کیا جاتا ہے اوسے عارف ستوگنی کہتے ہیں۔

جذب کامل ہو نتیجہ کی غرض جسمیں نہو — فوقیت دیتے ہیں دانشمند ایسے زہد کو

درحقیقت اِس قسم کے زُہد کی ہدایت کی گئی ہے۔

सत्कार मान पूजार्थं तपो दंभेन चैवयत् ॥
क्रियते तदिह प्रोक्तं राजसं चलम् ध्रुवम् ॥१८॥

رجوگنی زُہد۔ (۱۸) جو زُہد نمودری افتخار اور عزّت کے واسطے فریب سے کیا جاتا ہے اور بے ثبات اور فانی ہے اوسے شاستر رجوگنی کہتے ہیں۔

جِسکا مقصد ہو نمایش عزّت و نام آوری
بے حقیقت اور باطل ہے وہ زُہدِ دُنیوی

اِس قسم کا نمایشی زُہد آجکل عام طور پر کیا جاتا ہے۔

मूढग्राहेणात्मनो यत्पीडया क्रियते तप: ॥
परस्योत्सादनार्थं वात्तत्ताम समुदाहृतम् ॥१९॥

تموگنی زہد (۱۹) جو زُہد حماقت کی وجہ سے اپنے آپکو تکلیف دیکر اوروں کو تکلیف پہونچانے کے لیے کیا جاتا ہے وہ تموگنی کہلاتا ہے۔

احمقونکے زُہد کی پہچان ہے دیوانگی
خود کو تکلیفات دیکر غیر کی ایذا دہی۔

اِس طرح کا زُہد حماقت کا نتیجہ ہوا کرتا ہے۔

दातव्यमिति यद्दानं दीयतेऽनुप कारिणे ॥
देशेकाले च पात्रेच तद्दानं सात्विकं स्मृतम् ॥२०॥

ستوگنی خیرات (۲۰) جو خیرات فرض سمجھکر معاوضہ کی اُمید نرکھکر اور موقع وقت اور استحقاق کا خیال کرکے دیجاتی ہے وہ ستوگنی ہے۔

فرض منصب جانکر خواہش صلہ کی چھوڑکر
مستحق اشخاص کو خیرات دیتا ہے جو زر
واجب و معقول مسکن اور موزوں وقت پر
عارفانہ ہے سخاوت کیطرف اُسکی نظر

ناظرین اِس منتر کی ہدایت کو ملاحظہ کرکے ذرا غور کریں کہ اوس کی آجکل کہاں تک پابندی ہو رہی ہے۔

यत्तु प्रत्यु पकारार्थं फल मुद्दिश्य वा पुनः ॥
दीयते च परिक्लिष्टं दानं राजसं स्मृतम ॥२१॥

رجوگنی خیرات (۲۱) جو خیرات معاوضہ کی امید سے نتیجہ کی توقعؔ پر۔ مجبوری کیحالتمیں دیجاتی ہے اوسے عارف رجوگنی کہتے ہیں۔

جس میں ہو دِلکی لگن یا آرزو یادداشت کی | یا مجبوری ہو جو خیرات ہی وہ ڈینوی

رنج بیماری اور تکلیف کے موقعوں پر اِس قسم کی خیرات اکثر ہوا کرتی ہے۔

अदेश काले यद्दानमपात्रेभ्यश्च दीयते ॥
असत्कृतमवज्ञातं तत्तामस मुदाहृतम् ॥२२॥

رجوگنی خیرات۔ (۲۲) جو خیرات موقع اور وقت کا لحاظ نکرکے غیر مستحق کو توہین اور تضحیک کے ساتھ دیجاتی ہے وہ توگنی کہلاتی ہے۔

جیسے کرنیمیں نہو وقت اور موقع کا خیال | جس سے پورا ہو کسی بدوضع انسان کا سوال
جیسے ہوتا ہو عمل توہین اور تضحیک سے | ایسی بخشش کا تعلق ہے دِل تاریک سے

اہل ہند اون فقرا یتیم اور بیکسوں کو جو مستحق خیرات کے ہیں محروم رکھکر اور لوگوں کی نفس پروری کرتے ہیں جو مکار گمراہ کرنے والے اور مفت خور ہیں اِس قسم کی خیرات نیکی میں داخل نہیں ہے اور بدوں کو برائی سکھاتی ہے۔

ॐ तत्सदिति निर्देशो ब्रह्मणस्त्रिविधिः स्मृतः ॥
ब्राह्मणास्तेन वेदाश्च यज्ञाश्च विहिताः पुरा ॥२३॥

اِسم اعظم اوم تت ست۔ (۲۳) زمانہ قدیم میں برہم کی اسم اعظم اوم تت ست کا تصور تین طرح پر کیا گیا اوس سے برہمن وید اور یگ بنائے گئے۔

اوم تت ست ذاتِ واحد کا سہ لفظی نام ہے | علم و شوق و فعل کی تعبیر اُسی کا کام ہے

اوس برہم نے جو کہ علم خالص ہے علم عالم معلوم تین صفتوں میں ظہور پایا ہے اور اوم تت

ست کے اسم اعظم کا اِن پر اشارہ ہے اِن تین صفتوں کے اجتماع سے برہمن بھاگ منتر یگ
اور قواعد یگ بنائے گئے اوم اوس ذات پاک کو معہ اوس کے شہود کے ظاہر کرتا ہے اور
تت سے عالم باطنی اور ست سے عالم ظاہری مراد ہے (پندرہویں ادھیا کے خلاصہ میں
تت توم اسی کا بیان دیکھو)

तस्मादो मित्यु दाहृत्य यज्ञ दान तप: क्रिया: ॥
प्रवर्तंते विधानोक्ता: सततं ब्रह्म वादिनाम् ॥२४॥

اوم کا تصور

(۲۴) اس لئے عارف ہمیشہ اوم کہکر یگ دان اور تپ کے عملوں کو جن کی وید میں ہدایت کی گئی ہے شروع کرتے ہیں۔

جب گھڑی ہو زہد و خیرات وعمل کی ابتدا	اوم کہتے ہیں خلوصِ دل سے اربابِ صفا

عارف ہر کام کو شروع کرتے وقت اوم تت ست زبان سے ادا کرتے ہیں اور نیز اپنی توجہ کو اس علم کی طرف مبذول کرتے ہیں جو لفظ اوم سے تعبیر کیا گیا ہے۔

तदित्य नभि संधाय फलं यज्ञ तप: क्रिया: ॥
दान क्रियाश्च विविधा: क्रियंते मोक्ष कांक्षिभि: ॥२५॥

تت کا تصور

(۲۵) طالبان نجات تت کے لفظ کو زبان سے ادا کرکے اور نتیجہ کی توقع کو چھوڑ کر یگ دان اور تپ کے مختلف عملوں کو شروع کرتے ہیں۔

طالبانِ عاقبت ہو کر بری امید سے	کرتے ہیں آغاز ایسے کام تت کہتے ہوئے

جب کسی کام کی ابتدا میں طالبِ علمِ معرفت اوم تت ست کہتے ہیں تب وہ اوس علمِ حقیقت کو مدنظر رکھتے ہیں جس پر تت کا لفظ دلالت کرتا ہے۔

सद्भावे साधुभावे च सदित्येतत्प्रयुज्यते ॥
प्रशस्ते कर्मणि तथा सच्छब्द: पार्थ युज्यते ॥२६॥

ست کا تصور

(۲۶) اے ارجن ست کا لفظ راستی نیکی اور افعال حسنہ کے معنی

میں استعمال کیا جاتا ہے۔

اے دلاور لفظ ست ہے مرکزِ صدق وصفا
عالمِ فانی میں ساری نیکیوں کا رہنما

دُنیا دار لوگ فرزند کی پیدایش - زنّار بندی - شادی - تعمیر مکان وغیرہ خوشی کے موقعوں پر مذہبی رسوم اور دیگر فرائض کو اوم تت ست کہکر شروع کرتے ہیں اور اُونکے بخیر وخوبی انجام پانے کی تمنّا کرتے ہیں۔

यज्ञे तपसि दाने च स्थितिः सदिति चोच्यते ॥
कर्म चैव तदर्थीयं सदित्येवाभिधीयते ॥ २७॥

عقیدہ کا ظہور ست سے ہے (۲۷) نیک اعمال ریاضت اور خیرات پر اعتقاد رکھنا اور اُونکا عمل لانا بھی ست کہلاتا ہے۔

زہد وخیرات وعمل کی باعقیدت پیروی
عالمِ باطل میں ہے تعمیل حق کے حکم کی

ست یعنی حق سے عالم کا ظہور ہے اور اوسیکی وجہ سے عالم کو قیام ہے پس یگ تپ وغیرہ عملوں کی پیدایش حق سے ہے اور اونکا اعتقاد راسخ بھی حق پر مبنی ہے۔

अश्रद्धया हुतं दत्तं तपस्तप्तं कृतं च यत् ॥
असदित्युच्यते पार्थ न च तत्प्रेत्य नो इह ॥ २८॥

بے اعتقادی است سے ہوتی ہے (۲۸) جو نیک اعمال خیرات اور زہد بے اعتقادی سے کئے جاتے ہیں وہ است کہلاتے ہیں۔ اور اون کا زمانہ حال و آیندہ میں وجود نہیں ہوتا۔

زہد وخیرات ورستش اور نیک اعمال کو
ذی خرد منسوب کرتے ہیں است کے لفظ سے
جنمیں عامل کا عقیدہ راسخ و کامل نہو
کیونکہ وہ بے سود ہیں دُنیا وعقبیٰ کے لئے

حق اور باطل کی تمیز کا نہونا بے اعتقادی ہے اور وہ ہیچ ہے اِسلئے جو عمل بے اعتقادی سے کئے جاتے ہیں، ہیچ ہوتے ہیں۔

इति श्री मद्भगवद्गीता॰ श्रद्धात्रय विभागयोगो-
नाम सप्तदशो ऽध्यायः ॥१७॥

شری مدبھگوت گیتا کے مخفی علم الوہیت کے طریقہ کے
بارہ میں کرشن اور ارجن کی تقریر کی سترہویں
ادہیا شردہا ترے وبھاگ یوگ یعنی عقیدوں کی
سہ گانہ تقسیم ختم ہوئی

سترہویں ادہیا کا خلاصہ

ہر انسان کا کچھ نہ کچھ عقیدہ ضرور رہتا ہے اور جس کا جو عقیدہ ہو جاتا ہے اس کو وہ اپنے خیال کے موافق درست اور راسخ سمجھتا ہے مگر عقیدہ راسخ اوسی کو کہنا چاہیئے جو حق پر مبنی ہو اور جس کا نتیجہ بھی ویسا ہی ہو۔

چونکہ یہ امر حق و باطل کی تمیز کئے بغیر ممکن نہیں ہے۔ اس لئے جنہوں نے حق و باطل کا تمیز نہیں کیا ہے اون کا عقیدہ راسخ نہیں ہے انسان اپنے باطل عقیدہ کو ثابت نہیں کر سکتا ہے اور توہمات اور شکوک میں غلطاں و پیچاں رہتا ہے مگر حق کی تمیز حاصل کر کے وہ تمام شکوک سے رہائی پاتا ہے اور عقیدہ راسخ کے پیدا ہونے پر حق کو حق مشاہدہ کرتا ہے۔

اٹھارہویں ادھیاموکش سنیاس یوگ

अर्जुन उवाच

संन्यासस्य महा बाहो तत्त्वमिच्छामि वेदितुम् ॥
त्यागस्य च हृषीकेश पृथक्केशिनिषूदन ॥ १ ॥

سنیاس اورتیاگ کے بارہ میں سوال

(۱) ارجن نے سوال کیا (۱)، اے قوی بازو کرشن کیشی (راکشش) کے ہلاک کرنے والے آپ مجھے سنیاس اور تیاگ کی حقیقت علیحدہ علیحدہ سمجھائیے۔

	ترک دہر کبیا ترک کے معنی عیاں فرمائیے		مجھے اِن دونوں منازل کا بیان فرمائیے	

سنیاس اور تیاگ دونوں لفظوں کے معنی قریب قریب ہیں ارجن ان کے باریک تفاوت کو دریافت کرتا ہے۔

श्री भगवानुवाच

काम्यानां कर्मणां न्यासं संन्यासं कवयो विदुः ॥
सर्वकर्म फलत्यागं प्राहुस्त्यागं विचक्षणाः ॥ २ ॥

شری بھگوان نے جواب دیا

سنیاس اورتیاگ کا تفاوت

(۲) جو فعل خواہش سے کئے جاتے ہیں انکے ترک کرنے کو علماء سنیاس مانتے ہیں اور تمام فعلوں کے نتیجہ کے ترک کرنے کو دانشمند تیاگ کہتے ہیں۔

	فاعلیت کا مٹانا تارکوں کی راہ ہے		اجر سے دل کو ہٹانا سالکوں کی راہ ہے	

فعل کے کرنے کی خواہش نکرنا سنیاس ہے فعل کے نتیجہ سے نظر اوٹھالینا تیاگ ہے سنیاسی ادن خواہشوں کو جو دل میں پیدا ہو کر فعل کراتی ہیں روکتا ہے تیاگی جن افعال کو کرتا ہے اونکے نتیجہ سے تعلق نہیں رکھتا۔

त्याज्यं दोषवदित्येके कर्म प्राहुर्मनीषिणः॥
यज्ञदानतपः कर्म न त्याज्यमिति चापरे ॥३॥

ایضاً

(۳) بعض عارف فعل کے صدور کو ایک نقص سمجھکر اوسکے ترک کرنے کی ہدایت کرتے ہیں بعض نیکی خیرات اور زہد کے فعلوں کے ترک کرنیکی اجازت نہیں دیتے

بعض کہتے ہیں کہ سب اعمال ہیں علمی حجاب		اِسلئے واجب ہے پندار خودی سے اجتناب	
زہد خیرات اور نیکی کو فرائض جانکر		بعض عارف زور دیتے ہیں ادائے فرض پر	

سنیاسی اوس حرکت قلب کو جس سے تمام فعل سرزد ہوتے ہیں حجاب ذات سمجھتے ہیں تیاگی اوس حرکت کا صدور ذات سے مانتے ہیں۔

निश्चयं शृणु मे तत्र त्यागे भरतसत्तम ॥
त्यागो हि पुरुषव्याघ्र त्रिविधः संप्रकीर्तितः ॥४॥

تیاگ کی تین قسمیں ہیں

(۴) اے ارجن تو اون میں سے تیاگ کی بابت میرے عقیدے کو سُن اے شیر مرد تیاگ تین قسم کا بیان کیا گیا ہے۔

راہِ سالک ہے مرے نزدیک ان دو نوں میں فرد		اِسکی تقسیم سہ گانہ صاف ہے اے نیکمرد	

کرشن بھگوان نے سنیاس پر تیاگ کو ترجیح دی ہے

यज्ञदानतपः कर्म न त्याज्यं कार्यमेव तत् ॥
यज्ञो दानं तपश्चैव पावनानि मनीषिणाम् ॥५॥

تیاگ کے معنی ترک فعل نہیں ہیں

(۵) نیک اعمال خیرات اور زہد عارفوں کے قلب میں صفائی پیدا کرتے ہیں پس نیک اعمال خیرات اور زہد کے فعلوں کا ترک واجب نہیں بلکہ اُنکا کرنا ہی واجب ہے۔

زہد و تقویٰ بخشش و اعمال نیک بے ریا		عالموں کے قلب کو دیتے ہیں نورانی صفا	
اِسلئے اُنکا نکرنا ہے سراسر ناروا		بلکہ دانائی سے کرنا فرض ہے انسان کا	

एतान्यपि तु कर्माणि संगंत्यक्त्वा फलानि च ॥
कर्त्तव्यानीति मे पार्थ निश्चितं मतमुत्तमम् ॥६॥

تیاگ سے ترک بالقصد مراد ہے (۶) مگر اے ارجن وہ فعل دلی تعلق اور نتیجہ کو چھوڑ کر کرنے چاہئیں اسلئے کہ یہ سب سے اعلیٰ اصول ہے اور اس پر سری بھگوان کا یقین ہے۔

	دور کرکے ثمرۂ اعمال کا شوق دلی		فرض کی تکمیل ہے میری سمجھ میں لازمی	

नियतस्य तु संन्यासः कर्मणो नोप पद्यते ॥
मोहात्तस्य परित्यागस्तामसः परिकीर्तितः ॥७॥

تموگنی تیاگ (۷) لازمی فعل کا چھوڑنا مناسب نہیں ہے۔ غلطی سے اوس کو چھوڑ دینا جہالت میں داخل ہے۔

	نامناسب ہے ادائے فرض سے منہ موڑنا		فعل لاحاصل ہے نادانی سے اُسکا چھوڑنا	

جہالت کی وجہ سے جو فعل حسنہ ترک کئے جاتے ہیں اونکا انجام خراب ہوتا ہے۔

दुःखमित्येव यत्कर्म कायक्लेश भयात्त्यजेत् ॥
सकृत्वा राज संत्यागं नैव त्याग फलं लभेत् ॥८॥

رجوگنی تیاگ (۸) جو شخص لازمی فعل کو دقت جانکر تکلیف سے بچنے کے لئے چھوڑتا ہے وہ بنظر خود غرضی تارک ہونے کے باعث ترک فعل کا نتیجہ نہیں پاتا ہے۔

	تارک لذت دنیا ہے جو آسائشِ تن کے لئے		ترک بالعوض سے کچھ حاصل نہیں ہوگا اسے	

جو شخص تن آسانی کے خیال سے لازمی افعال کو ترک کرتا ہے اوس کو اون افعال کے ترک سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔

कार्य मित्येव यत्कर्म नियतं क्रियतेऽर्जुन ॥
संगं त्यक्त्वा फलं चैव स त्यागः सात्विको मतः ॥९॥

ستوگنی تیاگ (۹) اے ارجن لازمی فعل کو فرض سمجھ کر کرنا اور اوس سے اور اوسکے

نتیجہ سے تعلق نہ رکھنا اصلی ترک مانا گیا ہے۔

فعل اور اُسکے نتائج سے تعلق توڑ کر	فرض کی تکمیل اصلی ترک ہے اے نامور

جہالت کے باعث اور تن آسانی کے خیال سے افعال حسنہ کا ترک کرنا محض غلطی ہے افعال حسنہ کو فرض سمجھکر کرنا اور اونکے معاوضہ کی اُمید نہ رکھنا اصلی ترک ہے۔ عارف اہل دنیا کی بہبودی پر نظر کرکے افعال حسنہ کا ترک روا نہیں رکھتے مگر اونکے ساتھ دلی تعلق نہیں کرتے چنانچہ ایک عارف کا قول ہے۔

سر برہنہ نیستم دارم کلاہِ چار ترک	ترکِ دنیا ترکِ عقبیٰ ترکِ مولیٰ ترکِ ترک

नद्वेष्ट्य कुशलं कर्म कुशलेनानुषज्जते ॥
त्यागीसत्त्व समाविष्टो मेधावी छिन्नसंशयः ॥१०॥

ستوگنی تیاگ کی تعریف	(۱۰) جو تارک اعلیٰ خصلت اور روشن عقل رکھتا ہے اور شکوک سے مبّرا ہے وہ اچھے فعلوں کے ساتھ موانست اور بُرے فعلوں سے نفرت نہیں کرتا۔

تارکِ ساکنِ دِل و روشن ضمیر و بایقیں	نیک و بد سے دوستی اور دشمنی رکھتا نہیں

اچھے فعلوں سے رغبت اور بُرے فعلوں سے نفرت کا ہونا تعلق ہے عارف توحید کو مدِ نظر رکھکر بھلے اور بُرے فعلوں کو ہیچ جانتا ہے اور اپنی ذات پر اون کا اثر نہیں مانتا۔

नहि देहभृता शक्यं त्यक्तुं कर्माण्य शेषतः ॥
यस्तु कर्म फल त्यागी सत्यागी त्यभिधीयते ॥११॥

ترک افعال ناممکن ہے نتیجہ افعال سے بے تعلقی کا نام تیاگ ہے	(۱۱) اِنسان جملہ افعال کو ترک نہیں کر سکتا پس جو شخص نتیجہ افعال کو ترک کرتا ہے وہی تارک کہلاتا ہے۔

کون ہو سکتا ہے دنیا کے مشاغل سے بری	چھوڑ دی خواہش صلہ کی جسنے تارک ہے وہی

افعال لازمہ جسمانی ہیں اور اون کا کلیتاً مسدود ہونا ناممکن ہے اِسلئے نتیجہ افعال سے بے تعلق رہنا ہی ترک افعال ہے۔

अनिष्टमिष्टं मिश्रंच त्रिविधं कर्मणःफलम्॥
भवत्य त्यागिना प्रेत्य नतु संन्यासिनां क्वचित्॥१२॥

تیاگی اور اگیانی کی حالت کافرق	(۱۲) جو لوگ تارک نہیں ہوتے ہیں اونکے نزدیک عاقبت میں فعلونکا بھلا برا اور متوسط درجہ کا نتیجہ ہوتا ہے لیکن تارک کیلیئے اوسکا وجود نہیں ہوتا

نیک۔بد اور نیک و بد ان تین قسموں کی جزا		سبکے قسمت میں لکھی ہے عارفاں کے ماسوا	

جو انسان ترک بالقلب کے معنی نہیں سمجھتے ہیں اور افعال کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں وہ اون کا نیک اور بد نتیجہ فرض کرتے ہیں تارک فعل اور اوسکے نتیجہ دونوں کو ہیچ جانتا ہے۔

पंचैतानि महाबाहो कारणानि निबोध मे ॥
सांख्ये कृतांते प्रोक्तानि सिद्धये सर्व कर्मणाम्॥१३॥

علم سانکھ کے اصول فعل کے بارہ میں

(۱۳) اے ارجن میں تجھے ذیل میں اون پانچ سببوں کو جو علم سانکھ میں ہر فعل کی تکمیل کیواسطے لازمی بیان کیئے گئے ہیں بتاتا ہوں۔

اے دھننجے پانچ باعث ہیں صدور فعل کے		لازمی جنکو بتایا علم معقولات نے	

अधिष्ठानं तथा कर्त्ता करणं च पृथग्विधम्॥
विविधाश्च पृथक् चेष्टा दैवं चैवात्र पंचमम्॥१४॥

فعل کے پانچ سبب

(۱۴) ظرف۔ فاعل۔ مختلف آلہ فعل۔ مختلف۔ اور جداگانہ حرکات اور قوت ہائے بسیط۔

۱۔ ظرف سے دیش یعنی مقام مراد ہے۔ ۲۔ فاعل اہنکار یعنی انانیت ہے۔

۳۔ کان۔ پوست۔ آنکھ۔ زبان۔ ناک۔ ہاتھ۔ پاؤں۔ منہ۔ اور مقام بول و براز یعنی پانچ حواس علمی اور پانچ حواس افعالی مختلف آلہ فعل مانے گئے ہیں۔

۴۔ مختلف حرکات کا اشارہ سامعہ لامسہ باصرہ ذائقہ اور شامہ وغیرہ حواس کی قوتوں پر ہے

۵۔ قوت ہائے بسیط اون قوتوں کا نام ہے جو عالم میں محیط ہو کر صدور فعل کا

سبب ہیں اور جن کو محققوں نے دیوتا کہا ہے۔

امتزاجِ مادّی و انفرادِ عنصری	اختلافِ ظرف و آلہ نیز پندارِ خودی

چت یعنی قوت متخیلہ کا دیوتا واسدیو۔ من یعنی قوت مدرکہ کا دیوتا اندر اکاس یعنی خلا کا دیوتا رودر پَوَن ہوا کا دیوتا مرت۔ اگنی یعنی آگ کا دیوتا سورج۔ جل یعنی پانی کا دیوتا ورن پرتھوی یعنی خاک کا دیوتا کبیر مانا گیا ہے۔

शरीरवाङ्मनोभिर्यत्कर्म प्रारभते नरः ॥
न्याय्यं वा विपरीतं वा पंचैते तस्य हेतवः ॥१५॥

فعل کا پانچ سببوں سے صدور ہے

(۱۵) انسان جس نیک یا بد افعال کو جسم زبان اور دل سے کرتا ہے اوسکے باعث یہ پانچوں ہوتے ہیں۔

دل زبان و تن سے جن فعلوں کا ہوتا ہے ظہور	خواہ نیک و خواہ بد یہ انکے باعث ہیں ضرور

तत्रैवं सति कर्त्तारमात्मानं केवलं तु यः ॥
पश्यत्यकृतबुद्धित्वान्न स पश्यति दुर्मतिः ॥१६॥

ذات مصدرِ فعل نہیں ہے

(۱۶) جب کہ یہ واقعات ہیں تو پھر جو بد عقل ذاتِ پاک کو اپنی کم فہمی کی وجہ سے فاعل قرار دیتا ہے وہ چشمِ بینا نہیں رکھتا ہے۔

ذات کو فاعل جو کم فہمی سے دیتا ہے قرار	ایسے مردِ تیرہ دل کا احمقوں میں ہے شمار

यस्य नाहंकृतो भावो बुद्धिर्यस्य न लिप्यते ॥
हत्वाऽपि इमाँल्लोकान्नहंति न निबद्ध्यते ॥१७॥

تیاگی گناہ سے بری ہے

(۱۷) جو اپنے آپ کو کسی فعل کا فاعل نہیں مانتا ہے اور جس کی عقل آلودگی سے صاف ہو جاتی ہے وہ سارے عالم کو مار کر بھی نہ قاتل ہے اور نہ گنہگار۔

شخصیت کو ترک کر دیتا ہے جو روشن ضمیر	باوجود قیدِ دنیاوی نہیں اسمیں اسیر

جو شخص دعویٰ فاعلیت نہیں رکھتا اور جسکی عقل روشن ہو اور جو ذات کو ہر ذرہ میں دیکھ رہا ہے وہ کس کو مار سکتا ہے اس موقع پر عالم کے مارنے کے معنی پندار ہستی کے فنا کر دینے کے ہیں جب پندار فنا ہوا عالم کہاں باقی رہا

ज्ञानं ज्ञेयं परिज्ञाता त्रिविधा कर्मचोदना ।।
करणं कर्म कर्तेति त्रिविधः कर्मसंग्रहः ।।१८।।

علم اور فعل کا تعلق- (۱۸) عالم- علم اور معلوم تین محرک فعل ہیں فاعل مفعول اور آلہ فعل کے ملنے سے فعل بنتا ہے-

علم کی تثلیث سے افعال پاتے ہیں ظہور	فعل کی تثلیث میں محدود ہے انکا صدور

حرکت ابتدائی بطون میں بصورت عالم علم اور معلوم پیدا ہو کر انسان کی توجہ کو فعلوں کی طرف رجوع دلاتی ہے اور جسم اور حواسوں سے فعل کراتی ہے-

ज्ञानं कर्म च कर्ता च त्रिधैव गुणभेदतः ।।
प्रोच्यते गुणसंख्याने यथावच्छृणु तान्यपि ।।१९।।

گیان- کرم اور کرتا یعنی علم فعل اور فاعل کی تقسیم سہ گانہ (۱۹) علم- فعل اور فاعل اپنی صفتوں کے لحاظ سے سانکھیہ شاستر میں تین قسم کے بیان کیے گئے ہیں اونکو تو سمجھ لے-

عامل و علم و عمل تینوں کی تین اقسام کا	مجھسے سن لے جو بیان اہل شریعت نے کیا

सर्वभूतेषु येनैकं भावमव्ययमीक्षते ।।
अविभक्तं विभक्तेषु तज्ज्ञानं विद्धि सात्त्विकम् ।।२०।।

ستوگنی گیان- (۲۰) جس علم کے ذریعہ سے جملہ مخلوقات کی کثرت میں ذات بحت واحد اور غیر منقسم نظر آتی ہے اوسے اعلیٰ درجہ کا علم خیال کر

کثرت عالم میں جس سے وحدت حق ہو عیاں	قلب صافی میں رہا کرتا ہے وہ سر نہاں

पृथक्त्वेन तु यज्ज्ञानं नानाभावान्पृथग्विधान् ।।
वेत्ति सर्वेषु भूतेषु तज्ज्ञानं विद्धि राजसम् ।।२१।। ।।२१।।

رجوگنی گیان- (۲۱) جو علم کثرت کی نظر سے ذات واحد کو تمام مخلوقات میں جدا جدا

اور کیثر تسلیم کرتا ہے اوسے اوسط درجہ کا سمجھ

جسم وجان دو نوں کی کثرت ہو عیاں جس علم سے	اوسکا مخزن قلب مضطر کو سمجھنا چاہیے

यत्तु कृत्स्नवदेकस्मिन् कार्ये सक्तमहैतुकम् ॥
अतत्त्वार्थवदल्पं च तत्तामसमुदाहृतम् ॥२२॥

تموگنی گیان۔ (۲۲) جو علم ایک محدود صورت کو بلا دلیل محیط تسلیم کرکے اوس میں گرفتار ہو جاتا ہے اور راستی سے خلاف اور ہیچ ہے وہ ادنیٰ بیان کیا گیا ہے۔

جزو میں کل کو مقید مان لینا بے دلیل	خاصہ اُس علم کا ہے جو ہو ناچیز و ذلیل

नियतं संग रहित मराग द्वेषतः कृतम् ॥
अफल प्रेप्सुना कर्म यत्तत्सात्त्विक मुच्यते ॥२३॥

ستوگنی کرم۔ (۲۳) نتیجہ پر نظر نہ رکھنے والے جس لازمی فعل کو بھلا اور بُرا نہ سمجھکر بے تعلقی سے کرتے ہیں وہ اعلیٰ درجہ کا کہلاتا ہے۔

دُور کرکے دل سے پندار و ریا بیم و رجا	فرض انسانی ادا کرنا ہو اعلیٰ مشغلہ

جن اشخاص کا علم منتر ۲۰ کے مطابق اعلیٰ درجہ کا ہوتا ہے اونسے اعلیٰ درجے کے فعل سرزد ہوتے ہیں

यत्तु कामेप्सुना कर्म साहंकारेण वा पुनः
क्रियते बहुलायासं तद्राजसमुदाहृतम् ॥२४॥

رجوگنی کرم۔ (۲۴) خواہشمند اور مغرور انسان جن فعلوں کو بہت مشقت سے کرتے ہیں وہ اوسط درجہ کے کہلاتے ہیں۔

جسمیں بہبودی کی خاطر آرزومند آدمی	شوق سے کرتے ہیں محنت ہو وہ کارِ دنیوی

جن لوگوں کا علم منتر ۲۱ کے موافق محدود ہوتا ہے اونسے بیم درجا کے فعل صادر ہوتے ہیں۔

अनुबंधं क्षयं हिंसामनवेक्षय च पौरुषम् ॥
मोहादारभ्यते कर्म यत्तत्ताम समुच्यते ॥२५॥

تموگنی کرم (۲۵) مآل کار۔ نقصان۔ ایذا اور ذاتی طاقت کا لحاظ نکر کے جو فعل جہالت سے کیا جاتا ہے اوس کو ادنیٰ درجہ کا فعل کہتے ہیں۔

جس سے پیدا ہو خرابی زعم کلفت اور زیان	ایسا ادنیٰ کام کرنا ہے طریق جاہلان۔

جن لوگوں کے جہل کا بائیسویں منتر میں بیان ہوا ہے اونکے افعال بھی ذلیل اور ادنیٰ درجہ کے ہوتے ہیں

मुक्तसंगोऽनहंवादी धृत्युत्साह समन्वितः
सिद्ध्यसिद्ध्योर्निर्विकारः कर्त्ता सात्त्विक उच्यते ॥२६॥

ستوگنی کرتا (۲۶) جو فاعل تعلق اور پندار سے بری ہے۔ استقلال اور ہمت رکھتا ہے اور کامیابی اور ناکامی میں مطمئن رہتا ہے اوس کا اعلیٰ درجہ بیان کیا گیا ہے۔

مردم بافیض اپنا فرض کرتا ہے ادا	ہوکے بے بیم و رجا اور واقف تسلیم و رضا

اِس منتر کا بیسویں اور تیئسویں منتروں سے تعلق ہے۔

रागी कर्मफलप्रेप्सुर्लुब्धो हिंसात्मकोऽशुचिः ॥
हर्षशोकान्वितः कर्त्ता राजसः परिकीर्तितः ॥२७॥

رجوگنی کرتا (۲۷) جو فاعل غرضمند افعال کا نتیجہ چاہنے والا حریص۔ بیرحم اور ناپاک ہے اور خوشی اور رنج کو مانتا ہے اوسے اوسط درجہ کا کہتے ہیں۔

دنیوی عامل ہے کم بین و غرضمند آدمی	بیحیا حاسد حریص اور تابع رنج و خوشی۔

یہ منتر اکیسویں اور چوبیسویں منتر سے تعلق رکھتا ہے۔

अयुक्तः प्राकृतः स्तब्धः शठो नैष्कृतिकोऽलसः ॥
विषादी दीर्घसूत्री च कर्त्ता तामस उच्यते ॥२८॥

تموگنی کرتا (۲۸) جو فاعل جاہل۔ بے تمیز۔ ضدی۔ فریبی۔ کینہ ور۔ کاہل۔ روتی شکل اور سست ہے وہ ادنیٰ درجہ کا کہلاتا ہے۔

عاقل ادنیٰ ہے جاہل بد تمیز و بے ہنر ؛؛ ۔ شستست روی شکل ضدی سرپسند و کینہ ور

یہ منتر اوپر کے بائیسویں اور پچیسویں منتروں سے متعلق ہے۔

बुद्धेर्भेदं धृतेश्चैव गुणतस्त्रिविधं शृणु ।।
प्रोच्यमानमशेषेण पृथक्त्वेन धनञ्जय ।।२९।।

بدھی یعنی عقل اور دھرتی یعنی استقلال کی تین قسمیں۔

(۲۹) اے ارجن میں عقل اور استقلال کی تین قسموں کو جو کہ صفاتی مدارج کے لحاظ سے قرار دیگئی ہیں علیحدہ علیحدہ اور بالتفصیل ذیل میں بیان کرتا ہوں

عقل و استقلال کے تینوں مدارج کا بیاں ۔ حسب تقسیم صفاتی تجھسے سُن اے مہربان

प्रवृत्तिं च निवृत्तिं च कार्याकार्ये भयाभये ।।
बंधं मोक्षं च या वेत्ति बुद्धिः सा पार्थ सात्त्विकी ।।३०।।

ستوگنی بدھی

(۳۰) اے ارجن جو عقل پابندی اور آزادی امر اور نہی خوف اور بیخوفی قید اور نجات کو تمیز کرتی ہے وہ اعلیٰ ہے۔

آشکارا جس سے ہوں قیدِ نجات امر و نہی ۔ وصل و ہجراں ترک و اخذ اعلیٰ ہے وہ فرزانگی

جس سے عقل نے منتر ۲۰ و ۲۳ اور ۲۶ کے معنی حل کر لئے ہیں وہ کامل ہے

यया धर्म्ममधर्म्मं च कार्यं चाकार्यमेव च ।।
अयथावत्प्रजानाति बुद्धिः सा पार्थ राजसी ।।३१।।

رجوگنی بدھی

(۳۱) اے ارجن جو عقل راستی ناراستی امر اور نہی کی حقیقت کو نہیں جانتی وہ اوسط درجہ کی ہے۔

حق و باطل نیک بد کو جو نہیں پہچانتی ؛؛ ۔ درجہ اوسط کی کہلاتی ہے وہ دانشوری

اِس قسم کی عقل منتر ۲۱ و ۲۴ و ۲۷ کے معنی کو جنکا اوس سے تعلق ہے کامل طور پر نہیں سمجھ سکتی۔

अधर्मं धर्ममिति या मन्यते तमसावृता ।।
सर्वार्थान्विपरीतांश्च बुद्धिः सा पार्थ तामसी ।।३२।।

تموگنی بدھی۔ (۳۲) اے ارجن جو عقل تیرہ ہو کر ناراستی کو راستی مانتی ہے اور ہر شے کو اوس کے برعکس سمجھتی ہے وہ ادنیٰ درجہ کی ہے۔

حق کو باطل جاننا جھوٹے کو سچّا ماننا	خاصّہ ہے اے ولا اور سب سے کمتر عقل کا

یہ وہ عقل ہے جس کا منتر ۲۲ و ۲۵ و ۲۸ سے تعلق ہے اور جس نے جہالت کا طوفان سارے عالم میں مچا رکھا ہے۔

धृत्या यया धारयते मनः प्राणेन्द्रिय क्रियाः
योगेनाव्यभिचारिण्या धृतिः सा पार्थ सात्विकी ॥३३॥

ستوگنی دھرتی۔ (۳۳) اے ارجن جس سچے استقلال کی مدد سے دل نفس اور حواس فعل۔ بذریعہ یوگ ضبط کئے جاتے ہیں وہ اعلیٰ ہے۔

ضبطِ دل ضبطِ نفس ضبط حواس ظاہری	ہیں یہ اعلیٰ برکتیں لاجنب استقلال کی

اِس قسم کے استقلال کی بدولت علم۔ فعل۔ فاعل اور عقل کے وہ اعلیٰ درجے جن کا بیان منتر ۲۰ و ۲۳ و ۲۶ اور ۳۰ میں ہو چکا ہے حاصل ہوتے ہیں۔

यया तु धर्मकामार्थान्धृत्या धारयतेऽर्जुन ॥
प्रसंगेन फलाकांक्षी धृतिः सा पार्थ राजसी ॥३४

رجوگنی دھرتی۔ (۳۴) اے ارجن جس استقلال کے وسیلہ سے اہل غرض دلی شوق کے ساتھ عقائد مذہبی۔ خواہشات نفسانی اور مطالب دنیوی کو پورا کرتے ہیں وہ اوسط درجے کا ہے۔

باغرض ہے وہ ارادت جس سے کوئی خود پسند	دین و دُنیا عیش و عشرت کیلئے ہو کاربند

اس قسم کے استقلال کی مدد سے علم۔ فعل۔ فاعلیت اور عقل کے وہ متوسط درجے جن کا ۲۱ و ۲۴ و ۲۷ اور ۳۱ منتر میں ذکر ہوا ہے حاصل ہوتے ہیں۔

यया स्वप्नं भयं शोकं विषादं मदमेव च ॥

न विमुञ्चति दुर्मेधा धृतिः सा पार्थ तामसी ॥३५॥

تموگنی دہرتی۔ (۳۵) اے ارجن جس کچے استقلال سے خواب غفلت۔ خوف۔ رنج۔ تکلیف اور حماقت نہیں چھٹتی وہ ادنیٰ ہے۔

خوف وخطرہ رنج وکلفت غفلت وبیہودگی	رات دن انکی غلامی ہے دلیل بزدلی

اِس قسم کا کچا استقلال اِنسان کا تنزل علم۔ فعل۔ فاعلیت اور عقل کے ادن ادنیٰ درجوں میں کرتا ہے جن کی کیفیت منتر ۲۲ و ۲۵ و ۲۸ اور ۳۲ میں ظاہر کی گئی ہے اور وہ جہالت کو بڑہا کر انسان کو اعلیٰ درجہ کی طرف ترقی کرنے سے باز رکھتا ہے۔

सुखं त्विदानीं त्रिविधं शृणु मे भरतर्षभ ॥
अभ्यासाद्रमते यत्र दुःखान्तं च निगच्छति ॥३६॥
यत्तदग्रे विषमिव परिणामेऽमृतोपमम् ॥
तत्सुखं सात्त्विकं प्रोक्तमात्मबुद्धिप्रसादजम् ॥३७॥

ستوگنی سکھہ (۳۶) اے ارجن اب تو مجھسے آرام کی تینوں قسموں کا حال سُن جو آرام (شغل کی) مزاولت سے میسر ہوتا ہے تکلیف کا خاتمہ کرتا ہے۔

تجھکو آرام سہ گانہ کا سُنا دوں تذکرہ	شغل سے ہوتا ہے جسمیں کاہشوں کا خاتمہ

(۳۷) ابتدا میں زہر کی مانند اور انجام میں آبحیات کی مانند معلوم ہوتا ہے اور علم ذات کے سرور سے پیدا ہوتا ہے وہ اعلیٰ درجہ کا بیان کیا گیا ہے۔

ابتدا میں زہر سا ہو آخرش آب حیات	سب سے درجہ میں بڑا ہی وہ سرور علم ذات

تینتیسویں منتر میں دل۔ نفس اور حواس کو استقلال کے ساتھ ضبط کرنیکی جو ہدایت کیگئی ہے اوس پر عمل کرنے سے یہ آرام حاصل ہوتا ہے ابتدا میں ضبط کی مزاولت وقت طلب اور ناگوار معلوم ہوتی ہے مگر جب شاغل اوس کو استقلال کے ساتھ روز مرہ بڑہاتے ہیں تب اوس سے بطون میں ایک کیفیت پیدا ہوتا ہے جس کو آرام خالص کہنا چاہئے۔

विषयेंद्रिय संयोगाद्यत्त दग्रे ऽमृतोपमम् ॥

परिणामे विषमिव तत्सुखं राजसंस्मृतम् ॥३८॥

رجوگنی سکھ (۳۸) جو آرام حس اور محسوس کے باہمی تعلق سے پیدا ہوتا ہے اور ابتدا میں آبحیات اور انجام میں زہر معلوم ہوتا ہو وہ اوسط درجہ کا مانا گیا ہے۔

نفس کو محسوس ہو اوّل جو آبِ زندگی		سمِّ قاتل ہو وہ آخر کار لطفِ دُنیوی	

جسمانی آسایش اور دُنیاوی خوشی اصلی آرام نہیں ہے اور وہ انجام میں تکلیف دہ ہوتی ہیں مگر اہل دُنیا انہیں کو اعلیٰ درجہ کا آرام جانتے ہیں۔

यदग्रे चानुबंधे च सुखं मोहन मात्मनः ॥

निद्रालस्य प्रमादोत्थं तत्तामस मुदाहृतम: ॥३९॥

تموگنی سکھ (۳۹) جو آرام ابتدا اور انجام دونوں میں انسان کو غافل کردیتا ہو اور نیند، سستی اور عیش و عشرت سے پیدا ہوتا ہے وہ ادنیٰ درجہ کا کہا گیا ہے۔

عیش و عشرت خواب خود بیدا نشی و کاہلی		جس سے پیدا ہوں وہ آسایش ہو ادنیٰ قسم کی	

ایسی آرام طلبی انسان کو شروع میں خوار کرتی ہے اور آخر میں آزار پہونچاتی ہے۔

नतदस्ति पृथिव्यां वादिवि देवेषु वा पुनः ॥

सत्वं प्रकृति जैर्मुक्तं यदेभिः स्यात्त्रिभिर्गुणे ॥४०॥

(۴۰) زمین۔ عالم فضا اور عالم ملائک میں کوئی وجود صفت سہ گانہ سے عالم کا وجود ہے۔ ایسا نہیں ہے جو کہ قدرت کی صفت سہ گانہ سے بری ہے۔

کون ہو ارض و سما اور عالم ملکوت میں۔		جلوہ گر جسمیں نہیں تینوں صفاتی قوتیں	

زمین کی موجودات میں کل جمادات نباتات اور حیوانات شامل ہیں۔

عالم فضا میں خلا۔ ہوا۔ بادل۔ بجلی۔ ستارے داخل ہیں۔

دیولوک یعنی عالم ملائک کا اشارہ اون سات لطیف قوتوں پر ہو جو حس اور محسوس بنکر

مجموعی طور پر عالم کو نظام دیتی ہیں۔

ब्राह्मण क्षत्रिय विशां शूद्राणां च परंतप ॥
कर्माणि प्रविभक्तानि स्वभाव प्रभवै गुणः ॥४१॥

صفات سہ گانہ کی تقسیم سے چاروں کی پیدایش ہے	(۴۱) اے ارجن برہمن چھتری ویش اور شودر کے افعال قدرت کی صفات کے بموجب تقسیم کئے گئے ہیں

برہمن چھتری و ویش و شدر کے افعال ہیں		قاعدہ سے رُو نما ہیں مختلف خاصیتیں		

انسان کی چار فرقوں میں تقسیم قانونِ قدرت کے بموجب ہوئی ہے پس دُنیا میں کوئی ملک اِن چار فرقوں سے خالی نہیں ہے جن لوگوں کو قدرت نے علم الوہیت اور اوس کی تلقین کا مادہ بخشا ہے وہ رہنمائے حق اور پیشوائے مذہب قرار دیے گئے ہیں۔

جن لوگوں کو قدرت نے شجاعت اور حکمرانی کا اقتدار عطا کیا ہے وہ حاکم سردار اور والئے ملک مانے گئے ہیں جن انسانوں نے تجارت اور کاروبار دنیوی کی قابلیت قدرت سے حاصل کی ہے وہ تاجر اور کاشتکار ہوگئے ہیں۔

جن اشخاص کو مندرجہ بالا صفتوں میں سے کوئی بھی حاصل نہیں ہوئی وہ خدمت کا پیشہ اختیار کرکے اون تینوں فرقوں کے مددگار بن گئے ہیں۔

ان چاروں فرقوں کے بغیر دُنیوی کاروبار اور ضروریات کا پُورا ہونا ممکن نہیں ہے وید نے برہمن کو مُنھ چھتری کو بازو ویش کو ران اور شودر کو پانوں بیان کیا ہے اور وہ ایک تلازمہ ہے جسمیں اِن چاروں فرقوں کا ایک جسم قرار دیکر ہر ایک فرقہ کو بلحاظ منصب اوس کا خاص حصہ بتایا ہے

برہمن کو مُنھ اِسواسطے کہا ہے کہ کلام کا ادا ہونا اور تعلیم و تلقین کے سلسلہ کا جاری رہنا زبان سے تعلق رکھتا ہے۔

چھتری کو بازو اِس لئے فرض کیا ہے کہ شجاعت کا صدور اور قوت کا ظہور بازو سے ہوتا ہے

ویش کو ران سے تعبیر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ برہمن اور چھتری دونوں کے فرائض منصبی کا

ادا ہونا اوس کی کوشش پر منحصر ہے

شودر کو اس وجہ سے پانْوں مانا ہے کہ برہمن چھتری اور ویش تینوں کے کاروبار کا اسکی خدمت پر دار و مدار اس طور پر ہے جیسے تمام جسم کا بوجھ پانوں پر ہوتا ہے اور جسم پانوں کے بغیر معذور ہو جاتا ہے۔

शमो दमस्तपः शौचं क्षान्ति रार्जवमेवच ॥
ज्ञानं विज्ञान मस्तिक्यं ब्रह्मकर्म स्वभावजम् ॥४२॥

برہمن کی تعریف (۴۲) دل اور حواس کا ضبط کرنا زہد۔ پاک باطنی۔ حلم۔ راستی۔ علم اشراق اور تسلیم الوہیت برہمن کا فرض ہے۔

ضبط نفس و دل صفا و زہد صدق و انکسار		علم ظاہر عشق باطن ہیں برہمن کا شعار	

جو انسان ان آٹھ صفتوں سے موصوف ہے وہ اصلی برہمن ہے باقی مصنوعی ہیں۔

शौर्यं तेजो धृतिर्दाक्ष्यं युद्धे चाप्यपलायनम् ॥
दानमीश्वरभावश्च क्षात्रं कर्म स्वभावजम् ॥४३॥

چھتری کی تعریف (۴۳) شجاعت۔ جلال۔ استقلال۔ زیرکی۔ جنگ میں قدم نہ ہٹانا۔ خیرات دینا اور حکمرانی کرنا چھتری کا فرض ہے۔

شان استقلال بیباکی شجاعت زیرکی		فیض اور فرمانروائی ہیں صفات چھتری	

ان اوصاف کے رکھنے والے چھتری کا ملنا موجودہ زمانہ میں مشکل بلکہ تقریباً ناممکن ہے۔

कृषिगोरक्ष्यवाणिज्यं वैश्यकर्म स्वभावजम् ॥
परिचर्यात्मकं कर्म शूद्रस्यापि स्वभावजम् ॥४४॥

ویش اور شودر کی تعریف (۴۴) کھیتی۔ گلہ بانی اور بیوپار ویش کا فرض ہے۔ خدمت کے متعلق جو کام ہیں اون کا کرنا شودر کا فرض ہے۔

گلہ بانی کھیتی اور بیوپار ہے ویشوں کا فرض		خدمت و فرمانبری ان سبکی ہے شدروں کا فرض	

स्वे स्वे कर्मण्यभिरतः संसिद्धिं लभते नरः ॥
स्वकर्मनिरतः सिद्धिं यथा विंदति तच्छृणु ॥४५॥

فرض متعلقہ کا پورا کرنا کامیابی کا ذریعہ ہے۔

(۴۵) اِنسان اپنے فرض کو ادا کر کے کمال کے درجہ پر پہونچتا ہے وہ اپنا فرض کرتے ہوئے جس طریقے سے کمال کو حاصِل کرتا ہے اوس کا حال سُن۔

سب کو مِلتا ہے ادائے فرض سے اوجِ کمال ۔ جس طریقت کے بموجب میں سناتا ہوں وہ حال

यतः प्रवृत्तिर्भूतानां येन सर्वमिदं ततम् ॥
स्वकर्मणा तमभ्यर्च्य सिद्धिं विंदति मानवः ॥४६॥

کمال کے حاصِل کرنیکا طریقہ

(۴۶) جس سے کُل مخلوقات نے وجود پایا ہے اور جو اِس سارے عالم میں محیط ہے اِنسان اپنے فرض کی تکمیل سے اوس کی اِطاعت کا اظہار کر کے کمال کو حاصِل کرتا ہے۔

سب کی پیدائش ہے جس سے سب میں ہے جسکا جمال ۔ اُسکی طاعت کی بجالانے میں ہے کسب کمال

۴۵ اور ۴۶ منتر سے صاف ثابت ہے کہ قدرت نے کمال کا حاصِل کرنا کسی ایک فرقہ کیواسطے مخصوص نہیں کیا ہے بلکہ طالب میں صرف اون صفتوں کا موجود ہونا جن کا حوالہ منتر ۴۳ کی تشریح میں دیا گیا ہے ضروری ہے اور لازمی ہے۔

श्रेयान्स्वधर्मो विगुणः परधर्मात्स्वनुष्ठितात् ॥
स्वभावनियतं कर्म कुर्वन्नाप्नोति किल्बिषम् ॥४७॥

فرض متعلقہ کو فرض غیر متعلقہ پر ترجیح ہے۔

(۴۷) اپنے فرض کا ناکمل طور پر ادا کرنا کسی دوسرے فرض کے کامل طور پر ادا کرنے سے بہتر ہے اپنے طبعی فرض کے ادا کرنے سے اِنسان گنہگار نہیں ہوتا

کار بیجا پر ادائے فرض کو ہے برتری ۔ پیروِ احکام قدرت ہے گنا ہوں سے بری

جو شخص اپنے منصبی فرض کو چھوڑ کر دوسروں کے فرایض اختیار کر لیتا ہے وہ احکام قدرت

کی مخالفت کرتا ہے نیکی کو غارت کرتا ہے اور بدی کا باعث ہوجاتا ہے۔

सहजं कर्म कौंतेय सदोषमपि न त्येजेत ॥४८॥
सर्वारंभा हि दोषेण धूमनाग्नि रिवावृत्ता: ॥४८॥

ادنیٰ فرائض کا ادا کرنا لازمی ہے

(۴۸) ارجن اپنے فرض کا گو وہ ادنیٰ درجہ کا ہو چھوڑنا لازم نہیں ہے کیونکہ کل فرائض عیب سے ایسے گھرے ہوئے ہیں جیسے کہ آگ دھوئیں سے گھری ہوتی ہے۔

فرض گو ادنیٰ ہو نا واجب ہے اُسکا چھوڑنا	لازم و ملزوم ہیں نار و دُخان فعل و جزا

چاروں فرقوں میں سے کسی کا اپنے منصب پر غرور کرنا بجا نہیں ہے۔

असक्तबुद्धि: सर्वत्र जितात्मा विगतस्पृह: ॥
नैष्कर्म्य सिद्धि परमां संन्यासेनाधिगच्छति ॥४९॥

دونوں کے فرائض کو صفاتی اور جان کو ذاتی جوہر جاننا فعل سے بریت ہے

(۴۹) جو سب سے بے تعلقی اختیار کرتا ہے اپنے دل کو قابو میں لے آتا ہے اور خواہشوں کو چھوڑ دیتا ہے وہ تارک ہوکر فعل سے بری ہونے کے اعلیٰ درجہ پر پہونچتا ہے۔

بے طمع روشن دل آزادہ رو ہے جو بشر	جا گزیں ہوتا ہے ترک ترک کی معراج پر

ہر شخص کے لئے کمال کا کرنا دل کے قابو کرنے پر منحصر ہے۔

सिध्दिं प्राप्तो यथा ब्रह्म तथाप्नोति निबोध मे ॥
समासेनैव कौंतेय निष्ठा ज्ञानस्य या परा ॥५०॥

فعل سے بریت پانا برہم میں وصل ہونیکا ذریعہ ہے۔

(۵۰) اے ارجن انسان کمال کو حاصل کرکے جیسا برہم کو پاتا ہے اور جیسے علم ذات سے ماہر ہوتا ہے اوس کا مجمل بیان سُن

عقل بوجہ پندار کی آلایش کے کثیف ہو رہی ہے آلایش کے رفع ہونے پر عقل سلیم پیدا ہوتی ہے اور اسی کا نام برہم میں وصل ہونا ہے۔

बुद्धया विशुद्धय युक्तो धृत्यात्मानं नियम्यच ॥
शब्दादीन्विषयांस्त्यक्त्वा रागद्वेषौव्युदस्यच ॥५१॥
विविक्त सेवी लघ्वाशी यतवाक्काय मानसः ॥
ध्यानयोगपरो नित्यं वैराग्यं समुपाश्रितः ॥५२॥
अहंकारंवलं दर्पं कामं क्रोधं परिग्रहम् ॥
विमुच्य निर्मम: शांतो ब्रह्म भूयाय कल्पते ॥५३॥

برہم میں وصل ہونیکا طریقہ

(۵۱) جو اپنی عقل کو کثافت سے پاک کرکے دِل کو اِستقلال کے ساتھ مطیع کرکے۔ صوت وغیرہ محسوسات سے بےتعلّق ہوکر اور شوق و نفرت کو چھوڑ کر (۵۲) تنہائی اختیار کرتا۔ قلیل غذا کھاتا ہے۔ زبان جسم اور دِل کو قابو میں لاتا ہے اور ہمیشہ تصوّر میں مشغول اور عشق حقیقی میں مسرور رہتا ہے۔

(۵۳) وہ انانیت۔ تکبر۔ خود نمائی۔ خواہش۔ غصہ اور شوق سے بری ہوکر واجب الوجود میں وصل ہو جاتا ہے۔

عقل کو دیکر جلا کوشش سے دلکو تھام کر جسکا شیوہ یادِ حق ہے دِل زبان جسم سے زُعم انانیت تکبُر حرص غصہ خواہشات

شوق نفرت چھوڑ کر قادر ہے جو احساس پر اِعتدال وسادگی وجہ مُسرّت ہیں جسے رفع ہو جاتے ہیں جبدم اُسکو ملتی ہے نجات

واجب الوجود میں وصل ہونیکا جو علی طریقہ اِس منزل میں مجمل طور پر بیان کیا گیا ہے اُسکی تشریح یہ ہے کہ شاغل ضبطِ حواس کی مدد سے پہلے حواس کا تعلّق محسوسات سے ہٹاتا ہے۔ پھر وہ اپنی توجہ کو حواس کی طرف جانے سے روک کر قرار اور سکون حاصل کرتا ہے اور اپنی قوتِ متخیلہ کو آتم دھیان یعنی ذات کے تصوّر میں لگاتا ہے اِس کے بعد انبھو یعنی علم اِشراق جو واجب الوجود کا جلوہ ہے اسپر آشکارا ہو جاتا ہے اور وہ اوسی میں دلبستگی رکھتا ہے۔

ब्रह्म भूतः प्रसन्नात्मा न शोचति न कांक्षति ॥

समः सर्वेषु भूतेषु मद्भक्तिं लभते पराम् ॥५४॥

برہم میں وصل ہونیکے بعد انسان کی حالت

(۵۴) جو بشر واجب الوجود میں وصل ہوکر اِطمینان حاصل کرتا ہے بیم و رجا کو چھوڑ دیتا ہے اور کُل مخلوقات کو مساوی سمجھتا ہے اُسکے دل میں میرا سچا عشق پیدا ہوتا ہے۔

دُور ہوں جب قلب سے وہم خودی بیم و رجا	غیرت سے پاک مسکن ہے وہ میرے عشق کا

صفات ایک سمندر کی مانند ہے اور افعال بمنزلہ لہروں کے اوس سے پیدا ہوتے ہیں اور ذات مثل آفتاب کے ہے جس کا عکس اوس سمندر میں پڑتا ہے اور لہروں کی حرکت کے باعث ہلتا ہوا معلوم ہوتا ہے لہروں کے مٹ جانے پر آفتاب کا عکس سمندر میں قایم نظر آتا ہے اور عکس کے مشاہدہ سے آفتاب کا سمندر اور لہروں سے علیحدہ ہونا ثابت ہو جاتا ہے۔

भक्त्या मामभिजानाति यावान्यश्चास्मि तत्त्वतः ॥
ततो मां तत्त्वतो ज्ञात्वा विशते तदनन्तरम् ॥५५॥

ذات میں وصل ہونیکا طریقہ

(۵۵) وہ اُس عشق کی بدولت میری حقیقت سے کامل طور پر واقف ہو جاتا ہے اور پوری واقفیت حاصل کرکے مجھ میں وصل ہو جاتا ہے۔

جذب کامل سے ہو جب پیش نظر میرا جمال	عشق کر دیتا ہے مجھ میں میرے طالب کا وصال

جب اِنسان کی رسائی علم کلیت کی منزل تک ہو جاتی ہے اُسوقت اوسے خورشید ذات کا پرتوہ اپنے بطون میں نظر آتا ہے اور اوس کے دیدار کا عشق پیدا ہوتا ہے جس کے وسیلہ سے وہ اپنی ہستی کے ذرّے کو اُسکے بے انتہا جلال میں فنا کر دیتا ہے۔

نظم

در بازیٔ عشق صرفۂ جان	زیبا نبود بہ پیش جانان
آنکو کہ فدائے عشق یار است	او را بہ تن و بجان چہ کار است
بیجان و تن است در تن و جان	آرام گہش کنار جانان

…سر فنا قدم گذارد	پروائے وجود و جاں ندارد
در راہِ یگانہ خاک گشتہ	از موت و حیات پاک گشتہ
باید کہ دولت صفا پذیرد	جز رنگ یگانگی نہ گیرد
این است ولی رہ خدائی	جز این ہمہ باطل و ہوائی

सर्वकर्माण्यपि सदा कुर्वाणो मद्व्यपाश्रयः ॥
मत्प्रसादादवाप्नोति शाश्वतं पदमव्ययम् ॥५६॥

وصالِ ذات

(۵۶) جو میری پناہ میں آتا ہے وہ سب فعلوں کو کرتا ہوا بھی میرے فضل سے قدیم اور لازوال منزل پر پہونچتا ہے۔

میرا بندہ کاروبارِ دُنیوی کرتا ہوا	میری رحمت سے پہونچ رہا ہے منزلِ جاوید کا

خواہی کہ درون خویش مولیٰ یابی	باخاص باخلاص نشیں تا یابی
در چہل چلہ آنچہ نہ پیدا یابی	از یک نظرِ خاص ہویدا یابی

चेतसा सर्वकर्माणि मयि संन्यस्य मत्परः ॥
बुद्धियोगमुपाश्रित्य मच्चित्तः सततं भव ॥५७॥

وصالِ ذات کیلئے علم حقیقت حاصل کرنا ضروری ہے۔

(۵۷) تو اپنے سب فعلوں کو دل سے میرے حوالے کر کے میرا طالب ہو اور معرفت کے طریقہ سے میرے تصوّر میں ہمیشہ مشغول رہ

عشق و عرفان کے وسیلہ سے تمام افعال کا	ذمّہ دار مجھکو بنا کر مجھ میں اپنا دل لگا ہے

فاعلیت کا پندار ترک کرنے سے فنا کی منزل تک رسائی ہوتی ہے اس کے بعد جو علم ذات آشکارا ہوتا ہے اوسمیں تصوّر کے قایم رکھنے سے وصال کا اعلیٰ درجہ حاصل ہوتا ہے۔

मच्चित्तः सर्वदुर्गाणि मत्प्रसादात्तरिष्यसि ॥
अथ चेत्त्वमहंकारान्न श्रोष्यसि विनंक्ष्यसि ॥५८॥

علم حقیقت سے کشائش باطن ہوتی ہے۔

(۵۸) تو میرا تصوّر کرے گے میرے فضل سے سب مشکلات پر عبور پاوے گا

جو تو پندار کے سبب سے میرے اِس کلام کو نہیں مانیگا برباد ہوگا۔

اوس بشر کی دل سے جو میرا تصوّر باندھے	مشکلات آسان ہو جائینگی میرے فضل الٰہی سے و
گر تو میری اِس نصیحت پر نہ ہوگا کاربند	زعم سے اپنے فنا ہو جائے گا اے ہوشمند

تصوّر ذات کے قایم رہنے سے مُکتی یعنی نجات حاصل ہوتی ہے۔ پندار کی وجہ سے واہیات میں گرفتار ہو جانا بندھ یعنی قید ہے۔

यद्‌ हंकारमाश्रित्य न योत्स्य इति मन्यते ॥

मिथ्यैष व्यवसायस्ते प्रकृतिस्त्वां नियोक्ष्यति ॥५९॥

علم حقیقت کے حاصل کئے بغیر افعال اختیاری معلوم ہوتے ہیں۔

(۵۹) پندار کی وجہ سے جو تیرا خیال ہے کہ میں نہیں لڑوں وہ غلط ہے کیوں کہ خاصۂ قدرت تجھسے جنگ کرائیگا۔

میں نہیں لڑنیکا ایسا عزم باطل چھوڑ دے	خاصۂ تیری طبیعت کا لڑائیگا تجھے

ارجن کا جنگ سے انکار کرنا اور اپنے آپ کو جنگ کرنیوالا ماننا پندار اور نادانی کا فعل تھا

स्वभावजेन कौंतेय निबद्धः स्वेन कर्मणा ॥

कर्तुंनेच्छसि यन्मोहात्करिष्यस्यवशोऽपि तत्‌ ॥६०॥

علم حقیقت فعل کے صدور کو جبر قدرت ثابت کرتا ہے۔

(۶۰) اے ارجن جس فعل کے کرنے سے تو بوجہ نادانی انکار کرتا ہے وہ تجھے اپنے طبعی فرض سے مجبور ہو کر بے اختیاری کی حالت میں کرنا ہوگا۔

تیری ناقص فہم کو جو فعل نامنظور ہے	اُس کے کرنیکے لئے قدرت سے تو مجبور ہے

چونکہ ارجن قوم کا چھتری تھا اور چھتری کا جنگ راستی سے قدم نہ ہٹانا فرض تھا اور اوس فرض نے اوسکو جنگ پر آمادہ کیا تھا اس لئے میدان میں آ کر اوس کا جنگ سے انکار کرنا حکم قدرت کے برخلاف اور فعل نادانی تھا۔

ईश्वरः सर्वभूतानां हृद्देशेऽर्जुन तिष्ठति ॥

भ्रामयन्सर्व भूतानि यंत्रा रूढानि मायया ॥६१॥

قادر مطلق حرکات قلبی کے جبر سے فعل کرتا ہے

(۶۱) اے ارجن واجب الوجود سب مخلوقات کے دل میں مقیم ہوکر اونکو اپنی قدرت کاملہ کے چرخ پر پھراتا ہے۔

قادرِ مطلق ہے کل جسموں کے اندر جلوہ گر
سب کو حکمت سے پھراتا ہے فانی چرخ پر

ذاتت بہمہ صفات جامع در تو
برخود تو عبث تہمت ہستی داری

زان نور حقیقت است لامع در تو
حق است کہ شد قایل و سامع در تو

तमेव शरणं गच्छ सर्वभावेन भारत

तत्प्रसादात्परां शांतिं स्थानं प्राप्स्यसि शाश्वतम् ॥६२॥

قلب میں قادر مطلق کی تلاش واجب ہے

(۶۲) اے ارجن تو سب طرح سے اوسی کی پناہ میں آکیونکہ اوس کے فضل سے تو اعلیٰ سکون (قلب) کے بے زوال مقام پر پہونچیگا

اے دلاور ہر نفس میں لے اُسی کا آسرا
مرتبہ تسکین و استغنا تجھے ملجائے گا

سالک کہ زراہ چشم دل بینا شد
دانست کہ من قطرۂ دریا ہستم

درچشم دلش حقیقتے پیدا شد
دانستہ ہماں چشم زدن دریا شد

इति ते ज्ञान माख्यातं गुह्याद्गुह्यतरं मया ॥

विमृश्यैतदशेषेण यथेच्छसि तथा कुरु ॥६

تلاش سے اطمینان حاصل ہوتا ہے۔

(۶۳) یہ نہایت پوشیدہ معرفت کے اسرار میں نے بیان کئے ہیں پہلے تو اونکو خوب سمجھ لے پھر تیری جیسی مرضی ہو ویسا کر۔

آشکارا کردئے میں نے جو اسرار خفی
اُن سے واقف ہوکے اب کر جیسی مرضی ہو تیری

اسرار معرفت کے سمجھنے کی ہدایت تو اس موقع پر ارجن کو کی گئی ہے مگر اوس کا اطلاق ہر وقت ہر جگہ اور خاص و عام پر ہے جو کوئی ایسے باریک رموز کو سمجھکر اون پر کاربند ہوتا ہے وہ تمام لازمی افعال کرتا ہوا بھی بیشک منزل مقصود پر پہونچتا ہے۔

सर्वगु...तमं भूयः शृणु मे परमं वचः ॥
इष्टोऽसि मे दृढमिति ततो वक्ष्यामि ते हितम् ॥६४॥

علم الوہیت کے حاصل کرنیکا سب سے اعلیٰ طریقہ

(۶۴) اب تو میرے اعلیٰ کلام کو جو سب سے زیادہ غور طلب ہے سمجھ لے چونکہ تو میرا پکا دوست ہے۔ تیری بہبودی کے خیال سے یہ پھر ظاہر کرتا ہوں۔

اے عزیز من تری مشکل کشائی کے لئے	راز سر بستہ مکرر رکھ سناتا ہوں تجھے

मन्मना भव मद्भक्तो मद्याजी मां नमस्कुरु ॥
मामेवैष्यसि सत्यं ते प्रतिजाने प्रियोऽसि मे ॥६५॥

عشق اور فنا

(۶۵) مجھ میں دل لگا میرا طالب ہو مجھکو اپنے اعمال تفویض کر اور میری پرستش کر۔ اے میرے پیارے میں تجھسے سچا وعدہ کرتا ہوں کہ تو اس حالت پر کاربند ہونیسے مجھ میں واصل ہوگا

میری خاطر کر ریاضت مجھ میں اپنا دل لگا تجھسے میں کرتا ہوں وعدہ اسکو سچا جان لے	میرے پیارے مجھکو دے تعظیم مجھ پر ہو فدا بہرور ہوگا تو آخر کار میرے وصل سے
سر رشتہ دولت اے برادر بکف آر دائم ہمہ جا باہمہ کس در ہمہ حال	این عمر گرامی بخسارت مگذار بیدار نہفتہ چشم دل جانب یار

सर्वधर्मान्परित्यज्य मामेकं शरणं व्रज ॥
अहं त्वा सर्वपापेभ्यो मोक्षयिष्यामि मा शुचः ॥६६॥

ترک خودی اور وصال

(۶۶) تو سب عقیدوں کو چھوڑ کر میری ذات واحد کا طالب ہو۔ میں تجھے سب گناہوں سے ضرور آزاد کر دوں گا۔

نقش ہستی کو مٹا دے سایۂ رحمت میں آ ہٹا کر ماسوا سے دل کو میرے آسرے میں آ	بخشدونگا تجھکو میرے قول پر ایمان لا کرونگا میں تجھے آزاد بیشک سب گناہوں سے

بھگوت گیتا کے کل اصول کا عملی نتیجہ اس فقرہ میں موجود ہے یعنی اوس کے وسیع معنی میں طلب

[...]ں کا بیان دوسری ادھیا کے گیارھویں منتر میں ہوا ہے وصال کے اعلیٰ درجہ تک تمام منازل کا ادراک شامل ہے اور علم توحید کی تلقین بھی اس پر ختم ہوئی ہے چونکہ یہ منتر منتخب ہو کر دیباچہ میں آچکا ہے لہٰذا اوس کی دوبارہ تشریح کرنا طوالت ہے عاقل کو تو اس نکتہ کے سمجھنے کے لئے ایک اشارہ کافی ہے کند ذہن وید۔ شاستر اور تمام دنیا کے مذہبی علوم کے مطالعہ سے بھی اس منتر کا عقدہ حل نہیں کر سکتا۔

	بس کنم خود زیرکان را این بس است		بانگ یک کردم اگر در دہ کس است	

इदं ते नातपस्काय ना भक्ताया कदाचनः ।।
न चाशुश्रूषवे वाचयं न च मां योऽभ्यसूयति ।।६७।।

جو طالب ہو اسکے لئے تلقین لاحاصل ہے	(۶۷) جو شخص ریاضت کش۔ طالب اور معتقد ہو اور میرے علم الوہیت سے انکار کرتا ہو اُسے یہ (علم) ہرگز بتانا نہیں چاہئے۔

	زہد و ایمان شوق و دانش سے ہو جو بہرہ ور		ناروا ہے انکشافِ راز ایسے شخص پر	

جو جہالت کے اندھیرے میں بھٹکتے پھرتے ہوں اُنھیں آبِ حیات کا حصّہ کیونکر نصیب ہو سکتا ہے۔

	نازو پرورد تنعم نبرد راہ بدوست		عاشقی شیوۂ رندان بلاکش باشد	

यइदं परमं गुह्यं मद्भक्तेष्वभिधास्यति ।।
भक्तिं मयिपरां कृत्वा मामेवैष्यत्य संशयः ।।६८।।

طالبوں پر اس کا ظاہر کرنا ضروری ہے	(۶۸) جو یہ عالی اسرار میرے طالب کو بتائیگا وہ میرے عشقِ حقیقی کی بدولت بیشک مجھ میں وصل ہوگا۔

	میرے طالب کو رموزِ عشق جو بتلائے گا		میرے صادق عشق سے بیشک وہ مجھکو پائیگا	

جو لوگ فہم رسا رکھتے ہیں اور اس آبِ حیات کے مستحق ہوں اونکو اس علم کے بتانے سے دریغ کرنا جائز نہیں۔

न च तस्मान्मनुष्येषु कश्चिन्मे प्रियकृत्तमः ।।

सम-ह.गा न चमे तस्मा दन्य: प्रियतरो भुवि ॥६९॥

جو طالبوں پر ان رموز کو ظاہر کرتا ہے وہ حق کا عزیز ہے۔

(۶۹) نہ تو وہ جہاں بھر میں مجھ سے زیادہ کسیکو عزیز سمجھتا ہے اور نہ روئے زمین پہ مجھے اوس سے زیادہ کوئی عزیز ہوتا ہے۔

مجھسے بڑھکر حد امکاں میں نہیں اسکا عزیز
اُس سے بڑھکر نوع انساں میں نہیں میرا عزیز

ذات پاک کا اقرار ہے کہ جو یہ آب حیات اوس کے پیاروں کو تقسیم کرتا ہے اوس سے زیادہ اوسکو کوئی عزیز نہیں۔

عاشقے ام کہ چو او بنہد ہی جاں مرا
دوست از سینہ ام آواز بر آرد کہ منم

اے عزیزو ں آب حیات کا دریا کوزہ میں بند ہے اور وہ صدق طلب سے ملسکتا ہے اس سے تشنہ کام رہنا زندگی میں بے نصیبی ظاہر کرتا ہے اور آخر وقت کف افسوس ملواتا ہے۔

کہ ایں وقت است وایں کار است وایں گو
زمیداں ہر کہ بردہ آدم است او

अध्येष्यते चयइमं धर्म्यं सम्वाद मावयो ॥
ज्ञान यज्ञेन तेनाहमिष्ट: स्यामितिमे मति: ॥७०॥

بھگوت گیتا کا مطالعہ کرنیوالا حق کو عزیز جاننے لگتا ہے۔

(۷۰) جو شخص ہم دونوں کی اِس تقریر کو جس سے نیکی پیدا ہوتی ہے پڑھیگا میری رائے ہے کہ وہ علمی ریاضت سے مجھے عزیز بنا لیگا۔

میری اِس معجز بیانی کو پڑھیگا جو بشر
بخشدوں گا میں اُسے علمی ریاضت کا ثمر

زبان سنسکرت کے ایسے علماء جو اس صحیفہ عالیہ کے معنی اور مراد بخوبی سمجھا سکیں اس زمانہ میں نایاب ہوگئے ہیں اور علم الوہیت کے طالب اوس قدیم زبان سے عموماً ناواقف ہونیکے باعث خود اِس کے مطالعہ سے معذور رہیں اِس لئے اِس کا ترجمہ اردو میں جو کہ زبان رائج الوقت ہے مرتب کیا گیا اور جہاں تک موجودہ زبان کی وسعت تھی اوس کی باریکیاں ظاہر کردی گیئں۔ جو کوئی سچے اعتقاد سے اِس کا بار بار مطالعہ کرے گا وہ اُس کے معنی کو زیادہ صاف طور پہ سمجھنے سے ہر دفعہ نیا لطف حاصل کرے گا اور رفتہ رفتہ عشق کی کشش سے منزل مقصود پر پہونچ جائیگا۔

شاہکارهای ادبیات فارسی

ऽपिमु — शुभाँल्लोकान्प्राप्नुयात्पुण्यकर्मणाम् ॥७१॥

نیک افعالی اختیار کرتا ہے

(۷۱) جو با اعتقاد اور بے تعصب انسان اس تقریر کو
گا وہ بھی (بُرے فعلوں سے) آزادی پا کر نیک افعالوں کے بہترین عالم میں پہونچے گا.

شوق سے اس مخزنِ اسرار کو جس نے سنا
عالمِ قدسی کو وہ آزاد ہو کر جائے گا

جو لوگ اس صحیفہ کے معنی نہیں سمجھتے تاہم اعتقاد کے ساتھ اوسے سُنتے ہیں وہ اپنے راسخ اعتقاد
کے اثر سے بد افعالی چھوڑ کر نیک افعال کی طرف ترقی کرتے ہیں۔

कच्चिदेतच्छ्रुतं पार्थ त्वयैकाग्रेण चेतसा ॥
कच्चिदज्ञानसम्मोहः प्रनष्टस्ते धनंजय ॥७२॥

ارجن اسکو سمجھا یا نہیں۔

(۷۲) اے ارجن تو نے اس صحیفہ کو یکسو دل سے سُنا یا نہیں اور
تیری نادانی اور غفلت رفع ہوئی یا نہیں۔

کیا میری تقریر یہ گوشِ ہوش سے تو نے سُنی
ہٹ گیا کیا تیرے دل سے پردۂ وہم خودی

अर्जुन उवाच

नष्टो मोहः स्मृतिर्लब्धा त्वत्प्रसादान्मयाच्युत ॥
स्थितोऽस्मि गतसंदेहः करिष्ये वचनं तव ॥७३॥

ارجن نے جواب دیا

ہاں سمجھ گیا۔

(۷۳) اے کرشن آپ کی برکت سے میری غفلت دُور ہوئی اور
میں نے اپنے آپ کو پہچانا مجھے اطمینان حاصل ہوا اور میرے شکوک رفع ہوئے
جو کچھ آپ کا ارشاد ہے میں بجالاؤں گا۔

آپکی برکت سے میری عقل روشن ہو گئی
مجھکو اطمینان و استقلال حاصل ہو گیا

میں نے کامل طور پر اپنی حقیقت جان لی
بے تامل آپکا ارشاد لاؤں گا بجا

सम-...-गा. न च मे तस्मा दन्य: प्रियतरो भुवि ॥६९॥

جو طالبوں پر ان رموز کو ظاہر کرتا ہے و حق ... ۔۔ نہ تو وہ جہاں بھر ... ... فضل ایزد ہم و ...

संजय उवाच

इत्यहं वासुदेवस्य पार्थस्य च महात्मन: ॥

संवाद मिमम श्रोष मद्भुतं रोम हर्षणम् ॥७४॥

سنجے نے کہا

سنجے کی گفتگو راجہ دہرت راشٹر کیساتھ	(۷۴) میں نے قابل تعظیم کرشن اور ارجن کی یہ باہمی گفتگو جو حیرت انگیز اور رونگٹے کھڑے کرنے والی تھی سُنی ۔

قابلِ تعظیم کنتی کے پسر اور کرشن کی		یہ عجیب و روح افزا گفتگو میں نے سُنی

بھگوت گیتا مہابھارت کا وہ حصہ ہے جس میں سنجے نے راجہ دہرت راشٹر سے جنگ کے شروع کے واقعات بیان کئے ہیں

व्यास प्रसादा च्छ्रुतवाने तद्गुह्य महं परम् ॥

योगं योगे श्वरात्कृष्णात्साक्षात्कथयत: स्वयम् ॥७५॥

राजन्संस्मृत्य संस्मृत्य सम्वाद मिम मद्भुतम् ॥

केशवार्जुनयो: पुण्यं हृष्यामि च मुहुर्मुहु: ॥७६॥

ایضاً	(۷۵ و ۷۶) اے راجہ (دہرت راشٹر) میں اوس نہایت مخفی طریقت کو جو صاحب کمال کرشن نے خود بیان کی ویاس جی کی مہربانی سے سن کر اور کرشن اور نیز ارجن کی اوس حیرت انگیز اور نیکی پیدا کرنیوالی گفتگو کا بار بار خیال کرکے اپنے دل میں خوش ہوتا ہوں ۔

	جس حقیقت کو دکھایا اک نظر میں کرشن نے		میرے کانوں تک وہ پہونچی ویاس کی اعلان سے	
	ایسی دلکش گفتگو پر عابد و معبود کی		غور کرنے سے مجھے ہر بار ہوتی ہے خوشی	

तच्च संस्मृत्य संस्मृत्य रूप मत्यद्भुतं हरे: ॥

विस्मयो मे महान् राजन् हृष्यामि च पुन: पुन: ॥७७॥